ماہنامہ
جہدِ حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

HRCP

Monthly JEHD-E-HAQ - January 2014 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 21......شمارہ نمبر 01...جنوری 2014......قیمت 5 روپے

...سنتے تھے سحر ہوگی

بھوک کے خاتمے کا عالمی دن

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے ملک کے مختلف حصوں میں ''بھوک کے خاتمے کے لیے مارچ'' کا اہتمام کیا۔

فہرست

بلوچستان کے کان کنوں کے مصائب	6
انسان دشمن تجاویز	7
اُن کا نام اُن کے قتل کی وجہ بنا	8
نوجوانوں کے حقوق اوران کا نفاذ	9
خواتین کے خلاف تشدد	14
ماحولیاتی آلودگی	15
جیل میں بند قیدیوں کی حالت زار	17
تشدد،فرقہ پرستی اورانتہا پسندی	19
اقلیتوں کا مقام ضیاءدور میں زوال پذیر ہوا	20
منڈیلا کی پراثر شخصیت	21
انسانی حقوق کا عالمی دن	22
2013 کے حادثات، دھماکے اوراموات	25
صحت	31
اقلیتیں	32
تعلیم	33
قانون نافذ کرنے والے ادارے	34
کاری،کارو کہہ کر مار ڈالا	36
جنسی تشدد	37
عورتیں	41
بچے	42
خودکشی کے واقعات	43
اقدام خودکشی	46
انتہا پسندی کی روک تھام اوررواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس	48
جہدحق پڑھنے والوں کے خطوط	50

مجوزہ قانون جبری غائب کیئے جانے کو جائز قرار دینے کی کوشش ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آرسی پی) نے جبری گمشدگیوں سے متعلق مجوزہ قانون سازی کے حوالے سے ذرائع ابلاغ کی اطلاعات پرتشویش کا اظہار کیا ہے۔

جمعہ کے روز جاری ہونے والے ایک بیان میں ایچ آرسی پی نے کہا، یہ افسوس ناک امر ہے کہ انسانی حقوق کے انتہائی اہم معاملے سے متعلق جلد ہی متعارف ہونے والی متنازعہ قانون سازی کے بارے میں عوام کو ذرائع ابلاغ کی اطلاعات کے ذریعے معلوم ہورہا ہے۔ یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ عوام کو اس سے بے خبر کیوں رکھا جارہا ہے۔ضرورت اس امر کی تھی کہ سول سوسائٹی اورمتاثرہ افراداورخاندانوں کی تجاویز لینے کے لیے وسیع تر مشاورتی عمل شروع کیا جاتا تاکہ پاکستان پر لگے جبری گمشدگیوں کے داغ کو مٹانا ممکن ہوجاتا۔

ذرائع ابلاغ سے جاری ہونے والی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ مسودہ قانون کا مقصد افراد کی غیر قانونی طویل حراست کو قانونی جواز بخشنا اورانسانی حقوق کی اس سنگین خلاف ورزی میں ملوث خفیہ ایجنسیوں اورسیکیورٹی فورسز کو سزا سے مکمل استثنیٰ فراہم کرنا ہے۔ مجوزہ قانون میں 12 شفارشات درج ہیں جن میں سے ایک سفارش جبری گمشدگیوں کو فوجداری جرم قرار دیتی ہے۔ مجوزہ قانون مزید کہتا ہے" سیکیورٹی فورسز اورخفیہ ایجنسیوں کو مشتبہ افراد کی مکمل تفتیش کے لیے اضافی وقت درکار ہے باوجوداس امر کے کہ جبری گمشدگی ایک فوجداری جرم ہے"۔ اگرچہ سفارشات کا حتمی شکل اختیار کرلینے کے بارے میں علم نہیں، تاہم ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ مجوزہ قانون مشتبہ افراد کو 90 دن سے بھی زائد مدت تک زیرحراست رکھنے کی اجازت دے گا۔

اس بل میں کہا گیا ہے کہ اگر سکیورٹی فورسز کسی غائب کیئے گئے شخص کے خلاف ثبوت اورشہادت پیش کریں تو انہیں سزا سے مکمل استثنیٰ حاصل ہوگا۔اضافی اورمطلوبہ حفاظتی اقدامات کے نام پر عوام کے لیے متعارف کرائے جانے والے ایسے اقدامات محض جبری غائب کیئے جانے والے مسئلے کو مزید گھمبیر بناتے ہیں، باضابطہ قانونی کارروائی کی نفی کرتے ہیں اور تفتیشی طرائق کار کو بہتر بنانے کی بجائے بغیر کسی الزام کے حراست اورقید کے دوران تشدد کی ترغیب دیتے ہیں تاکہ جبری اعتراف جرم کروایا جاسکے۔ایسے قانون کی منظوری سے نہ صرف پاکستان جبری گمشدگیوں کی روک تھام میں ناکام رہے گا بلکہ اس سے لاپتہ افراد کے خاندانوں اورسول سوسائٹی کی تنظیموں کی جدوجہد کو بھی نقصان پہنچے گا جنہوں نے ملک میں جبری غائب کرنے والے مجرموں کو سزا سے حاصل استثنیٰ کے خاتمے کے لیے ایک طویل جدوجہد کی ہے۔ ایچ آرسی پی یہ کہنے پر مجبور ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجوزہ قانون متاثرہ شخص کی بجائے حقوق کی قابل مذمت خلاف ورزی کا ارتکاب کرنے والوں کی طرفداری کرتا ہے۔ اگر مجوزہ قانون کی منظوری دی گئی تو اس سے محض جبری غائب کرنے کے اقدام کو قانونی جواز ملے گا۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کا یہ ماننا ہے کہ پاکستان میں حالیہ سالوں میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کے مرتکب افراد کو انصاف کے کٹہرے میں نہیں لایا گیا جس کی وجہ عدالتی امور میں خامیاں اورناقص تفتیش ہے اوروہ طریقہ کار ہے جس کے ذریعے سکیورٹی ایجنسیاں کارروائیاں کرتی ہیں۔ناقص فوجداری نظام انصاف اورپیشہ وارانہ تحققیات کی کمی کا خمیازہ جبری گمشدگی کے متاثرہ افراد کو نہیں بھگتنا چاہیئے۔"ایچ آرسی پی کے لیے یہ امر مایوس کن ہے کہ ماضی کی روش کو ترک کرنے اور جبری گمشدگیوں کی روک تھام کی بجائے اس قسم کی قانون سازی کے بارے میں سوچا گیا۔ دہشت گردی پر قابو پانا انتہائی اہم ہے لیکن قومی سلامتی کے نام پر شہریوں کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم نہیں کرنا چاہیئے۔ ایچ آرسی پی قانون سازوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس قانونی مسودے کو مسترد کردیں اوراسے قانون بننے سے روکیں۔ ایچ آرسی پی ایک مرتبہ پھر حکومت کو یاددلاتا ہے کہ تمام قیدی جو ریاستی تحویل میں ہوں، کے ساتھ قانون کے مطابق سلوک کیا جائے اورانہیں وہ تمام حقوق باہم میسر کیئے جائیں جن کی آئین یقین دہانی کراتا ہے۔ ایچ آرسی پی اس بات سے متفق ہے کہ جبری گمشدگی کے مرض سے نبٹنے کے لیے قانونی ذرائع ضروری ہیں مگران ذرائع کا مقصد جبری گمشدگیوں کے مجرمان کو رعایتیں فراہم کرنے کی بجائے انہیں سزا سے حاصل استثنیٰ کا خاتمہ اورگمشدگیوں کی روک تھام ہونا چاہیئے۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔20دسمبر2013]

زرعی اصلاحات کے بغیر ترقی ممکن نہیں

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (HRCP) کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے دوسرے کسان کنونشن نے مطالبہ کیا ہے کہ زرعی اصلاحات کے راستے میں حائل تمام رکاوٹوں کو دور کیا جائے، کھیت مزدوروں کے حقوق کے تحفظ کے لیے مناسب قانون بنایا جائے اور زرعی شعبے کو درپیش مسائل سے نپٹنے کے لیے ایک پانچ سالہ منصوبہ تیار کیا جائے۔

ملتان میں یکم دسمبر کو منعقد ہونے والے کنونشن میں ملک کے مختلف حصوں سے تعلق رکھنے والی کسان تنظیموں اور کسان دوست انسانی حقوق کے کارکنوں نے کسانوں کو درپیش مسائل کا جائزہ لیا۔ شرکاء نے گزشتہ سال ہونے والے کسان کنونشن کی سفارشات کی توثیق کرتے ہوئے ملک کے کسانوں کے مطالبات کو نئی شکل دی اور ایک 10 نکاتی ملتان اعلامیہ منظور کیا جس میں اگلے برس کسانوں کے حقوق کے تحفظ کی جدوجہد کے خدوخال واضح کیے گئے ہیں۔

کنونشن کے مرتب کردہ مطالبات حسب ذیل ہیں۔

☆ شعبہ زراعت کی ترقی کے لیے 5 سالہ زرعی منصوبے کا اعلان کیا جائے۔

☆ زرعی اصلاحات نافذ کی جائیں اور ان کے نفاذ میں حائل تمام رکاوٹیں دور کی جائیں کیونکہ زمین کی منصفانہ تقسیم کے بغیر نہ قومی ترقی ممکن ہے اور نہ عوام کو مناسب خوراک کی فراہمی کی ضمانت۔

☆ فی خاندان حد ملکیت مقرر کی جائے، فاضل اراضی کسانوں میں تقسیم کی جائے۔

☆ کارپوریٹ فارمنگ کی حوصلہ افزائی کا سلسلہ بند کیا جائے۔

☆ سرکاری اراضی زمینداروں کو منتقل کرنے کا سلسلہ موقوف کیا جائے اور ایسی اراضی بے زمین کسانوں کو دی جائے۔

☆ اراضی کی کسانوں میں تقسیم خاندان کے نام پر کی جائے جس میں مرد اور عورت کو مساوی طور پر حصہ دار بنایا جائے۔

☆ ایسا خاندان جس کی سربراہ عورت ہو تو اسے بھی بلاتفریق زمین الاٹ کی جائے۔

☆ سندھ میں چراگاہوں اور کمیونٹی کی اراضی پر جاگیرداروں کی جانب سے قبضہ کرنے کی کارروائیوں کی روک تھام کی جائے۔

☆ خانیوال، اوکاڑہ، چولستان اور تھل کے بے زمین کاشتکاروں کو مالکانہ حقوق دیے جائیں۔

☆ سندھ کے قانون مزارعت میں کی گئی وہ تازہ ترامیم منسوخ کی جائیں جن کے تحت کاشت کے لیے درکار مشینری پر اُٹھنے والے کل اخراجات کا ذمہ دار مزارع کو بنا دیا گیا ہے اور کسان سے بیگار لینے کی ممانعت کی شق حزف کر دی گئی ہے۔ دوسرے صوبوں کے قانون مزارعت میں بھی اصلاحات کی جائیں۔

☆ زرعی وسائل پر آبادی پر دباؤ کم کرنے کے لیے دیہات میں زراعت سے متعلق صنعتوں کا قیام عمل میں لایا جائے اور انہیں فروغ دیا جائے۔ مقامی آبادی کو روزگار کے دیگر شعبوں سے استفادہ کرنے کے لیے انہیں ہنرمند بنانے کے ٹھوس بنیادوں پر منصوبے بنائے جائیں۔

☆ کم اراضی رکھنے والے مالکان کو قرضوں کی سہولت اور اراضی کو کاشت کرنے کے لیے درکار تمام سہولیات فراہم کی جائیں

☆ کھیت مزدوروں کے مسائل حل کرنے کے لیے مؤثر قانون سازی کی جائے۔

☆ جبری مشقت کے خاتمہ کے قانون پر عمل درآمد یقینی بنایا جائے۔

☆ کسانوں کے مسائل حل کرنے کے لیے عدلیہ کے مخصوص ٹربیونل قائم کیے جائیں اور کھیت مزدوروں کے صنعتی مزدوروں سے مساوی حقوق تسلیم کیے جائیں۔

☆ زراعت سے وابستہ افراد اور خاندان کے افراد سے بلامعاوضہ مشقت لینے پر مکمل پابندی عائد کی جائے

☆ کھیت مزدوروں کی صحت پر منفی اثرات مرتب کرنے والی تمام ادویات اور اشیا کے استعمال پر پابندی عائد کی جائے یا مناسب حفاظتی تدابیر اختیار کی جائیں۔

☆ ملک میں قدرتی یا افراد کی طرف سے پیدا کردہ آفات کے وقت بھی کسانوں کے حقوق کو تحفظ دینے اور ان کے لیے خصوصی اقدامات کرنے کا طریقہ کار وضع کیا جائے۔

آئندہ کے لیے حکمت عملی

قومی مشاورت کے شرکاء نے اتفاق رائے سے اپنے مستقبل کے لائحہ عمل کو درج ذیل نکات پر استوار کرنے کی منظوری دی۔

1- زرعی اصلاحات کے نفاذ کی جدوجہد کی حمایت مختلف سطحوں پر جاری رکھی جائے گی۔ صوبائی حکومتوں پر دباؤ ڈالا جائے گا کہ وہ زرعی اصلاحات کی مخالفت ترک کر کے اصلاحات کے لیے منصوبہ بندی کریں۔

2- مشاورتی اجلاس میں شامل تمام تنظیمیں اور کارکن اپنے اپنے علاقوں میں کسانوں اور کھیت مزدوروں کی تنظیمیں قائم کرنے اور پہلے سے قائم تنظیموں کو فعال اور مؤثر بنانے کی کوشش کریں گے۔

3- سرکاری فارموں بشمول سیڈ فارم، ملٹری فارم پر کاشت کرنے والے کسانوں کے حقوق ملکیت کے لیے جدوجہد کی حمایت جاری رکھیں گے۔

4- سندھ قانون مزارعت میں 2013 کی ترمیم کو منسوخ کرانے کی کوشش کریں گے جس کے مطابق کسان سے بیگار لینے کی ممانعت کو حذف کر دیا گیا اور کسان کو زرعی مشینری کے اخراجات کے زیر بار کیا۔

5- کسان تنظیمیں سیاسی جماعتوں اور عوامی نمائندوں سے اپنے مطالبات کو آگے بڑھانے کے لیے مسلسل رابطہ کریں گی اور ان مطالبات کو قومی سیاسی ایجنڈا پر لانے کی عملی کاوش کریں گی۔

6- ملک بھر میں مہم چلائی جائے گی کہ حکومت کسانوں کی مشاورت سے زرعی ترقی کے لیے 5 سالہ منصوبہ بنائے۔

7- ہر سال 17 اپریل کو کسانوں کی جدوجہد کا بین الاقوامی دن منایا جائے گا۔

8- کسان تنظیمیں ملک میں جمہوری نظام، شہریوں کی مساوی حیثیت، عورتوں کے تحفظ و ترقی اور بچوں کے حقوق کے لیے جاری جدوجہد سے وابستہ رہیں گی۔

9- کسان تنظیمیں ذرائع ابلاغ کی مدد سے اپنی تحریک کو آگے بڑھائیں گی تاکہ کسانوں کے مسائل سے شہریوں کو وسیع پیمانے پر آگاہی حاصل ہو۔

10- کمیشن ایک ورکنگ گروپ قائم کرے گا جو زرعی شعبہ سے وابستہ آبادی کے مسائل (جن میں بے زمین کسان، کھیت مزدور، چھوٹے مالکان اراضی شامل ہیں) زرعی اراضی کی الاٹ منٹ، مزارعیت، مالیہ، انہار اور زرعی اصلاحات کے قوانین کا جائزہ لے گا۔ کسان تنظیموں سے مسلسل رابطہ رکھے گا تاکہ کسانوں کو درپیش مشکلات کا جائزہ لیا جا سکے۔ ورکنگ گروپ 30 نومبر 2014 تک رپورٹ تیار کرے گا جس کو دسمبر 2014 میں منعقد ہونے والے کسان کنونشن میں منظوری کے لیے پیش کیا جائے گا۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 02 دسمبر 2013]

ایچ آر سی پی انسانی حقوق کے کارکن کی بازیابی کا مطالبہ کرتا ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے انسانی حقوق کے کارکن اور ایڈووکیٹ مسٹر حیدر علی کے اغوا پر شدید تشویش کا اظہار کیا ہے۔ انہیں مبینہ طور پر قانون نافذ کرنے والی

ایجنسیوں نے 27 نومبر 2013 کو اس وقت اغوا کیا تھا جب وہ ضلعی عدالت سے اپنے گھر واپس جا رہے تھے۔ اس وقت سے ان کا کچھ اتا پتا نہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس سے پہلے بلوچستان میں ایچ آر سی پی کے دو کارکنان کو نامعلوم حملہ آوروں نے ہلاک کر دیا تھا۔ ان کے قاتلوں کو گرفتار نہیں کیا گیا۔

ایچ آر سی پی نے بلوچستان کے حکام سے مسٹر حیدر علی کی فوری بازیابی کا مطالبہ کیا ہے۔ اُن سے یہ مطالبہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ اس امر کو یقینی بنائیں کہ حراست کے دوران حیدر علی کو اذیت کا نشانہ نہ بنایا جائے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 02 دسمبر 2013]

بلوچستان میں اغوا اور قتل کا سلسلہ بند کیا جائے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے وزیر اعلیٰ بلوچستان ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کے ہاتھوں اغوا ہونے والے انسانی حقوق کے کارکنوں اور شہریوں کی بازیابی کے لیے فی الفور اقدامات کریں اور قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کے ہاتھوں جاں بحق ہونے والے شہریوں کی ہلاکت کی مؤثر تحقیقات کا حکم دیں۔ ایچ آر سی پی کو حالیہ دنوں میں بلوچستان میں قتل اور اغوا کے واقعات کی مسلسل بڑھتی ہوئی تعداد پر گہری تشویش ہے۔ ایچ آر سی پی نے ایڈووکیٹ حیدر علی کی بازیابی کا ایک دفعہ پھر مطالبہ کیا ہے جن کو 27 نومبر کو اغوا کیا گیا تھا اور گزشتہ ہفتے 6 افراد کی اغوا نما گرفتاری کے بعد ہلاکت کا نوٹس لینے پر بھی زور دیا ہے۔

ایچ آر سی پی کو مندرجہ ذیل نئے واقعات کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔

1- مسٹر نادر ایڈووکیٹ ولد عبدالنبی، سکنہ بولان میڈیکل کالج، لیبر کالونی، کوئٹہ کو 4 دسمبر 2013 کو آدھی رات کے وقت فرنٹیئر کور (ایف سی) دستے کے اہلکاروں نے چند دیگر افراد کے ہمراہ جو سادہ لباس میں ملبوس تھے، نے ان کے گھر سے ان کی بیوی اور دیگر اہل خانہ کی موجودگی میں حراست میں لیا۔ وہ اپنے ایک تعلق دار جبری گمشدہ فرد کے ایماء پر عدالت کے سامنے پیش ہوئے تھے کہ حراست کے دوران اس کو جسمانی تشدد کا نشانہ بنائے جانے کا خدشہ ہے۔

2- ماسٹر مہراب بلوچ رہائشی کالاٹک گاؤں ضلع کیچ، بلوچستان

3- مسٹر ریاضت بگٹی ولد باگل بلوچ، کارکن بلوچ ری پبلک پارٹی۔

4- مسٹر کوساغ بگٹی ولد ورنا خان، ڈیرہ بگٹی، بلوچستان ملٹری آپریشن کے دوران مارے گئے تھے۔

5- مسٹر ماسو بگٹی ڈیرہ بگٹی بلوچستان میں ملٹری آپریشن میں مارے گئے تھے۔

6- مسٹر علی دوست بلوچ اور ان کے دو بیٹے اور ایک پوتا ڈیرہ بگٹی بلوچستان ملٹری آپریشن میں مارے گئے۔

7- مسٹر رحمت اللہ اور دیگر دو افراد کو 6 دسمبر 2013 کو ان کے گھر واقع ڈنگاں گاؤں سے ایف سی اہلکار اُٹھا کر لے گئے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق، وزیر اعلیٰ بلوچستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ انسانی حقوق کے کارکنوں کو حراست کے دوران اذیت کا نشانہ نہ بنایا جائے اور مزید یہ کہ وہ بلوچوں کے قتل عام کو روکنے میں اپنا فعال کردار ادا کریں۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 09 دسمبر 2013]

پنجگور میں انسانی حقوق کے کارکن کے قتل کی مذمت

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے پنجگور میں اپنے کارکن احمد جان بلوچ کے قتل کی شدید مذمت کی ہے۔ کمیشن نے مطالبہ کیا ہے کہ احمد جان کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے اور انسانی حقوق کے کارکنوں کو لاحق خطرات میں کمی لائی جائے۔

احمد جان کو پنجگور میں واقع ایک بازار میں موٹر سائیکل سوار حملہ آوروں نے 23 دسمبر کو فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیا تھا۔ انہیں سٹی ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال لے جایا گیا مگر تشویش ناک حالت کے پیش نظر انہیں کراچی منتقل کیا جا رہا تھا کہ وہ راستے میں ہی چل بسے۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے ان کے اہل خانہ اور بلوچستان میں انسانی حقوق کے مدافعین کی کمیونٹی سے اس صدمے پر تعزیت کا اظہار کیا ہے۔

کمیشن نے کہا ہے کہ ایچ آر سی پی سے وابستہ انسانی حقوق کے محافظ کا بلوچستان میں یہ پہلا قتل نہیں ہے اور ایسے حملے اور ان کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتیں اور قاتلوں کو سزا سے استثنٰی کے باعث جاری ہیں۔ ایچ آر سی پی نے وفاقی اور صوبائی حکومت سے احمد کے قتل کا سنجیدگی سے نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے اور کہا ہے کہ حکومتیں انسانی حقوق کے محافظین کے لیے محفوظ ماحول فراہم کے حوالے سے اپنے عزم کا اظہار اپنے اقدامات کے ذریعے کریں۔ ایچ آر سی پی نے مزید کہا کہ احمد جان کے قاتلوں کو فوری طور پر انصاف کے کٹہرے میں لانا اس سمت میں پہلا قدم ہو سکتا ہے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 27 دسمبر 2013]

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

- آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا
جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔
- آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کر کے بذریعہ ڈاک روانہ کر سکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کر کے لکھیں۔
- ہر شمارہ کی قیمت مبلغ =/5 روپیہ ہے
- سالانہ خریداروں کے لیے =/50 روپیہ ایسے خریدار پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (Human Rights Commission of Pakistan) کے نام صرف =/Rs.50 کا منی آرڈر یا ڈرافٹ (چیک قبول نہیں کیا جائے گا) ہمارے ہیڈ آفس کے پتہ پر روانہ کریں۔ پتہ یہ ہے:

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر یا انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتہ تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جا سکے۔

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے اب ویب سائٹ پر بھی موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

بلوچستان کے کان کنوں کے مصائب

سید علی شاہ

بلوچستان کا وسیع و عریض رقبہ زیادہ تر بارانی ہے جغرافیائی مطالعہ کریں تو یہ چھوٹے ٹیلوں پر مشتمل ہے جس کے پتھر ہزار سالوں سے استعمال کے باعث بوسیدہ اور ہموار ہو چکے ہیں۔ آبادکاری کم اور دور افتادہ ہے فصلیں کم ہیں جدت نہ ہونے کے برابر ہے سوائے اس کے کہ درجنوں ٹرک باقاعدگی سے کھردری سڑکوں پر ڈیزل کا دھواں اُڑاتے ہوئے ہوا میں کالی گرد چھوڑتے ہوئے محوسفر ہوتے ہیں۔

سپین کاریز کوئٹہ سے 30 منٹ کی دوری پر واقع ہے جس کے نیچے کوئلہ موجود ہے۔ یہاں سے اوسطاً ہر روز 60 ٹرک لوڈ کیے جاتے ہیں اور ملک کے دوسرے حصوں میں پہنچائے جاتے ہیں اس کوئلہ کی طلب گیس قلت زدہ قوم کیلئے بڑھتی جارہی ہے۔

لوڈنگ سٹیشن کی افراتفری ظلم کی دنیا کا روپ دھار لیتی ہے۔ کوئلہ کی کانوں کے اس علاقہ میں روزانہ سینکڑوں زندگیوں کا استحصالی نظام اور گورنمنٹ کی خاموشی کی وجہ سے موت کے منہ میں جانے کا احتمال رہتا ہے۔

ان کان کنوں میں سے عمر رسیدہ عصمت اللہ ہے۔ جو سیاہ چہرے کے ساتھ اپنی زندگی کے ایام سیاہ' گہرے زمین دوز کوئلے کی کھدائی اور نقل وحمل میں گزارتا ہے اس کیلئے کام کرنے کے حالات قابل رحم ہیں جو میعار زندگی اور صحت پر بہت زیادہ سمجھوتا کرلیتا ہے۔ اس نے روزنامہ ڈان سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ''ہم دن میں روزی کماتے ہیں تاکہ رات کو کھاسکیں یہ بہت جان جوکھوں کا کام ہے لیکن غربت نے یہاں لا کھڑا کیا ہے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں''

عصمت اللہ کی طرح سینکڑوں کان کن روزانہ دس گھنٹے کام کر کے روزی روٹی کماتے ہیں۔ درحقیقت کان کنی خاندانی پیشہ بن گیا ہے۔ ایک دفعہ کام کرنے کی عادت پڑجائے تو بیٹا باپ کی جگہ لے لیتا ہے۔ جس کے بعد اس کا پوتا یہی کام کرتا ہے۔ زیادہ تر کان کن ضلع سوات یا دشوار گزار جنوبی افغانستان سے آتے ہیں وہ 13 سال کی عمر سے کام کرنے لگ جاتے ہیں جبکہ اوسط کام کرنے کی حد 20 سال تک ہے پھیپھڑوں کی بیماری سے محفوظ نوجوان کان کنوں کو کانوں کے گہرے حصوں میں بھیجا جاتا ہے 30 سال کی عمر کو پہنچنے پر زیادہ تر تپ دق کے مریض بن جاتے ہیں اور پھر لمبا یا گہرا کام کرنے کے قابل نہیں رہتے۔

کوئلہ کی کانوں سے صرف مالکان ہی مستفید ہوتے ہیں کان کن کسی تحفظ کے بغیر حقیر معاوضہ کیلئے کام کرتے ہیں 20 مارچ 2011 کو 40 کان کن دھماکے کی نذر ہوگئے۔ سرکاری ذرائع کے مطابق پچھلے تین سالوں کے دوران کانوں کے دھماکوں میں 100 سے زائد کان کن مر چکے ہیں۔

بلوچستان مائنز اینڈ منرل دوبلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے اہلکار اور کانوں کے سابق چیف انسپکٹر افتخار احمد کے مطابق کوئلے کی تقریباً 250 کانوں میں 12,000 سے زائد لوگ کام کر رہے ہیں۔ لیبر لیڈر پیر محمد کاکڑ نے اس تعداد کے

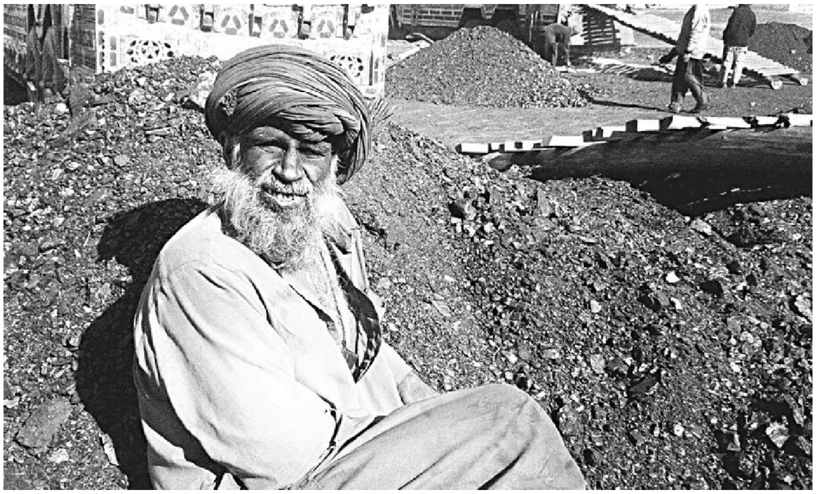

حوالے سے شک وشبے کا اظہار کیا ہے جن کے مطابق یہ تعداد تقریباً 50,000 ہے۔

دیگر اندازوں کے مطابق کانوں کی تعداد تقریباً 400 اور ان میں کام کرنے والے مزدوروں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ کاکڑ الزام عائد کرتے ہیں کہ چونکہ زیادہ تر کان کن غیر بیمہ شدہ ہیں اور اولڈ ایج بینیفٹ اداروں میں ان کا اندراج نہیں ہے اس لیے سرکاری دستاویزات میں کان کنوں کی تعداد کم ظاہر کی جاتی ہے۔

اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ ہر روز زندگیوں کو داؤ پر لگایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ دستاویزی طور پر ایک نگرانی کا نظام موجود ہے۔ احمد دعویٰ کرتے ہیں کہ کانوں کے معائنہ کار ایک ماہ میں ہر کان کا دس مرتبہ معائنہ کرنے کے پابند ہیں۔ ان کا فرض منصبی کان کنوں کے کام کے ماحول کا جائزہ لینا ہے۔ اُنھوں نے کہا خلاف ورزی کی صورت میں معائنہ کار کے پاس اس کو بند کرنے کا اختیار ہے۔

اس کے باوجود وہ اقرار کرتے ہیں کہ کان مالکان با اثر لوگ ہیں اور حکومتی ادارے کو کان کی بندش کے حوالے سے کافی دباؤ کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور کان کنوں کی جانب سے سنائی کی داستان نگرانی کے نظام کے موثر پن کے حوالے سے شدید شک وشبہات پیدا کرتی ہے۔

مثال کے طور پر محمد شفیع نامی کان کن کا کہنا ہے کہ ایک سال کے عرصے کے بعد بھی کانوں میں معائنہ کار دکھائی نہیں دیں گے۔ سرکاری اہلکار صرف اس وقت دکھائی دیتے ہیں جب یہاں کوئی دھماکہ ہوتا ہے۔ اس نے کہا اپنی عمر سے زیادہ بوڑھے دکھائی دینے والے افراد کے ساتھ ساتھ بچے بھی ہیں جو کوئلے کو اکھٹا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر رہے ہیں۔ دس سالہ عزیز اللہ کا کہنا ہے کہ وہ 200 روپے یومیہ کماتا ہے اور سکول کی بجائے مسجد جاتا ہے۔ ایسی ہی کہانی 9 سالہ علی شیر کی بھی ہے جو گزشتہ دو سالوں سے سپین کاریز میں کام کر رہا ہے۔ وہاں ان جیسے درجنوں بچے ہیں جن میں سے زیادہ تر کا تعلق افغان مہاجرین سے ہے۔

اس بات کا با آسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کا مستقبل کیا ہوگا۔ ظالمانہ جسمانی مشقت کو ایک طرف رکھتے ہوئے بھی کانوں سے کوئلہ نکالنا ان کی صحت کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔ ''گرد ان کے پھیپھڑوں میں داخل جاتی ہے اور متعدد بیماریوں کا سبب بنتی ہے جن میں سانس لینے میں دشواری جیسی بیماری سب سے عام ہے''، چیسٹ فزیشن ڈاکٹر شیریں خان نے کہا۔ جیالوجیکل سروے آف پاکستان کے مطابق کوئلہ ان 106 معدنیات میں سے ایک ہے جو بلوچستان میں پائی جاتی ہیں جو کہ وسائل کی دولت سے مالا مال ہے۔ لیکن کان کنوں کے نزدیک اس بات کی کوئی خاص اہمیت نہیں جن کے تجربے کے مطابق سرکاری حکام لیبر قوانین کی خلاف ورزی اور کوئلے کی کانوں میں کام کار کی خراب صورتحال سے لاتعلق ہیں۔

ٹرک سپین کاریز سے کوئلہ صنعتی شہروں تک پہنچاتے ہیں جو گیس کی قلت سے بُری طرح متاثر ہیں دریں اثنا اس استحصال پر پائی جانے والی مجرمانہ غفلت نے اسے اور شدید کردیا ہے۔

☆☆☆

انسان دشمن تجاویز

آئی۔ اے۔ رحمن

'وفاقی ٹاسک فورس برائے غائب کیے گئے افراد' کے معزز اراکین نے جبری غائب کیے گئے افراد کے معاملے کے منصفانہ حل کے حوالے سے عدلیہ اور سول سوسائٹی کی گزشتہ ایک دہائی سے کی گئی کاوشوں کے ثمرات کو زائل کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔

غیر ارادی غائب کیے جانے کے واقعات جنہیں غلط طریقے سے لاپتہ افراد کے واقعات کہا جاتا ہے، کا پاکستان میں مطلب شہریوں کی غیر اعلانیہ گرفتاری اور بغیر الزام کے اُن کی غیر معینہ حراست ہے جو کہ اُنکے اِس حق کی بھی مکمل خلاف ورزی ہے کہ اُنہیں صرف عدالتی احکامات کے تحت ہی حراست میں لیا جائے اور اُن کے اہل خانہ اور وکیل کو اُن کی گرفتاری سے مطلع کیا جائے۔

عدلیہ، سول سوسائٹی، متاثرہ خاندانوں اور بین الاقوامی تنظیموں (مثال کے طور پر اقوام متحدہ کا ورکنگ گروپ برائے غیر ارادی غائب کیے گئے افراد) کی کاوشوں کا مرکز دو نقاط رہا ہے:

(i) غیر قانونی زیر حراست افراد کی عدالتوں میں پیشی کو یقینی بنانا۔

(ii) اُن کی غیر قانونی حراست میں ملوث ذمہ دار افراد کو ذمہ دار ٹھہرانا۔

ان دونوں مقاصد کے حصول کے لیے کی جانے والی کوششیں ناکام ثابت ہوئی تھیں۔

سپریم کورٹ کی فعالیت کے عروج کے دنوں میں اُس کی شدید کوششوں کے باوجود غیر قانونی زیر حراست افراد کو عدالت میں پیش نہیں کروایا جا سکا تھا اور جبری غائب شدہ افراد کے واقعات میں ملوث افراد کو طلب کرنے کی تمام کوششیں بھی ناکام ہوئی تھیں۔

اب اُس سے بھی مہلک پیش رفت متعارف ہو رہی ہے: بغیر کسی الزام کے زیر حراست فرد کی حراست کی طوالت کو قانونی جواز بخشنے کے لیے ایک قانونی مسودہ مرتب کیا گیا ہے۔

ماضی کی طرح اس بار بھی لوگوں کو اس ظالمانہ قانونی مسودے کے حوالے سے اعتماد میں نہیں لیا گیا مگر اس کے انسان دشمن مندرجات کا محدود انکشاف قانون کی حکمرانی کے مدافعین میں تشویش پیدا کرنے کے لیے کافی ہے۔

ایک تجویز جو تنقید کا نشانہ بننے سے محفوظ رہ سکتی ہے وہ یہ ہے کہ کسی فرد کو غائب کیے جانے کا اقدام فوجداری جرم قرار دیا جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکام اقوام متحدہ کے ورکنگ گروپ کی سفارشات سے بے خبر نہیں ہیں۔

اُمید کی جا سکتی ہے کہ مذکورہ تجویز مجموعہ تعزیرات پاکستان (پی پی سی) کی دفعہ 340 سے آگے بڑھے گی اور اقوام متحدہ کے ورکنگ گروپ کے مطالبے کا احترام کرے گی کہ ''تمام افراد کو جبری غائب ہونے سے تحفظ کا کنونشن 2006 کی پیروی کرتے ہوئے کسی فرد کو غائب کرنے کے اقدام کو اِس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے تمام قانونی نتائج سمیت ایک نیا اور الگ جرم قرار دیا جائے۔'' (''اقوام متحدہ کے ورکنگ گروپ برائے جبری غائب کیے گئے افراد' نے مجرموں کے خلاف کارروائی کا طریقہ کار بھی تجویز کیا ہے۔)

مجوزہ قانون کے تحت، اگر سکیورٹی فورسز کے پاس ٹھوس شہادت ہے تو اُن کے پاس مشتبہ فرد کو 90 روز سے زائد عرصہ تک زیر حراست رکھنے کا مکمل اختیار ہو گا۔ اطلاعات کے مطابق ''مسلح افواج اور سکیورٹی ایجنسیوں کا مطالبہ ہے کہ اُنہیں کسی فرد کو طویل عرصہ تک زیر حراست رکھنے کا اختیار دے کر اُن کے ہاتھ مضبوط کیے جائیں۔'' اس انوکھے مطالبے کا جائزہ لیا جانا ضروری ہے۔

اگر جنسی تشدد یا غداری یا دہشت گردی یا کسی بھی جرم کی بنا پر ٹرائل کے دوران ثبوت کی عدم موجودگی کی وجہ سے شہریوں کو سزا نہیں دی جا سکتی تو اس کا حل یہ نہیں ہے کہ انہیں بلاوجہ حراست میں رکھا جائے۔ اس کا حل تفتیش کے طریقہ کار اور استغاثہ اداروں کو کرپشن سے پاک کرنے، ان کو تفتیش کے غیر حراستی طرائق میں تربیت فراہم کرنے اور وکلاء اور عدالتی افسروں کی تربیت کو بہتر بنانے میں ہے۔

ٹرائل سے قبل اور دوران ٹرائل کسی فرد کی حراست دو وجوہات کی بنا پر باجواز ہو سکتی ہے۔ اوّل، اعتراف جرم کی صورت میں مجرم کے جرم کا ثبوت حاصل کیا جائے اور دوئم، اُسے جرم کا سلسلہ جاری رکھنے سے روکا جا سکے۔ اگر 14 دن سے زائد عرصہ تک ملزم کو اذیت رسانی کا نشانہ بنا کر جو کہ پاکستان میں رائج تحقیقات / تفتیش کا واحد طریقہ ہے، پہلا مقصد حاصل نہیں کیا جا سکتا تو وہ اس کے بعد بھی تحقیقات کاروں کی مدد کرنے کی حالت میں نہیں ہو گا۔

کوئی بھی شخص جسے 14 دن تک ماورائے عدالت میں رکھا جائے اسے موت یا معذوری کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ اگر 90 دن سے زائد عرصہ تک کسی شخص کی حراست کو ضروری سمجھا جاتا ہے تاکہ اسے جرم کے ارتکاب سے روکا جا سکے۔ تو پھر اسے ماورائے عدالت حراست میں ہی کیوں رکھا جائے؟

ماسوائے متاثرین کے خاندان کے لیے مالی امداد کی استدعا کے، یہ سارا منصوبہ نہ صرف قانون کے منظور شدہ اصولوں اور انسانی حقوق اور شفاف ٹرائل کے ہمہ گیر اصولوں کے برعکس ہے بلکہ یہ حقارت کے ساتھ سپریم کورٹ کے فیصلوں کو بھی مسترد کرتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس ماہ اعلیٰ عدلیہ کی 10 روز کی طویل کارروائی کا ارباب اختیار پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

لوگوں کو یہ جاننے کا حق ہے کہ ان دقیانوسی تجاویز کے مصنفین نے کن وجوہات کی بنا پر 2010 کے تین رکنی عدالتی کمیشن کی تجاویز کو مسترد / نظر انداز کیا ہے۔ اس کمیشن نے جبری غائب کئے گئے متعلقہ غیر قانونی گرفتاریوں میں فریق بننے پر پولیس کی سرزنش کی تھی۔

اس تنقید کا جواب سکیورٹی فورسز کو پولیس پر انحصار سے آزاد کرتے ہوئے دیا گیا۔

کمیشن نے جبری غائب کئے گئے معاملے کے حوالے سے ایک مخصوص قانون کے امکان کو تسلیم تو کیا لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ مجوزہ اقدام کس حد تک کمیشن کی رپورٹ کے مطابق ہے؟ کمیشن کے مطالبے کہ انٹیلی جنس / سکیورٹی ایجنسیوں کو لگام دینے کے لیے ٹھوس اقدامات کیے جائیں، کے بارے میں کوئی بھی گفتگو کرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ ان ایجنسیوں کی سرگرمیوں کو زیر کنٹرول کرنے کی بجائے ان کے سزا سے مکمل استثنیٰ کے مطالبات کو ادب واحترام کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے جو کہ جدید فلسفہ قانون کے ابتدائی اصولوں سے بھی مطابقت نہیں رکھتے۔

جنسی تشدد کے ملزم کی غیر سزا یابی کے حوالے افراد کو جبری غائب کرنے دردناک مسئلے کی اہمیت کو کم کرنے کے مترادف ہیں اور ان متاثرہ خاندانوں کی تکلیف میں شدت پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں جو سردی اور بارش کی تکلیفوں کو برداشت کر رہے ہیں اور انصاف کی تلاش میں سوجے ہوئے پیروں کے ساتھ بھاری قدموں سے طویل فاصلے طے کر رہے ہیں۔ اس کے بعد کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ قانون نافذ کرنے والوں کو اس وجہ سے اختلاف رائے رکھنے والوں کو گولی مار دینے کی اجازت دے دینی چاہیے کہ جنسی زیادتی کرنے والوں کو سزا نہیں دی جا سکتی۔ اس مسودہ قانون سے بالخصوص بلوچستان کو ایک غلط اور خطرناک پیغام پہنچے گا۔

اگر جنسی تشدد یا غداری یا دہشت گردی یا کسی بھی جرم کی بنا پر ٹرائل کے دوران ثبوت کی عدم موجودگی کی وجہ سے شہریوں کو سزا نہیں دی جا سکتی تو اس کا حل یہ نہیں ہے کہ انہیں بلاوجہ حراست میں رکھا جائے۔ اس کا حل تفتیش کے طریقہ کار اور استغاثہ اداروں کو کرپشن سے پاک کرنے، ان کو تفتیش کے غیر حراستی طرائق میں تربیت فراہم کرنے اور وکلاء اور عدالتی افسروں کی تربیت کو بہتر بنانے میں ہے۔

قانون کے مراعات یافتہ رکھوالوں کی نااہلی یا ایک خستہ حال قانونی نظام کی تباہی کی سزا عوام کو نہیں دی جا سکتی۔

(بشکریہ: روزنامہ ڈان)

اُن کا نام اُن کے قتل کی وجہ بنا

آئی۔اے۔رحمان

پروفیسر شبیر شاہ کا قتل ایک وبا میں ہونے والی ہلاکتوں کی مانند ہے جو مزید آفتوں اور تباہیوں کو بڑھاتی ہے۔ کچھ دن پہلے مقتول دانشور کے ایک دوست نے اس واقعے کا تذکرہ اس طرح کیا کہ ”شبیر شاہ جو ایک انسان دوست، عالم، تاریخ دان اور ایک سیکولر جمہوریت پسند تھے کو گجرات میں دہشت گردوں نے صرف اس لیے قتل کیا کہ ان کے نام کا آخری لفظ شاہ تھا۔

یہ سچ ہے کہ اس منکسر المزاج معلم نے تند مزاج لوگوں کی دشمنی مول لینے کے لیے بہت کچھ کیا تھا۔ انہوں نے اپنی عام سی وراثتی زنجیر کو توڑا اور اپنے گھر سے دور کوئٹہ اور مری جیسے مقام پر بچوں کو تعلیم دینے جیسا پیشہ اپنایا جو کہ ایک بے اجر پیشہ ہے۔ انہوں نے تاریخ اور سیاسیات کے مضامین میں تعلیمی امتیاز حاصل کیا چونکہ یہ دو مضامین ہی ان کے نزدیک اپنی سماجی برادری جو روایتوں سے بندھی ہوئی ہے میں ہونے والی مسلسل تبدیلیوں کو سمجھنے کے لیے ناگزیر تھے۔ اگر شبیر شاہ محض اپنی ذاتی ترقی اور سکون کو ترجیح دیتے تو ان تمام چیزوں کو بھلایا تھا جاسکتا تھا۔ لیکن انہوں نے سماجی تبدیلی کے لیے جدوجہد کا راستہ منتخب کیا۔ وہ ایک صاف گو شخص تھے اور انسانی برابری کی جدوجہد میں لڑنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ انہوں نے اپنی پہچان محروم طبقات کے حقوق کے ایک نڈر وکیل اور ان رجعت پسند قوتوں کی مذمت کرنے والے شخص کے طور پر بنائی تھی جو پاکستان میں عقل کا گلا گھونٹ رہے ہیں۔ لیکن شدت پسندوں کی فہرست میں انسانیت کے خدمت گاروں اور سیکولر جمہوریت پسندوں کا نام ابھی نہیں آیا۔ ان کی باری شاید بعد میں آئے اور ان کے بعد دانشوروں اور تاریخ دانوں کی آئے گی۔ جب تک پنجاب پولیس قاتلوں کو پکڑ نہیں لیتی اور اس علم دوست انسان کے قتل کے پیچھے چھپے اصل محرکات سے پردہ نہیں ہٹا لیتی تب تک عام تاثر یہی رہے گا کہ انہیں ان کے نام کی وجہ سے قتل کیا گیا۔ ماضی میں ایسی مثالیں موجود ہیں جب لوگوں کو مخصوص ناموں کی بنا پر قتل کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر انسانی حقوق کے علمبردار جرار حسین کا پشاور کے اندر ظالمانہ قتل اور کراچی میں جسٹس مقبول باقر پر ہونے والا قاتلانہ حملہ۔ یہ سب دیکھ کر ایک شخص یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ کس قسم کی وبا ہے جس میں نامور شخصیات کو ان کے ناموں اور وضع قطع کی بنا پر قتل کر دیا جاتا ہے۔ یہ واقعات واضح وجوہات کی بنا پر مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں کے درمیان ہونے والے تنازعات کے پس منظر میں دیکھے جاتے ہیں، جس کا نتیجہ بلوچستان، گلگت بلتستان اور ملک کے دیگر حصوں میں خون ریزی اور ٹارگٹ کلنگ کے واقعات کی صورت میں نکلا ہے۔ اس کا تازہ ترین مظاہرہ راولپنڈی میں دیکھنے کو ملا۔ عوام اس کثیر رخی اور مسلسل بڑھتے ہوئے مسئلے کی سنگینی سے واقف ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو تسلیم کرنے کی روایت کی خلاف ورزی کی گئی ہے اور مخالف فرقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کو آزادانہ طور پر کافر قرار دیا جا رہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دہشت گردوں کی جانب سے جاری کیے گئے نئے فتوؤں کے مطابق دوسرے مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ اپنے دشمنوں کے خلاف جنگ دوسرے ممالک مثلاً شام تک پھیلا دی جائے (اتفاقاً، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پاکستانی حکام ملک میں عسکریت پسندوں کے آزادانہ داخلے اور اخراج سے یا تو علم ہیں یا پھر بے پرواہ)

> سب سے بڑھ کر یہ کہ ایسے ملک میں فرقہ وارانہ تشدد ناگزیر ہے جہاں سیاست عقائد کی تابع ہے۔ ایک مذہبی ریاست میں نہ صرف مذہبی اقلیتیں بلکہ ریاستی مذہب کے اقلیتی فرقے بھی ہمیشہ کمزور رہیں گے۔

اسلام میں موجودہ صدیوں پرانے تنازعات پر لکھی گئی بہت سی کتابوں بالخصوص خالد احمد کی مفصل کتاب (فرقہ وارانہ جنگ) کے باوجود حکومت اسے امن و امان کا مسئلہ قرار دینے پر تلی ہوئی ہے۔ راولپنڈی میں ہونے والے واقعے پر ان کا ردعمل حقیقت کا سامنا کرنے کی افسوسناک نااہلی کو ظاہر کرتا ہے۔ حکومت مجرموں کو گرفتار کرنے اور اپنے فرائض سے غفلت برتنے والے افسران کی سرزنش کرنے پر ہی اکتفا کر رہی ہے۔ یہ ضروری ہے لیکن صرف علامات کی تشخیص سے تو مرض کا علاج ممکن نہیں ہوسکتا۔ اس کے علاوہ، اس قدر سنگین صورتحال میں کسی بھی مخصوص گروہ کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی آگے چل کر بین المسالک اختلاف اور تصادم کو مزید بھڑکا سکتی ہے۔ تاہم متعلقہ حکام کو یہ سہرا ضرور جاتا ہے کہ انہوں نے نفرت انگیز تقریروں پر پابندی کی ضرورت کو محسوس کیا۔ ایسے متعدد افراد کے خلاف مقدمے درج ہوئے ہیں جو فرقہ وارانہ آگ کو مزید بھڑکاتے رہے۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ ان مقدمات پر مطلوبہ جانفشانی اور قابلیت سے کام کیا جائے گا۔ مذہبی عناصر حسب معمول اپنی دوغلی باتوں سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان میں سے کچھ ملک کے خارجی دشمنوں کو اس کا ذمہ دار ٹھہرانے کی کوشش کر رہے ہیں جبکہ دیگر اس تنازعہ کی فرقہ وارانہ نوعیت کو ماننے سے انکار کر رہے ہیں۔ وہ صرف اس حد تک درست ہیں کہ فرقہ وارانہ تنازعات کو مذہبی منظوری حاصل نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہ یہ کسی قسم کے اسلامی مقاصد کے حصول میں بھی سودمند نہیں ہے۔ لیکن کوئی بھی شخص تنازعے کی فرقہ وارانہ نوعیت ہونے پر انکار نہیں کرسکتا حالانکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ ریاست میں حکمرانی کرنے کی منصوبہ بندی اور بین الاقوامی سیاست پر غلبہ حاصل کرنے اور اپنی جگہ بنانے کا ایک سیاسی مقابلہ ہے۔ جب تک شیعہ سنی محاذ آرائی کی سیاسی نوعیت اور سبب کو مکمل طور پر سمجھا نہیں جائے گا اس سے باہر نکلنے کا راستہ نکالنا ممکن نہیں۔ اس طرح کی سیاست سے نہ صرف پاکستان کے ایران اور سعودی عرب سے تعلقات متاثر ہو رہے ہیں بلکہ اس افغانستان میں القاعدہ/ طالبان کے عزائم اور اس سے پاکستانی سیاست کو لاحق خطرات کے حوالے سے ہمارے نکتہ نظر پر بھی کافی اثر پڑ رہا ہے۔ غیر لچکدار دہشت گردوں سے ان کی شرائط کے مطابق کسی قسم کا معاہدہ یا مذاکرات کرنے سے بھی فرقہ وارانہ فسادات میں اضافہ ہوگا۔ اسلام آباد کو بھی یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ مذہبی مدارس کو بلا رکاوٹ ملنے والی مالی اور دیگر امداد کے لیے اس کی پالیسی اور شراکت بھی فرقہ وارانہ خون ریزی کی ایک بڑی وجہ ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ایسے ملک میں فرقہ وارانہ تشدد ناگزیر ہے جہاں سیاست عقائد کی تابع ہے۔ ایک مذہبی ریاست میں نہ صرف مذہبی اقلیتیں بلکہ ریاستی مذہب کے اقلیتی فرقے بھی ہمیشہ کمزور رہیں گے۔ اگر وہ سب سے بڑے فرقے کو اکسانے کے لیے کچھ نہیں بھی کرتے تب بھی اقتصادی میدان اور ملازمتوں میں ان کی موجودگی اور اپنی شناخت کے لیے اپنی مرضی کے نام منتخب کرنے کا حق حسد، نفرت اور تنازعات کی آگ میں مزید ایندھن کا کام کرے گا۔ جب تک عقائد پر مبنی سیاست کا اختتام نہیں ہوگا، لوگوں کو ان کے ناموں کی بناء پر قتل کرنے کا سلسلہ یونہی چلتا رہے گا۔ یہ کام اتنا آسان نہیں ہے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ مزید مشکل ہوتا جائے گا۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

نوجوانوں کے حقوق اوران کا نفاذ

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے ملک کے مختلف حصوں میں ''نوجوانوں کے حقوق اوران کا نفاذ'' اور'' شہریوں کے متعلقہ اموراور منتخب نمائندوں سے ان کی رابطہ سازی'' کے عنوان پر ورکشاپس کا اہتمام کیا۔جس میں انسانی حقوق کے کارکنوں،سول سوسائٹی کے نمائندوں اورنوجوانوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی،جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

09 نومبر 2013: فیصل آباد

18 دسمبر 2013: شیخوپورہ

سبی 28 اکتوبر 2013 کو سبی میں "نوجوانوں کے حقوق اور ان کی ذمہ داریاں" کے عنوان پر مشاورت کا انعقاد کیا۔تقریب کی کارروائی کی رپورٹ درج ذیل ہے۔

شمس الملک مندوخیل

آپ سب کو معلوم ہے کہ نوجوان معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ نوجوان قوم کا مستقبل ہے۔ ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ نوجوانوں کو بہتر اوراعلیٰ تعلیمی مواقع فراہم کریں تاکہ وہ معاشرے کیلئے بہتر کردار ادا کرے۔ریاست کی ذمہ داری بنتی ہے کہ جونوجوان تعلیم سے فارغ ہوتا ہے ان کیلئے روزگار کی فراہمی کو یقینی بنائی جائے لیکن پاکستان میں نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کی بجائے تشدد کی طرف لے جانے کی کوشش کی جارہی ہے۔آج بھی ہمارانصاب ایک صدی پہلے کا بنا ہوا ہے۔ جدید دنیا کے نوجوان انسانیت کیلئے ایجادات میں مصروف ہیں جبکہ ہمارے نوجوان مواقع نہ ہونے کی وجہ سے انتہاء پسندی کی طرف مائل ہوتے ہیں ۔نوجوانوں کو صحت کے بہتر موقع فراہم کرنا ریاست کی ذمہ داری بنتی ہے لیکن یہاں بلوچستان میں 6 افراد کی صحت پر ماہانہ 11 روپے خرچ ہوتے ہیں جس میں کرپشن بھی ملوث ہیں ہسپتالوں میں دوائیاں ناپید ہوچکی ہیں۔ پاکستان کا زیادہ بجٹ دفاع پر خرچ ہورہا ہے۔ آئین کے ذریعے ہر شہری کو حقوق دیئے گئے ہیں اور تحفظ کی ذمہ داری بھی ریاست کی بنتی ہے لیکن یہاں ریاست عوام کو تحفظ فراہم کرنے میں ناکام ہے۔لوگ اغواء ہورہے ہیں صوبے سے سینکڑوں نوجوان غائب کئے گئے ۔ عدالت اور ریاستی اداروں نے بازیابی کیلئے کوئی کردارادانہیں کیا ہے۔اقلیتوں کا یہ حال ہے کہ ہندو نے صوبہ بلکہ ملک چھوڑ کر کسی اور جگہ پناہ لینے پر مجبور ہیں۔کوئی ادارہ اپنی ذمہ داری صحیح طریقے سے ادا نہیں کرتا۔ ملک میں حکمرانوں کو چاہیے کہ پارلیمنٹ میں نوجوانوں کیلئے بہتر سے بہتر قانون سازی کریں تاکہ نوجوانوں کو ایک بہتر ماحول فراہم ہو سکے اور نوجوانوں میں انتہاء پسندی کے رجحانات نہ بڑھ سکیں۔آپ نوجوانوں کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کے تمام مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کی اظہار خیال کی آزادی کو برداشت کریں۔ ہر مذہب مقدس ہے۔کسی مذہب کو اس بنیاد پر ٹارگٹ نہ کیا جائے کہ وہ اسلام کے دائرے میں نہیں آتا۔

اسد بلوچ

تمام انسان آزاد پیدا ہوئے ہیں برابری وعظمت کا حق رکھتے ہیں۔جب ہم UN کے انسانی حقوق کے اعلامیہ کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ حقیقت ہمارے سامنے آجاتی ہے کہ جوبھی انسان اس دنیا میں قدم رکھتا ہے وہ رنگ ونسل زبان مذہب و دیگر زنجیروں سے آزاد ہوتا ہے۔

اول جب کوئی بھی انسان اس دنیا میں قدم رکھتا ہے تو اس کی شناخت بحثیت انسان کے ہوتی ہے اوروہ ہر قسم کے تفرقات سے آزاد ہوتا ہے اس دنیا میں آنکھ کھولنے کیساتھ ہی اس کا والدین اور گھر اس کی شناخت بن جاتا ہے۔ پھر خاندان قبیلہ اور قوم کو اس کی پہچان بنادی جاتی ہے اوراس پر ماحول کے حصار کو وقت کیساتھ ساتھ اس طرح مضبوط کیجاتی ہے کہ یہ اثرات اس کی ذہنی پختگی کا اہم عنصر بن کر اس کو بھی اسی پہچان کے طابع بنادیتی ہے آخر کار وہ بذات خود اسی پہچان پر فخر کرتے ہوئے اپنی ذاتی پہچان کی کوششوں سے مکمل طور پر

غافل ہو جاتا ہے ویسے اگر دیکھا جائے تو اس قسم کی پہچان کی کسی بھی مذہب اور فلسفہ میں ممانعت ہیں ۔لیکن اس عمل میں بڑی برائی یہ ہے کہ کسی ایک کی اپنی پہچان کیلئے کی گئی کوششوں کو عیب اور خودسری قرار دے کر اسے مسترد کیا جاتا ہے۔ ہونا یہ چاہیے کہ بچوں کی عمر کے لحاظ سے ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرتے ہوئے بہترین پرورش اور کھلا ماحول میں ان کی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے اور ان کی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ان کی صلاحیتوں اور کارکردگی کو ان کی ذاتی پہچان کا محور بنائیں اور اس پہچان کی حوصلہ افزائی کریں گے۔تب جا کے وہ وقت و حالات اور ہر قسم کے چیلنجوں کا مقابلہ کر کے اپنی پہچان کو تقویت دینے کے قابل ہو جائینگے۔

فرید احمد

ایک جمہوری معاشرہ ہمیں تمام لوگوں کو یکساں مواقع ملنے چاہئیں۔ ہر نوجوان کا یہ حق ہے کہ اپنا نقطہ نظر پیش کرے یہ بھی ضروری ہے کہ نوجوانوں کو پالیسی سازی اور فیصلہ سازی میں شامل کیا جائے اور انہیں تمام میسر مواقع فراہم کیئے

> ہر نوجوان کا یہ حق ہے کہ اپنا نقطہ نظر پیش کرے یہ بھی ضروری ہے کہ نوجوانوں کو پالیسی سازی اور فیصلہ سازی میں شامل کیا جائے اور انہیں تمام میسر مواقع فراہم کیئے جائیں۔ مزید یہ کہ نوجوانوں کو نظر انداز کرنا ان کی صلاحیتوں اور حقوق کو نہ ماننے کے برابر ہے۔تمام نوجوانوں کے حقوق ہیں اور ان کی ذمہ داریاں بھی ہیں۔ جو کے ان کو ایک ذمہ دار شہری بنانے کیلئے ضروری ہے۔ وہ معاشرے کے نمائندہ اور ایک ذمہ دار شہری بھی ہیں وہ اپنی اُن قدرتی صلاحیتوں کو استعمال کریں بلکہ ذمہ داری بھی کہ اپنے اندر صلاحیتوں کا بھر پور استعمال معاشرہ کی بھلائی کیلئے کریں ۔ یہ نوجوانوں کا حق ہے کہ انھیں اچھی تعلیم دی جائے۔

جائیں۔مزید یہ کہ نوجوانوں کو نظر انداز کرنا ان کی صلاحیتوں اور حقوق کو نہ ماننے کے برابر ہے۔تمام نوجوانوں کے حقوق ہیں اور ان کی ذمہ داریاں بھی ہیں۔ جو کے ان کو ایک ذمہ دار شہری بنانے کیلئے ضروری ہے۔ وہ معاشرے کے نمائندہ اور ایک ذمہ دار شہری بھی ہیں وہ اپنی اُن قدرتی صلاحیتوں کو

استعمال کریں بلکہ ذمہ داری بھی کہ اپنے اندر صلاحیتوں کا بھر پور استعمال معاشرہ کی بھلائی کیلئے کریں ۔ یہ نوجوانوں کا حق ہے کہ انھیں اچھی تعلیم دی جائے ۔تمام لوگوں کو مذہبی آزادی حاصل ہونی چاہئے اور نوجوان مذہبی رواداری کیلئے ایک موثر کردار ادا کرتے ہیں اور تمام مذہب کے درمیان مذہبی آہنگی پیدا کر سکتے ہیں نوجوانوں کو چاہیے اپنے ساتھ تمام لوگوں کو شامل کریں چاہے ہندو ہو سکھ، عیسائی ، یا اور کوئی فرقے سے تعلق رکھتا ہو ان کے حقوق کا خیال رکھیں ۔اور اپنی مذہبی آزادی کے ساتھ ساتھ دوسروں کی مذہبی آزادی کو بھی تسلیم کریں۔

(ایچ آر سی پی، کوئٹہ چیپٹر آفس)

ملتان 28 دسمبر 2013 کو پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے شہریوں کے معاملات اور منتخب نمائندوں سے ان کا باہم تعامل کے موضوع پر ایک پروگرام منعقد کیا گیا۔ جس میں مختلف سیاسی جماعتوں کے کارکن، بلدیاتی انتخابات میں حصہ لینے والے امیدوار ، سماجی تنظیموں کے نمائندے اور طلباء شریک ہوئے۔ کمیشن کے مختصر تعارف اور مقاصد کے بارے میں شرکاء کو آگاہ کیا گیا۔ جس کے ساتھ پروگرام کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے بتایا گیا کہ کمیشن اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ جمہوریت کو مستحکم بنانے کے لئے عوام کی ہر سطح پر بھر پور شرکت ضروری ہے۔ شہریوں کی جانب سے منتخب نمائندوں کے بارے میں اکثر و بیشتر یہ کہا جاتا ہے کہ وہ کامیاب ہونے کے بعد اپنے ووٹروں سے تعلق رکھنے میں زیادہ دلچسپی نہیں رکھتے ۔ دوسری جانب منتخب نمائندوں کی مصروفیات ، علاقہ کی ترقی کے لئے منصوبہ جات کی منظوری کے لئے تگ ودو میں وقت کے صرف ہونے کا موقف سامنے آتا ہے۔ اس صورتحال میں ضروری ہے کہ ایسے طریقہ کار کو اپنایا جائے جس میں شہریوں کے اہم معاملات کو زیر غور لانے کے لئے رائے دہندگان کا منتخب نمائندوں سے رابطہ کا مستقل اور موثر سلسلہ قائم ہو سکے۔ مشاورت میں شریک مشتاق احمد نے کہا کہ یہ علاقہ سرداری نظام کے تسلسل کے باعث کافی پسماندہ ہے۔ یہاں سماجی اور سیاسی رہنمائی کے واضح ادارے موجود نہیں حتیٰ کہ جس سیاسی جماعت میں سردار شامل ہوگا وہی اس کے قبیلہ کے لوگوں کی جماعت کہلائے گی ۔اس طرح کسی تبدیلی کا امکان بہت کم رہتا ہے۔ اتفاق سے اس نظام سے باہر سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص منتخب ہو جائے تو اُسے انہیں رویوں کو اپنانا پڑتا ہے جو پہلے سے رائج ہیں کیونکہ منتخب شخص اس بات سے خوف زدہ رہتا ہے کہ کہیں وہ اپنی حمایت کھو نہ بیٹھے۔ اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ لوگ اپنے نظام سے باہر سے آنے والے نمائندے سے بھی اسی کردار کی توقع رکھتے ہیں جس کا تجربہ انہیں پہلے سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر علاقہ کے روایتی سیاست دانوں کے بارے میں بات کی جائے تو یہ بات واضح ہے کہ انہیں اپنے قبائلی نظام کو قائم رکھنے میں ہی مفادات کا تحفظ دکھائی دیتا ہے۔ ان سیاست دانوں کا عوامی رابطہ کسی سیاسی بنیاد پر نہیں ہوتا البتہ ان کے درمیان پہلے سے رابطہ کرنے کے اصول موجود ہیں جن کے مطابق ایک سردار اپنے قبیلہ کے لوگوں سے رابطہ رکھتا ہے۔ شیر افگن نے کہا کہ اس کا خیال تھا کہ سردار اور بڑے جاگیردار صرف قومی وصوبائی اسمبلی کی حد تک اپنی دلچسپی رکھتے ہیں اور وہ اپنے علاقوں میں بلدیاتی اداروں کے انتخابات میں عوام کے لئے ایسا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جہاں لوگ اپنے بنیادی مسائل کے حل کے لئے جس کو اہل سمجھیں اس کی حمایت کریں لیکن جب اُس نے بلدیاتی الیکشن میں حصہ لینے کے لئے علاقہ کے

ووٹروں سے بات چیت کی تو چند دنوں میں اُسے یہ باور کرا دیا گیا کہ کسی سردار کی اجازت یا حمایت کے بغیر اس کا انتخابات میں حصہ لینا ممکن نہیں ہے۔ قومی وصوبائی اسمبلیوں کے ارکان کو اس حد تک مداخلت کی اجازت نہیں ہونی چاہئے تا کہ لوگوں کو آزادانہ طور پر یہ حق حاصل ہو کہ وہ اپنے ان نمائندوں کو منتخب کر سکیں جن سے وہ براہ راست رابطہ کر سکتے ہیں۔ اگر عوامی مسائل اور شہریوں کو درپیش مشکلات کے بارے میں مسلسل آگہی منتخب اراکین کی خواہش ہو تو وہ مقامی کونسلوں کے نمائندوں سے باآسانی رابطہ قائم کر کے یہ مقصد حاصل کر سکتے ہیں۔ کمیشن کی یہ مہم کہ رائے دہندگان کا اپنے نمائندوں سے مستقل بنیادوں پر رابطہ قائم رہے اسی صورت میں کامیاب ہو سکتی ہے جب مقامی حکومتوں میں منتخب نمائندے موجود ہوں کیونکہ ان کا رابطہ اپنے حلقہ کے شہریوں سے روزانہ قائم رہتا ہے۔ پیپلز پارٹی انسانی حقوق ونگ کے ڈویژنل سیکرٹری شیر محمد کھوسہ نے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ سیاسی جماعتوں کے کارکنوں کا اس سلسلہ میں اگرچہ بہت اہم کردار ہے لیکن ان کے پاس یہ گنجائش نہیں ہے کہ وہ تواتر سے اپنے ارکان اسمبلی کو ان مسائل پر متحرک کر سکیں جو شہریوں کی زندگیوں پر اثر انداز ہو رہے ہوں۔ اس وقت تو یہ صورت حال ہے کہ کارکن انتخابات میں حصہ لینے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو پارٹی قیادت اُسے مقامی سردار کی تائید حاصل کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اس کے نتیجے میں کارکنوں پر شہریوں کا اعتماد تقریباً ختم ہو گیا ہے۔ شیر محمد کھوسہ نے بتایا کہ اس نے دو مرتبہ پارٹی کی جانب سے انتخابات میں حصہ لیا ہے لیکن اس علاقہ میں جاگیردارانہ حاکمیت کے نظام کی موجودگی کے باعث اسے کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ کیونکہ وہ ایک عام کارکن ہے رائے دہندگان اس پر اعتماد نہیں کرتے کہ یہ موجودہ سرداری نظام میں کچھ نہیں کر سکتا۔ جب تک سیاسی جماعت اپنے کارکنوں کے لئے فنڈز فراہم نہیں کرتیں اس وقت تک کوئی بھی سیاسی کارکن انتخابات میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہ معاملہ اہم ہے جس کو انسانی حقوق کمیشن نے اٹھایا ہے لیکن بجائے عام سیاسی کارکنوں اور شہریوں سے مکالمہ کرنے کے کمیشن اگر یہ بات پارٹی قیادت سے کرے تو صورتحال میں بہتری آسکتی ہے کیونکہ کارکنوں کی بڑی تعداد پارٹی موقف کی پیروی کرتی ہے۔

پتن ترقیاتی تنظیم ڈیرہ غازی خان کے ریاض جاذب نے کہا کہ ذمہ داری سماجی تنظیموں سے زیادہ سیاسی جماعتوں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے کارکنوں اور منتخب نمائندوں کے لئے ایسے رہنما اصول متعین کریں جن کے تحت شہریوں سے رابطہ وقتی یا حالات کی تبدیلی کے بناء پر نہ ہو بلکہ وہ مستقل بنیادوں پر شہریوں سے رابطہ قائم رکھیں۔ اس وقت ہماری حالت یہ ہے کہ ہمیں تقسیم در تقسیم کر دیا گیا ہے کہیں ہم علاقائی بنیادوں پر کہیں لسانی اور کہیں عقائد کی بنیاد پر چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کی صورت میں تقسیم ہیں اور ایک دوسرے پر اعتماد کرنے کے لئے تیار نہیں۔ جب شہریوں کے حقوق یا ان کے مسائل پر

> جب تک شہری مشترکہ کاوش نہیں کریں گے اس وقت تک صورتحال میں کوئی بڑی تبدیلی ممکن نہیں۔ ہم بطور شہری کوئی مشترکہ ایجنڈا بنا کر اپنے نمائندوں سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ جب ووٹرز کسی پارٹی کے امیدوار کو اس بنیاد پر ووٹ نہیں دیں گے کہ اس شخص نے شہریوں سے ان کے اجتماعی مسائل کے بارے میں رابطہ ہی نہیں کیا تو پھر سیاسی جماعتوں کو اپنا رویہ بدلنا پڑے گا۔

بات اٹھائی جائے تو سب سے پہلے فنڈز کا مسئلہ کھڑا کر دیا جاتا ہے کہ کوئی مسئلہ فنڈز کے بغیر حل نہیں ہو سکتا جبکہ پہلے سے موجود وسائل کا جائزہ لینا بھی ہمارے نمائندے گوارہ نہیں کرتے بلکہ وسائل کا غلط طور پر استعمال روکنے کی کوشش بھی نہیں کی جاتی۔

نبی سعید نے کہا کہ جب تک شہریوں کو مکمل آزادی حاصل نہیں ہو گی اور ان کے آزادانہ رائے سے نمائندے منتخب نہیں ہوں گے جمہوری نظام مستحکم نہیں ہو سکتا۔ آئی اے رحمان کے مضمون کا حوالہ دیتے ہوئے نبی سعید کہا کہ ہمارے درمیان کتنے ایسے افراد ہیں جن کو سیاسی سوجھ بوجھ حاصل ہے۔ کیا موجودہ سیاسی قیادت اور ان کی جماعتوں کا کردار جمہوری اقدار کو فروغ دینے میں معاون ہے؟ جب عوامی قوت سے مفاد اٹھانے والے سیاسی نمائندے جمہوری اقدار کو مضبوط کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتے تو وہ کس طرح اپنے کارکنوں اور منتخب نمائندوں کو شہریوں سے مسلسل رابطہ قائم کرنے کے لئے پابند بنا سکتے ہیں۔ صرف پڑھنے سے شعور نہیں آتا جب تک لوگوں میں تخلیقی صلاحتیوں کو اجاگر نہیں کیا جاتا تعلیمی شعور اس وقت ہمارے معاشرے اور سیاسیات کی ناگزیر ضرورت ہے اپنے اردگرد کے ماحول کا جائزہ لینے کے بعد ہر باشعور شہری کو اپنے تصورات کو واضح شکل دینا ہو گی تب ہی ہم خود کو اور اپنے اردگرد بسنے والوں کو آزاد اور خودمختار رائے دہندہ بنا سکیں گے۔

گلزار لودھی نے بات چیت میں حصہ لیتے ہوئے واپڈا کے خلاف کئے گئے ایک احتجاج کی مثال دی جس میں مظاہرین نے بلا ترغیب ایک اجتماعی فیصلہ کرتے ہوئے تین افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی تا کہ واپڈا اہلکاروں سے بات چیت کی جائے۔ اگر اسی طرح شہریوں اور ان کے منتخب نمائندوں کے درمیان رابطہ قائم رہے تو بہت سی مشکلات کم ہو سکتی ہیں۔

رانا محمد اکرم ایڈووکیٹ نے کہا کہ بطور شہری مجھے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ میری ذمہ داری ہے کہ سیاسی مکالمہ کو بے مقصد بحث کا شکار نہ ہونے دوں۔ جب تک شہری مشترکہ کاوش نہیں کریں گے اس وقت تک صورتحال میں کوئی بڑی تبدیلی ممکن نہیں۔ ہم بطور شہری کوئی مشترکہ ایجنڈا بنا کر اپنے نمائندوں سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ جب ووٹرز کسی پارٹی کے امیدوار کو اس بنیاد پر ووٹ نہیں دیں گے کہ اس شخص نے شہریوں سے ان کے اجتماعی مسائل کے بارے میں رابطہ ہی نہیں کیا تو پھر سیاسی جماعتوں کو اپنا رویہ بدلنا پڑے گا۔ بلدیاتی انتخابات ہونے جا رہے ہیں لیکن کسی سیاسی جماعت نے نہیں بتایا کہ اس کے حمایت یافتہ امیدواروں کا کیا ایجنڈا ہو گا؟

افتخار ملکانی نے سوال اٹھایا کہ کیا منتشر سماج میں سیاسی استحکام پیدا ہو سکتا ہے۔ اس وقت ہم مختلف حوالوں سے اپنی کی پہچان کراتے ہیں ایسے ماحول میں یہ کس طرح ممکن ہے کہ سیاسی نمائندہ اجتماعی مفادات کو اہمیت دے۔ جب بھی کوئی حتمی فیصلہ کرنے کا وقت ہوتا ہے تو ہمارے درمیان انتشار بڑھا دیا جاتا ہے ہمیں یہ یاد دلایا جاتا ہے کہ ہم مختلف النسل، رنگ، عقیدہ اور جنس ہیں۔ تب ہم اپنی شناخت کو بالاتر رکھنے کے لئے مساوی حیثیت کے اصول کو بھلا دیتے ہیں۔ بات چیت میں مسرت علی دستی، محمد اسماعیل سیال، امتیاز نقوی نے حصہ لیا اور اپنے موقف کا اظہار کرتے ہوئے جن معاملات کی نشاندہی کی ان کے مطابق پاکستان کی تاریخ دیکھنے سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ ہمارے ملک میں سیاسی جماعتوں کو پنپنے کا موقع نہیں دیا گیا۔ آمریت کا اثر ابھی تک عوام پر موجود ہے جس کو دور کرنے کی سیاسی پارٹیوں نے یا تو کوشش نہیں کی یا پھر انتہائی محدود پیمانے پر ایسی کوشش کی گئی ہے۔ جاگیردارانہ یا سرداری نظام کے خلاف جدوجہد کرنے والوں نے ہر طرح کی قربانیاں دی ہیں لیکن سیاسی جماعتوں نے ان کو تسلیم کرنے کا کوئی طریقہ کار نہیں اپنایا۔ شہریوں اور منتخب نمائندوں کے باہمی تعامل کے سلسلہ میں تجاویز پیش کیں۔

☆شہریوں کو منظم کرنے کے لئے باقاعدہ کوشش کرنا ضروری ہے اس سلسلہ میں سیاسی و جمہوری اصولوں کے بارے میں مکمل آگاہی فراہم کی جائے۔

☆شہریوں کو ان کے حقوق کی آگہی کے ساتھ ساتھ اس بات پر تیار کیا جائے کہ وہ اپنا آزادانہ سیاسی کردار ادا کریں اور جمہوری اصولوں کی پاسداری کریں۔

☆مسائل کے حل کرانے کے لئے شہریوں کی صلاحیتوں کو بہتر بنایا جائے ان کو مطالبات اور احتجاج کے دوران عدم تشدد پر کار بند رہنے کی تعلیم دی جائے۔

☆منتخب نمائندے اپنی ترجیحات کا تعین کریں اور اس کی بنیاد پر شہریوں سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں تاکہ نمائندے کی کارکردگی عوامی منشاء کے مطابق ہو سکے۔

☆تمام نمائندوں کے لئے سٹیزن فیڈ بیک سسٹم بنایا جائے اس کے بارے میں عوامی سطح پر آگاہی پیدا کی جائے تاکہ لوگ اپنے مسائل / معاملات اپنے نمائندے تک با آسانی پہنچا سکیں۔

☆اسمبلی کے قواعد وضوابط میں ترمیم کر کے ایسی گنجائش پیدا کی جائے تاکہ علاقہ کے ووٹر اپنے نمائندے کی کارکردگی کے بارے میں شکایات اسمبلی کے سیکرٹریٹ کو ارسال کر سکیں۔

☆منتخب ارکان کی کارکردگی کا جائزہ لینے کی پارلیمانی کمیٹی بنائی جائے جو ہر 6 ماہ بعد ارکان کی کارکردگی اور ووٹرز کی شکایات کی رپورٹ جاری کرے۔

(ایچ آر سی پی، ملتان ٹاسک فورس)

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے زیر اہتمام "شہریوں کے مسائل اور منتخب نمائندوں کے ساتھ ان کی رابطہ سازی" کے موضوع پر 19 نومبر 2013 کو قلعہ عبداللہ چمن میں ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا۔

شمس الملک مندوخیل

قلعہ عبداللہ چمن رابطہ سازی موجودہ دور میں انتہائی اہمیت اختیار کر چکا ہے کیونکہ ہر مسئلہ کا حل رابطہ سازی کے ذریعے ممکن ہے الیکشن سے پہلے آپ کے ساتھ مختلف پارٹیوں نے ووٹ کیلئے رابطہ کیا ہوگا۔ تاکہ آپ ان کے حق میں ووٹ استعمال کریں۔ اور الیکشن میں آپ نے ووٹ کا استعمال کیا اور امیدوار منتخب ہوئے۔ ووٹ ایک ایسی طاقت ہے جس کی وجہ سے دنیا میں حقیقی جمہوریت آتی ہے۔ آپ لوگ بھی اپنے ووٹ کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے اپنے پسندیدہ امیدوار کو ووٹ دیں تب ہی علاقہ میں تبدیلی آئے گی۔ رابطہ کے ذریعے آپ لوگ اپنے منتخب امیدوار سے مسائل حل کرا سکتے ہو۔ آپ لوگوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ گلی گلی گروپ تشکیل دیں ان میں ہر طبقہ کے لوگوں کو شامل کریں کیونکہ گروپ کی صورت میں آپ لوگ اپنے مسائل حل کرا سکتے ہیں۔ دنیا میں تبدیلی اتحاد کی صورت میں ممکن ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے علاقے کیلئے جو فنڈز منظور ہوتا ہے ان کی مانیٹرنگ کی ضرورت ہے اور منتخب نمائندوں کی بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنے فنڈز کی ایک کاپی اپنے علاقہ کے ہر دفتر میں آویزاں کریں تاکہ عوام کو معلوم ہو کہ علاقہ کیلئے اتنا سالانہ فنڈز منظور ہوا ہے۔

> انسانی حق وہ استحقاق ہے جو انسان ہونے کے ناطے آپ کو ریاست کے قانونی ڈھانچے میں حاصل ہوتا ہے۔ جب آپ کہتے ہیں کہ انسانی حق ایک قانونی تقاضا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ قانون کا حصہ ہے۔ دنیا بھر کی ریاستوں میں انسانی حقوق کو ملکی دستور اور قومی قانون میں تحفظ حاصل ہے اس کے علاوہ انسانی حقوق کو بہت سے ایسے عالمی معاہدوں میں بھی تحفظ حاصل ہوتا ہے جن پر حکومتیں دستخط کرتی ہیں اور پھر یہ عالمی معاہدات انہیں مجبور کرتے ہیں کہ وہ ان حقوق اور آزادیوں کو قانونی تحفظ دیں۔

فرید احمد

دنیا میں تبدیلی کے دو طریقے ہیں۔ ایک قدرتی ہے۔ جو کہ قدرت کی طرف آتی ہے۔ اور دوسرا عوامی ہے۔ جیسے عوام لاتی ہے۔ اور اسی طرح دنیا میں حکومت کرنے کے بھی دو طریقے ہیں۔ ایک ڈکٹیٹر شپ اور دوسرا جمہوریت ہے۔ جس میں عوام اپنے حکمران خود منتخب کرتے ہیں۔ اسی لئے انسانی حقوق کے ساتھ ساتھ ہم جمہوریت کا ذکر نہ کریں تو یہ بحث بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور ہم حقوق کے ساتھ ساتھ فرائض کا ذکر نہ کریں تو بھی بات مکمل نہیں ہوتی۔ انسان معاشرے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا ضروریات زندگی کی فراہمی کیلئے اسے دوسروں کا تعاون حاصل کرنا پڑتا ہے انسانوں میں باہمی طور پر جتنا زیادہ تعاون ہوگا ان کی زندگی میں اتنی ہی سہولتوں اور تہذیب وتمدن سے آشنا ہوتی چلی جائے گی مگر زیادہ تعاون کیلئے ضروری ہے کہ معاشرہ منظم بھی ہو اور اس کا نظم وضبط قائم رکھنے کیلئے موثر قواعد وضوابط اور قوانین ہوں چنانچہ ایسے منظم معاشرے ہی کا نام ریاست ہے۔ جمہوریت کا مطلب عوام کی حکومت ہے۔ گویا یہ ایسی طرز حکومت ہے جس میں عوام کی منشاء کو ہر کام میں فیصلہ کن حیثیت حاصل ہے چنانچہ آج جمہوریت ایک طرز حکومت ہی نہیں بلکہ طرز حیات ہے جس کا اپنا معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی نظام ہے۔ جس میں عوامی مسائل کے حل کیلئے ایک طریقہ کار وضع کیا گیا ہے۔ انسانی حقوق کا جب ہم ذکر کرتے ہیں تو یہ ذکر بھی ضرور کرتے ہیں۔ جب خطبہ حجتہ الوداع،، کا ذکر ناگزیر ہو جاتا ہے جو انسانی حقوق کی ایک دستاویز ہے۔ خطبہ حجتہ الوداع کے موقع پر 9 ذی الحجہ 10ھ / 6 مارچ 632ء کو عرفات کے میدان میں ایک لاکھ تیس ہزار کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سرکار دو عالم نے ارشاد فرمایا۔ اے لوگوں! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت (آدم وحوا) سے پیدا کیا اور تمہیں مختلف قوموں اور مختلف قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ باعزت شخص وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے بلا شبہ اللہ بڑا دانا اور بڑا باخبر ہے نہ کسی عربی کو عجمی پر برتری حاصل ہے نہ کوئی عجمی عربی پر فضیلت رکھتا ہے نہ سیاہ فام سرخ پر فوقیت رکھتا ہے نہ سرخ سیاہ فام پر کوئی فضیلت۔ برابری کا معیار تقویٰ ہے۔ اس لئے ہمیں سب کے حقوق کا خیال رکھنا ہوگا چاہے وہ مسلمان ہوں، ہندو یا عیسائی ہوں، سب کے حقوق برابر ہیں۔ تو ہمارے معاشرہ میں ایک توازن پیدا ہوتا ہے۔ اور حق دراصل آپ کا استحقاق ہے جہاں دوسروں کے حق کے حدود شروع ہوتی ہیں وہاں آپ کا حق ختم ہوتا ہے اپنے حق کا استعمال کرتے ہوئے آپ دوسروں کے حقوق کو متاثر نہیں کر سکتے ایک شخص کا حق دوسرے شخص پر فرض ہوتا ہے۔ حق کا تعین انسانی ضرورتوں سے ہوتا ہیں۔ جو زندگی کی تکمیل کرتی ہے۔ انسانی حق وہ استحقاق ہے جو انسان ہونے کے ناطے آپ کو ریاست کے قانونی ڈھانچے میں حاصل ہوتا ہے۔ جب آپ کہتے ہیں کہ انسانی حق ایک قانونی تقاضا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ قانون کا حصہ ہے۔ دنیا بھر کی ریاستوں میں انسانی حقوق کو ملکی دستور اور قومی قانون میں تحفظ حاصل ہے اس کے علاوہ انسانی حقوق کو بہت سے ایسے عالمی معاہدوں میں بھی تحفظ حاصل ہوتا ہے جن پر حکومتیں دستخط کرتی ہیں اور پھر یہ عالمی معاہدات انہیں مجبور کرتے ہیں کہ وہ ان حقوق اور آزادیوں کو قانونی تحفظ دیں۔

آزادی اور حق دونوں ایک شے ہیں قانون میں یہ دونوں ایک شے ہیں ظلم وتشدد سے آزادی آپ کا حق ہے کہ آپ پر ظلم وتشدد نہ کیا جائے ان قوانین کو عالمی سطح پر اس قدر اہم کیوں تصور کیا جاتا ہے عالمی اعلان کے دیباچے میں اس

کے اسباب اس طرح بیان کئے گئے ہیں اعلان اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ،، بنیادی حرمت وعزت اور انسانی خاندان کے تمام اراکین کے مساوی اور نا قابل انتقال حقوق دنیا میں آزادی عدل وانصاف اور امن کی بنیادی اور انسانی حقوق سے لاپرواہی اور نفرت وحشیانہ کاروائیوں کا سبب بنتی ہے۔ جس طرح بلوچستان میں لاپتہ افراد کا کیس ہے۔ وہ بھی انسانی حقوق کی خلاف روزی کے ذمرے میں آتا ہے۔ یہ حقوق کیسے حاصل ہوتے ہیں۔ اس کیلئے ہم سب نے مل کر جدوجہد کرنی ہے۔ اگر آپ اپنے حقوق کیلئے جدوجہد نہیں کرینگے تو وہ آپ کو حاصل نہیں ہونگے۔

اسد بلوچ

کسی خطے کسی ملک میں بسنے والے جو کہ اس ملک کے آئین وقانون کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی پاسداری کرتے ہوئے اور تمام قانونی تقاضوں کو پورا کرتے ہوں وہ اس ملک کے شہری کہلاتے ہیں ۔اس ملک کے آئین وقانون کے تحت انھیں حقوق واختیارات تعویض کئے جاتے ہیں ان حقوق واختیارات میں کمی یا فقدان سے جو خلاء پیدا ہو جاتا ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس پیدا ہونے والے خلاء سے پیچیدگیاں جنم لیتی ہے اور بعدازاں یہ پیچیدگیاں باقاعدہ ایک زنجیر کی شکل اختیار کر جاتی ہیں جس سے ایک نہ ٹوٹنے والا مسائل کا جال بن جاتا ہے۔ جب ایک فرد اس جال میں جکڑ جاتا ہے تو پھر اس کی وجہ سے افراد اور آخر کار پورا معاشرہ اس جال کے چکر میں جکڑ جاتے ہیں۔ یوں ایک بے کار، نا کارہ، اور دوسروں پر انحصار کرنے والی یا بوجھ بننے والا معاشرہ وجود میں آتا ہے جو کہ اپنے اردگرد کے دیگر سماج کیلئے پریشانی کے اسباب پیدا کرتے ہیں۔ اگر ہمارے سماج کو ترقی کرنا ہے یا صحت مند سماج کی شکل اختیار کرنا ہے تو پورے سماج کو جسمانی ،معاشی ومعاشرتی معذوری کی جڑوں کو اکھاڑنے کیلئے محترک ہونا پڑے گا۔

(ایچ آر سی پی، کوئٹہ چیپٹر آفس)

کسی خطے کسی ملک میں بسنے والے جو کہ اس ملک کے آئین وقانون کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی پاسداری کرتے ہوئے اور تمام قانونی تقاضوں کو پورا کرتے ہوں وہ اس ملک کے شہری کہلاتے ہیں ۔اس ملک کے آئین وقانون کے تحت انھیں حقوق واختیارات تعویض کئے جاتے ہیں ان حقوق واختیارات میں کمی یا فقدان سے جو خلاء پیدا ہو جاتا ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس پیدا ہونے والے خلاء سے پیچیدگیاں جنم لیتی ہے اور بعدازاں یہ پیچیدگیاں باقاعدہ ایک زنجیر کی شکل اختیار کر جاتی ہیں جس سے ایک نہ ٹوٹنے والا مسائل کا جال بن جاتا ہے۔ جب ایک فرد اس جال میں جکڑ جاتا ہے تو پھر اس کی وجہ سے افراد اور آخر کار پورا معاشرہ اس جال کے چکر میں جکڑ جاتے ہیں۔ یوں ایک بے کار، نا کارہ، اور دوسروں پر انحصار کرنے والی یا بوجھ بننے والا معاشرہ وجود میں آتا ہے جو کہ اپنے اردگرد کے دیگر سماج کیلئے پریشانی کے اسباب پیدا کرتے ہیں۔ اگر ہمارے سماج کو ترقی کرنا ہے یا صحت مند سماج کی شکل اختیار کرنا ہے تو پورے سماج کو جسمانی، معاشی ومعاشرتی معذوری کی جڑوں کو اکھاڑنے کیلئے محترک ہونا پڑے گا۔

کراچی لفظ جوان (Youth) کا تعین سن بلوغت (Puberty) سے کیا جا سکتا ہے، لیکن آخری حد کا تعین بھی ہے۔ کیونکہ مختلف معاشروں میں مختلف عوامل کے باعث عمر مختلف ہو جاتی ہے۔ عام طور پر کسی فرد کے سن شعور میں آنے کی عمر کو نوجوانی کی آمد تصور کیا جاتا ہے۔ بعض معاشروں میں 18 سال کی عمر جب کسی شخص کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہوتا ہے، نوجوانی کی ابتدا تصور کیا جاتا ہے اور 30 برس کی عمر کو نوجوانی کی آخری حد تسلیم کیا جاتا ہے۔ بعض معاشرے یہ حد 40 برس تک لے جاتے ہیں۔ حال ہی میں وزیراعظم میاں نواز شریف نے نوجوانوں کے لیے قرضہ سکیم کا اعلان کرتے ہوئے عمر کی آخری حد 45 برس متعین کی ہے جس پر بہت سے تجزیہ نگاروں نے اعتراض کیا ہے لیکن یہ طے ہے کہ 18 برس سے اوپر کی عمر عموماً نوجوانی کی عمر کہلاتی ہے۔ جس کی آخری حد کا تعین معاشرہ خود کرتا ہے۔

جس طرح معاشرے کے دیگر طبقات کے حقوق ہوتے ہیں، اسی طرح نوجوانوں کے بھی حقوق ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے پہلی تحریک 1930 میں سامنے آئی جب نوجوانوں کے لیے شہری حقوق کے علاوہ بین النسلی انصاف کا مطالبہ سامنے آیا۔ خاص طور پر دو عالمی جنگوں کے درمیانی وقفہ کے دوران یہ مطالبہ زور پکڑ گیا۔ اسی طرح ویت نام جنگ کے دوران بھی امریکی نوجوانوں نے جبری بھرتی کی مخالفت کرتے ہوئے اپنے اس حق کا اعادہ کیا۔ اس کے علاوہ نوجوانوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے عراق پر امریکی حملہ کی کھل کر مخالفت کی ۔لندن، پیرس، روم اور دنیا کے دیگر بڑے شہروں میں اس حملے کے خلاف جو مظاہرے ہوئے، ان میں نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد نے شریک ہو کر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

ایک اور بات اہمیت کی حامل ہے کہ نوجوانوں کے حقوق، بچوں کے حقوق سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں بعض لکھنے والوں نے، جن میں جان ہالٹ، رچرڈ فارسن، پال گڈمین اور نیل پوسٹ مین شامل ہیں، نے نوجوانوں کے لیے تعلیم تک رسائی، روزگار کا حصول، سماجی اور سیاسی سرگرمیوں میں شرکت اور حفظان صحت کو نوجوانوں کے بنیادی حقوق قرار دیا ہے۔

جدید دنیا میں نوجوانوں کے حقوق کا تعین کرنے میں دنیا کے مختلف مما لک میں سرگرم نوجوانوں کی تنظیموں نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ نوجوان تعلیم تک رسائی کے بلا امتیاز حق کو تسلیم کرانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ساتھ ہی وہ روزگار کی فراہمی کو شفاف بنانے اور میرٹ کی بنیاد پر فراہم کرنے پر زور دیتے ہیں، تا کہ ہر نوجوان اپنی قابلیت اور اہلیت کے مطابق اپنا روزگار حاصل کر سکے۔ اپنے جیون ساتھی کے انتخاب اور بچوں کی تعداد کا تعین بھی نوجوان چاہتے ہیں کہ انہیں ملے۔ یعنی ایک جوڑا خود یہ فیصلہ کرے کہ اسے کتنے بچے درکار ہیں، جن کی وہ صحیح طور پر نگہداشت کر سکتا ہے۔ اس سے پہلے خاص طور پر مشرقی معاشروں میں اولاد کا فیصلہ یا والدین کیا کرتے تھے یا پھر مرد کی خواہش کو اہمیت حاصل ہوتی تھی لیکن اب عورت سے بھی رائے لینے کا رواج مغرب کے ساتھ مشرق میں بھی پروان چڑھ رہا ہے۔

جس طرح سماجی ڈھانچے اور معاشی معاملات میں نوجوان اپنے حق کے متلاشی ہیں کہ انہیں ان کی قابلیت، اہلیت اور کارکردگی کی بنیاد پر مقام حاصل ہو۔ یہی حق وہ سیاست کے میدان میں بھی رکھتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کے ووٹ کی اہمیت ہو اور منصوبہ سازی کے اداروں میں ان کی نمائندگی ہو، تا کہ وہ منصوبہ بندی میں اپنی سوچ اور تصورات کو جگہ دے سکیں۔

فنون لطیفہ جس میں موسیقی، رقص، مصوری، شاعری اور آرٹ کی دیگر اقسام ہوتی ہیں، انسان کے ذوقِ لطیف کا اظہار ہوتی ہیں۔ لیکن ہر دور اور ہر زمانے کا اپنا فن اور اپنا آرٹ ہوتا ہے۔ نوجوانوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ انہیں یہ حق حاصل ہو کہ وہ اپنے فنون لطیفہ کو اپنے دور اور ذوق کے مطابق پروان چڑھا سکیں۔ یہ ان کا حق ہے کہ انہیں تحقیق و تخلیق کا ایک آزادانہ ماحول فراہم کیا جائے تا کہ ان کی خوابیدہ صلاحیتیں بیدار ہو سکیں۔

(ایچ آر سی پی، کراچی آفس)

خواتین کے خلاف تشدد

آئی۔اے۔رحمان

''فعالیت کے سولہ دن'' نامی مہم، جو انسانی حقوق کے عالمی دن پر ختم ہوگی، کے دوران پاکستان کے پاس خواتین کے خلاف وسیع پیمانے پر ہونے والے تشدد کے نتائج کے بارے میں غور وفکر کرنے کا معقول جواز موجود ہے۔

2 نومبر 2000 کو شروع ہونے والی اس مہم سے لے کر اب تک سول سوسائٹی کی بہت سی تنظیموں نے خواتین کے خلاف تشدد کے خاتمے کے عالمی دن کے موقع پر اجتماعی اور انفرادی طور پر خواتین کے خلاف تشدد کے واقعات کی بڑی تعداد پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔

یہ کاوشیں قابل تحسین تھیں لیکن ان کے خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوئے۔ فعالیت کے بقیہ دنوں کے دوران کوئی بامصرف سرگرمی نظر نہیں آتی۔ اس سے بھی بدتر یہ کہ خواتین کے خلاف تشدد کی بنیادی وجوہات سے نبرد آزما ہونے یا حتیٰ کہ اس کی شدت کو کم کرنے کے لیے حکومت نے کوئی پیش قدمی نہیں کی۔

متعلقہ اعداد وشمار انتہائی تشویش کا باعث ہیں۔ ایک غیر سرکاری اندازے کے مطابق اس سال صرف پنجاب میں 5,151 خواتین تشدد کا شکار ہوئیں۔ ان میں سے 774 قتل ہوئیں، 217 غیرت کے نام پر قتل ہوئیں، 1569 اغواء، 706 زیادتی/اجتماعی زیادتی کا شکار ہوئیں اور 427 کو خودکشی کرنے پر مجبور کیا گیا۔

لڑکیوں کو جنم دینے پر قتل ہونے والی خواتین کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ چند دن پہلے جب یہ سطور لکھی جا رہی تھیں تو اطلاعات کے مطابق ایک شخص نے لڑکی کو جنم دینے پر اپنی بیوی کے چہرے پر تیزاب پھینک دیا اور ایک رپورٹ نے ایک فراڈ کا انکشاف کیا کہ خواتین کو اندرون و بیرون ملک ملازمتوں کی پیش کش کے ذریعے جسم فروشی پر مجبور کیا گیا۔

سول سوسائٹی کی تنظیموں کے پیش کردہ اعداد وشمار خواتین کو تکالیف کی مکمل عکاسی نہیں کرتے کیونکہ لاتعداد واقعات اب بھی منظر عام پر نہیں آتے۔ ان اعداد وشمار کے علاوہ صورتحال کی سنگینی کا اندازہ خواتین پر ہونے والے تشدد کے اعداد وشمار سے لگایا جا سکتا ہے جن کا ذکر وزارت قانون، انصاف اور انسانی حقوق کی جانب سے پارلیمنٹ میں پیش کردہ حالیہ رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق (برائے یکم جنوری 2012 تا 15 دسمبر 2013) غیرت کے نام پر قتل (زیادہ تر خواتین) کے 860 واقعات، گھریلو تشدد کے 481 واقعات، تیزاب پھینک کر جلانے کے 90 واقعات، زیادتی/اجتماعی زیادتی کے 344 واقعات اور جنسی حملے/ہراسگی کے 268 واقعات پیش آئے۔

یہ واقعات ہمیں صرف تشدد کے ظاہری واقعات کے بارے میں بتاتے ہیں۔ منظر عام پر نہ آنے والے واقعات کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے اور یہ کہیں زیادہ تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ ناقابل توجہ تشدد کی عام اقسام یہ ہیں: لڑکیوں کو تعلیم حاصل کرنے سے روکنا، بالخصوص اپنی مرضی کی، لڑکیوں کے سکولوں کو تباہ کرنا، خواتین کی نقل وحرکت پر پابندیاں، میرٹ پر ملازمتوں اور کام کے مساوی اجرت کی نفی، کم سنی کی شادیاں اور تنازعات کے حل کے لیے لڑکیوں کو پیش کرنا۔

بدقسمتی سے پاکستان میں خواتین کے خلاف تشدد کو تاحال زیادہ تر متاثرین اور ان کے خاندانوں کو ہونے والے نقصانات

سول سوسائٹی کی تنظیموں کے پیش کردہ اعداد وشمار خواتین کو تکالیف کی مکمل عکاسی نہیں کرتے کیونکہ لاتعداد واقعات اب بھی منظر عام پر نہیں آتے۔ ان اعداد وشمار کے علاوہ صورتحال کی سنگینی کا اندازہ خواتین پر ہونے والے تشدد کے اعداد وشمار سے لگایا جا سکتا ہے جن کا ذکر وزارت قانون، انصاف اور انسانی حقوق کی جانب سے پارلیمنٹ میں پیش کردہ حالیہ رپورٹ میں کیا گیا ہے۔

اور تکالیف کے حوالے سے دیکھا جاتا ہے جبکہ برادری کے نقصان کو اگر زیادہ نہیں تو کم از کم اہمیت دی جانی چاہیئے۔

گھر میں صنفی تشدد سے بچوں کی جسمانی اور ذہنی نشوونما متاثر ہوتی ہے، کام کی جگہ پر تشدد سے خواتین کی اہلیت اور کارکردگی میں کمی واقع ہوتی ہے اور خواتین کے خلاف دیگر تمام اقسام کے تشدد انہیں معیشت اور سروسز میں اپنا کردار ادا کرنے سے روکتے ہیں۔

خواتین کے خلاف تشدد ملک میں صنفی خودمختاری کی کم شرح کا بنیادی سبب ہے۔ صنفی خودمختاری کے حوالے سے پاکستان 93 ممالک میں 82 ویں اور 2011 کے صنفی عدم مساوات کے گوشواروں میں 140 ممالک میں 115 ویں نمبر پر ہے۔

لہٰذا حالیہ مہم کے دوران جس مسئلے پر توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ خواتین کی خودمختاری کی سست رفتار ہے۔ خواتین کے خلاف تشدد معاشرے میں ان کی کمزور حیثیت کا سبب بھی ہے اور نتیجہ بھی۔

اگر اس تناظر میں دیکھا جائے تو حکومت اور سول سوسائٹی کو خواتین پر وسیع پیمانے پر ہونے والے تشدد پر افسوس کرنے یا مجرموں کو پکڑنے اور انہیں سزا دینے کے لیے منصوبے بنانے پر قناعت نہیں کرنی چاہیئے۔ انہیں خواتین کی خودمختاری کے لیے حقیقت پسندانہ اقدامات کرنے چاہئیں۔

پہلا کام یقینی طور پر اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ تمام لڑکیاں مناسب اور بامعنی تعلیم حاصل کرنے کے قابل ہوں کیونکہ علم طاقت ہے۔ اب چونکہ آئین کا آرٹیکل 25 اے حکومت کو 5 سے 14 سال تک کی عمر کے تمام بچوں کو تعلیم کی سہولیات فراہم کرنے کا پابند کرتا ہے تاہم کم از کم ابتدائی اور ثانوی سطح پر صنفی شگاف کو پُر کرنے کے لیے خصوصی اقدامات کی ضرورت ہوگی۔

عین اسی وقت صحت کی سہولیات تک خواتین کی رسائی کو بھی ممکن بنانا ہوگا اور اس کے معیار کو بہتر بنانا پڑے گا۔ کم سن بچوں کی شرح اموات اور زچگی کے دوران خواتین کی اموات کی شرح اور ناقص غذا کے باعث بچوں کی اموات اور ذہنی کمزوری پر توجہ دینا بھی ضروری ہوگا۔ پاکستان کو 2015 تک ایک ہزار سال ترقیاتی اہداف کے حصول میں ناکامی کی بھاری قیمت ادا کرنا پڑے گی۔ حکومت کے لیے اب یہ فیصلہ کرنے کا وقت ہے کہ یہ 2015 کے بعد کے دور میں کیا کرنا چاہتی ہے۔

خواتین کو ان کے معاشی حقوق کی ضمانت دینے کی بھی اشد ضرورت ہے۔ لوگ یہ جاننا چاہیں گے کہ فرسودہ روایات کے خلاف قانون کا نفاذ کیسے کیا جا رہا ہے۔ کیا خواتین کو جائیداد میں ان کے حصے سے محروم کرنے کی روش ختم ہوئی ہے یا اس میں کمی واقع ہوئی ہے؟

معاشی آزادی، اپنے کیریئر کے چناؤ کا اختیار اور اپنی آمدنی کا بندوبست کرنے کا حق خواتین کی خودمختاری کے بنیادی اسباب ہیں۔ ان تمام معاملات کے حوالے سے حکومت نے تاحال کوئی مثبت اقدام نہیں کیا۔ حتیٰ کہ نگران اداروں مثال کے طور پر قومی کمیشن برائے مقام نسواں کو بھی مطلوبہ آزادی اور وسائل سے محروم رکھا جاتا ہے۔

یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ خواتین کے خلاف تشدد اور ان کی خودمختاری میں حائل رکاوٹوں کی جڑیں جاگیردارانہ ثقافت میں موجود ہیں جس کا ایک بنیادی عنصر قبائلی نظام ہے۔

جب تک ریاست اور معاشرے کو ایک معاشرتی انقلاب بشمول قبائلی اور جاگیردارانہ آمریت کے خاتمے کی ضرورت کا احساس نہیں ہوتا اس وقت تک خواتین کے خلاف تشدد کا خاتمہ کرنا، انہیں بااختیار بنانا، حتیٰ کہ غربت اور استحصال کے قابل ملامت سلسلے کو ختم کرنا بھی ممکن نہیں ہوگا جس کے نتیجے میں خواتین کو مردوں سے زیادہ اور غیر مسلم خواتین کو مسلم خواتین سے زیادہ تکالیف برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ لوگ اس سال 10 دسمبر کو اور آئندہ سالوں میں یہ جاننا چاہتے ہیں کہ خواتین کی آزادی اور خودمختاری کے ذریعے پاکستان کی ترقی کے چیلنج سے نمٹنے کے لیے کون سے ٹھوس اقدامات کئے جائیں گے۔

(ترجمہ، بشکریہ روزنامہ ڈان)

ماحولیاتی آلودگی

پاکستان میں قائم زیادہ تر فیکٹریاں انتہائی نامناسب انداز میں کام کر رہی ہیں۔ فیکٹریوں سے بڑے پیمانے پر خارج ہونے والی نقصان دہ گیسیں اور فضلہ 'زمینی وفضائی آلودگی' کا سبب بنتا ہے۔ کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں اور عوام میں شعور و آگاہی کی کمی، ناخواندگی، غیر معیاری اور روایتی صنعتی طریقہ کار اور غیر ذمہ داری جیسی دیگر وجوہات نے آلودگی کے مسائل کو اور بھی سنگین بنا دیا ہے۔ اس کے علاوہ فصلوں پر کیڑے مار دواؤں کا چھڑکاؤ اور کھیتوں کو فیکٹریوں کے زہریلے پانی سے سیراب کرنے سے نہ صرف زمینی آلودگی میں اضافہ ہوا ہے بلکہ ان فصلوں سے حاصل ہونے والی خوراک بھی آلودہ ہوئی ہے۔ فیکٹریوں کا زہریلا فضلہ دریاؤں اور سمندروں میں بہانے سے ان گنت آبی حیات کم یاب ہو چکی ہین۔ سمندری آلودگی میں پلنے والی مچھلیوں کا گوشت بھی زہریلا ہوا ہے۔ فیکٹریوں کے غیر صاف شدہ پانی میں آکسیجن کی مقدار کم ہوئی ہے۔ یہی آلودہ پانی رساؤ کے ذریعے زیر زمین پانی میں شامل ہو کر اسے بھی آلودہ کر رہا ہے۔ یہ آلودہ پانی پینے یا نہانے کے لیے استعمال کیا جائے یا اس سے سیراب ہونے والا اناج، سبزیاں، پھل یا اس میں پلنے والی مچھلیاں خوراک کے طور پر استعمال کی جائیں، یہ سب ہی انسانی صحت کے لیے نقصان دہ ہیں۔ آبی آلودگی کے نتیجے میں پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں میں بہت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ خصوصاً بچوں کی اموات کا باعث بن رہی ہیں۔

اٹھارویں صدی میں صنعتی انقلاب انسان کے لیے ایک نعمت ثابت ہوا۔ آج ہم جس جدید اور آرام دہ زندگی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں وہ صنعتی انقلاب اور اس کے بعد آنے والی ٹیکنالوجی کا ہی نتیجہ ہے۔ دوسری طرف اس انقلاب سے انسان کے لیے بہت سی مشکلات بھی پیدا ہوئیں۔ فیکٹریوں، ریل گاڑیوں اور ہوائی جہازوں نے ندی نالوں اور سمندروں سمیت ہر چیز کو آلودہ کر دیا۔ بیسویں صدی میں آبادی اس تیزی سے بڑھی کہ غذائی ضرورتوں کو پورا کرنے کی فکر ہوئی۔ اناج کی پیداوار بڑھانے کے لیے کیمیائی کھادوں کا استعمال کیا گیا جبکہ فصلوں کو کیڑوں سے بچانے کے لیے کیڑے مار دوائیں چھڑکی گئیں۔ اس طرح فصلیں اور زمین آلودہ ہوئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایئر کنڈیشنر، اسپرے پرفیوم اور ہیئر اسپرے جیسی چیزوں سے خارج ہونے والی زہریلی گیسوں نے سورج کی شعاعوں کے نقصان دہ اثرات سے بچانے والے اوزون غلاف میں شمالی امریکہ کے رقبے جتنا بڑا سوراخ کر دیا، جس کے نتیجے میں موسموں کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ طوفانی بارشیں، شدید گرمی، سردی اور تباہ کن طوفان بھی ماحولیاتی آلودگی کا نتیجہ ہیں۔

ماحولیاتی آلودگی کی مختلف اقسام ہیں، ان میں فضائی و زمینی، پانی کے ذخیروں اور شور کی آلودگی وغیرہ سب شامل ہیں۔

ہوا، پانی، زمین/سب خطرے میں ہیں

پاکستان میں قائم زیادہ تر فیکٹریاں انتہائی نامناسب انداز میں کام کر رہی ہیں۔ فیکٹریوں سے بڑے پیمانے پر خارج ہونے والی نقصان دہ گیسیں اور فضلہ 'زمینی وفضائی آلودگی' کا سبب بنتا ہے۔ کارخانوں میں کام کرنے والے مزدوروں اور عوام میں شعور و آگاہی کی کمی، ناخواندگی، غیر معیاری اور روایتی صنعتی طریقہ کار اور غیر ذمہ داری جیسی دیگر وجوہات نے آلودگی کے مسائل کو اور بھی سنگین بنا دیا ہے۔ اس کے علاوہ فصلوں پر کیڑے مار دواؤں کا چھڑکاؤ اور کھیتوں کو فیکٹریوں کے زہریلے پانی سے سیراب کرنے سے نہ صرف زمینی آلودگی میں اضافہ ہوا ہے بلکہ ان فصلوں سے حاصل ہونے والی خوراک بھی آلودہ ہوئی ہے۔

فیکٹریوں کا زہریلا فضلہ دریاؤں اور سمندروں میں بہانے سے ان گنت آبی حیات کم یاب ہو چکی ہین۔ سمندری آلودگی میں پلنے والی مچھلیوں کا گوشت بھی زہریلا ہوا ہے۔ فیکٹریوں کے غیر صاف شدہ پانی میں آکسیجن کی مقدار کم ہوئی ہے۔ یہی آلودہ پانی رساؤ کے ذریعے زیر زمین پانی میں شامل ہو کر اسے بھی آلودہ کر رہا ہے۔ یہ آلودہ پانی پینے یا نہانے کے لیے استعمال کیا جائے یا اس سے سیراب ہونے والا اناج، سبزیاں، پھل یا اس میں پلنے والی مچھلیاں خوراک کے طور پر استعمال کی جائیں، یہ سب ہی انسانی صحت کے لیے نقصان دہ ہیں۔ آبی آلودگی کے نتیجے میں پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں میں بہت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ خصوصاً بچوں کی اموات کا باعث بن رہی ہیں۔

فیکٹریوں کے فضلے نے ایک طرف ندیوں، تالابوں، دریاؤں اور سمندروں کے پانی کو آلودہ کیا ہے، دوسری طرف ان ہی فیکٹریوں کی چمنیوں سے اٹھنے والے دھویں نے فضا کو بھی آلودہ کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ گاڑیوں، بسوں اور ریل وغیرہ کے دھویں کی وجہ سے ہم زہریلی ہوا پھیپھڑوں میں بھرنے پر مجبور ہیں، اس کا نتیجہ دماغی کارکردگی میں کمی، آنکھ، سانس، پھیپھڑوں اور حلق کی مختلف بیماریوں کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ فضائی آلودگی پیڑوں اور پودوں کے پتوں پر جم کر انہیں آکسیجن خارج کرنے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کرنے سے روکتی ہے اس سے عمارتوں کے رنگ و روغن کو نقصان پہنچتا ہے اور ان میں ٹوٹ کا عمل تیز ہو جاتا ہے۔

تیز آواز مسلسل شور میں بدل جائے تو انسان کی ذہنی اور جسمانی صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ رکشوں، بسوں، موٹر سائیکلوں، تیز آواز میں بجتے ہوئے ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ، فٹ پاتھ پر قائم گیراجوں میں کھٹ کھٹ، دھڑ دھڑ اور اسی نوعیت کی دوسری آوازیں ماحول میں شور کی آلودگی کا سبب بنتی ہیں۔ اس سے ذہنی سکون تباہ ہو جاتا ہے، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کمزور ہو جاتی ہے۔ سر میں درد رہتا ہے، اس کے علاوہ انسان چڑچڑا پن اور ہائی بلڈ پریشر وغیرہ جیسی مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جبکہ اعصابی اور نفسیاتی بیماریاں بھی جنم لیتی ہیں۔

ماخذ: صنعتی آلودگی اور ماحولیاتی قوانین، پاک جرمن انڈسٹریل انوائرنمنٹل پروٹیکشن پروگرام، پشاور

آلودگی پر قابو، سرکاری حکمت عملی

آلودگی پر قابو پانے کے لیے قومی حکمت عملی برائے پائیدار ترقی، این سی ایس کی سفارشات کے مطابق دو کروڑ بیس لاکھ روپے سے آئندہ دس برس میں سات منصوبوں پر عمل کیا جائے گا۔

1۔ صنعتوں کی بناوٹ کو ماحول سے مطابقت رکھنے والا بنانا۔

2۔ بڑی صنعتوں میں کم فضلے اور زیادہ صفائی والی ٹیکنالوجی اپنانا۔

3۔ موجودہ صنعتوں میں آلودگی کم کرنے والے آلات لگانا۔

4۔ شہروں میں قائم چھوٹی صنعتوں کے فضلہ کو جمع کرنا اور اس کے مضر اثرات کو زائل کرنا۔

5۔ تیل صاف کرنے والے کارخانوں کو بہتر بنانا۔

6۔ گاڑیوں کو صحیح حالت میں رکھنا۔

7۔ کمپریسڈ نیچرل گیس (CNG) اسٹیشن قائم کرنا۔

یہ تو ہم بھی کر سکتے ہیں!

لوگ اکثر یہی سوچتے ہیں کہ آلودگی کے خاتمے کے لیے ہم بھلا کیا کر سکتے ہیں؟ ان کا خیال ہوتا ہے کہ ہم گاڑیوں اور فیکٹریوں کا خطرناک دھواں کیسے روک سکتے ہیں؟ یہ سچ ہے کہ کوئی بھی اکیلا شخص یہ سب نہیں کر سکتا، لیکن پھر بھی ہمارے اختیار میں بھی بہت کچھ ہے۔ اگر آ خود کو صرف اس بات کا عادی بنالیں کہ کوڑا کرکٹ نہیں جلائیں گے تو آپ کی اسی ایک عادت سے ہوا میں کئی طرح کے خطرناک جراثیم شامل نہیں ہوں گے۔ اس کے علاوہ کبھی کھدائی کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اس بات کا خیال رکھیں کہ دھول مٹی نہ اڑے۔ اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ گندے نالوں یا گٹروں کو کہیں تو بالکل کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے اور کہیں بالکل ہی ڈھک دیا جاتا ہے۔ اس طرح گیس خارج نہ ہونے کی وجہ سے آگ پکڑنے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے جبکہ گندے نالوں کو کھلا رکھنے سے بھی نقصان وہ گیس خارج ہوتی رہتی ہے اس لیے گٹروں کو مکمل طور پر نہ ڈھکیں۔

لوگ اکثر یہی سوچتے ہیں کہ آلودگی کے خاتمے کے لیے ہم بھلا کیا کر سکتے ہیں؟ ان کا خیال ہوتا ہے کہ ہم گاڑیوں اور فیکٹریوں کا خطرناک دھواں کیسے روک سکتے ہیں؟ یہ سچ ہے کہ کوئی بھی اکیلا شخص یہ سب نہیں کر سکتا، لیکن پھر بھی ہمارے اختیار میں بھی بہت کچھ ہے۔ اگر آ خود کو صرف اس بات کا عادی بنالیں کہ کوڑا کرکٹ نہیں جلائیں گے تو آپ کی اسی ایک عادت سے ہوا میں کئی طرح کے خطرناک جراثیم شامل نہیں ہوں گے۔ اس کے علاوہ کبھی کھدائی کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اس بات کا خیال رکھیں کہ دھول مٹی نہ اڑے۔ اکثر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ گندے نالوں یا گٹروں کو کہیں تو بالکل کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے اور کہیں بالکل ہی ڈھک دیا جاتا ہے۔ اس طرح گیس خارج نہ ہونے کی وجہ سے آگ پکڑنے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے جبکہ گندے نالوں کو کھلا رکھنے سے بھی نقصان وہ گیس خارج ہوتی رہتی ہے اس لیے گٹروں کو مکمل طور پر نہ ڈھکیں۔

ذرا سی توجہ ہمیں بڑی حد تک شور سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے بچاسکتی ہے۔ اگر آپ کی کوئی ورکشاپ یا ایسی کوئی اور دکان ہے یا آپ کسی ایسے کام سے وابستہ ہیں جس سے غیر معمولی شور پیدا ہوتا ہو، تو اپنے طور پر کوشش کریں کہ شور کم سے کم ہو۔ دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی ترغیب دیں اور انہیں بتائیں کہ اس سے نہ صرف دوسرے لوگ بلکہ آپ حود بھی متاثر ہورہے ہیں۔ جلسے جلوسوں یا ایسے دیگر مواقع پر لاؤڈ سپیکر کی آواز سامعین تک محدود رکھیں۔

سال میں کم از کم ایک مرتبہ گھر کے پانی کے ٹینک کی صفائی کرائیں، پانی ابال کر پیئیں، زمینی پانی استعمال کرتے ہیں تو ہر سال پانی ٹیسٹ کرواتے رہیں، گاڑیوں کو فٹ رکھیں بلکہ ممکن ہو تو گاڑی گیس سے چلائیں، اپنے کام اور سونے کی جگہ پر ایک پودا ضرور لگائیں۔

سمندر میں گرنے والے تیل کے اثرات

گزشتہ 25 سال کے دوران دنیا میں کئی مقامات پر خام تیل سمندر میں حادثاتی طور پر بہادیا گیا۔ 25 نومبر 1999 کو ایسا ہی ایک حادثہ پاکستان میں بھی پیش آیا۔ اس واقعے کے نتیجے میں مچھلیوں اور دیگر سمندری حیات کی بڑی تعداد ہلاک ہوئی، تمر کے جنگلات تباہ ہوئے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ غریب مچھیروں کا روزگار بری طرح متاثر ہوا۔ مچھیروں کے مطابق ایک بڑے، بحری جہاز سے تیل سمندر میں گرایا گیا، جبکہ متعلقہ حکام کے مطابق یہ واقعہ محض ایک حادثے کا نتیجہ تھا۔

ایسے ہر موقع پر سمندر کی سطح پر خام تیل کی چادر بچھ جاتی ہے، جسے آئل سلک کہا جاتا ہے۔ بہت زیادہ تیل سمندر میں پھیلے تو اس کے نتیجے میں سمندری حیات پر انتہائی تباہ کن اثرات مرتب ہوتے ہیں، مثلاً خام تیل سمندر کی تہہ میں سمندری حیات کے انڈوں میں داخل ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے انڈوں میں پرورش پانے والے بچے ہلاک ہوجاتے ہیں۔ دوسری طرف یہ مچھلیوں کے گلپھڑوں کو بند کردیتا ہے اور مچھلی کے لئے سانس لینا مشکل ہوجاتا ہے۔ صرف یہی نہیں، بلکہ تیل پرندوں کے پروں پر بھی جم جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اڑ نہیں سکتے۔ اس سے مچھلیوں کی پانی میں تیرنے کی صلاحیت بھی متاثر ہوتی ہے اور ان کے لیے خوراک حاصل کرنا اور خطرے سے دور جانا مشکل ہوجاتا ہے۔ تیل، پانی اور اس میں موجود خوراک کو آلودہ کردیتا ہے، جسے کھانے سے سمندری حیات ہلاک ہوجاتی ہے۔ اس کے علاوہ وہ تمر کے جنگلات کو بھی تباہ کردیتا ہے جن میں مچھلیوں اور جھینگوں کی افزائش ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ تمر کے یہی جنگلات سمندری طوفان کو بھی روکتے ہیں۔

آلودہ سبزیوں سے بچوں کی ذہانت متاثر ہوتی ہے

یہ بات کون نہیں جانتا کہ ترو تازہ سبزیاں صحت کے لیے اچھی ہیں لیکن یہی سبزیاں آلودہ ہوں تو بچوں میں ذہانت کی کمی کا باعث بنتی ہیں۔

1994-96ء کے دوران ہندوستان کی ریاست پنجاب کے محکمہ زراعت نے دو مختلف علاقوں میں رہنے والے 10 سے 12 برس کی عمر کے بچوں میں ذہانت کے معیار کا جائزہ (آئی کیو ٹیسٹ) لیا۔ ایک علاقے میں سبزیوں کی کاشت ٹیوب ویل کے پانی سے، جبکہ دوسرے علاقے میں سیورج (گندے) کے پانی کے ذریعے کی جاتی تھی۔ ان بچوں کے ذہانت کے معیار کے جائزے سے یہ حیرت انگیز بات سامنے آئی کہ ٹیوب ویل کے پانی سے کاشت کی جانے والی سبزیاں کھانے والے بچوں میں ذہانت کی سطح ان بچوں کے مقابلے میں زیادہ تھی، جو سیوریج کے پانی سے کاشت ہونے والی سبزیاں کھاتے تھے۔ مزید تحقیق سے انکشاف ہوا کہ گندے پانی والی سبزیوں میں موجود بھاری دھاتوں کی وجہ سے بچوں کے دماغ متاثر ہوتے ہیں اور ان کی ذہانت کم ہوجاتی ہے۔ یہ دھاتیں بچوں کی جسمانی اور ذہنی افزائش کو متاثر کرتی ہیں۔ تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایسی دھاتیں بچوں کے خون کے سرخ ذرات پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ کیڈمیئم نامی دھات سے جسم میں جست یعنی زنک کی مقدار کم ہوجاتی ہے جس سے بچوں کی ذہانت متاثر ہوتی ہے۔ گندے پانی والی سبزیوں میں سیسے اور سنکھیا (Arscnic) کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ یہ دھاتیں بچوں کے دماغ کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اس کے علاوہ سبزیوں پر چھڑکی جانے والی جراثیم کش دواؤں میں شامل اجزا بھی بچوں میں قوت ارتکاز اور مختلف چیزوں کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت کو کم کرتے ہیں۔

ہمیں سبزیاں استعمال کرتے وقت اس بات کا خیال ضرور رکھنا چاہئے کہ ان کی افزائش کس طرح کے پانی سے کی گئی ہے لیکن اس مسئلے کا اصل حل یہ ہے کہ ہم ماحول کو آبی، زمینی اور فضائی آلودگی سے پاک کریں۔

(بشکریہ دی میڈیکل میگ)

جیل میں بند قیدیوں کی حالت زار کا جائزہ

حیدرآباد 19 نومبر 2013 کو پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق حیدرآباد ٹاسک فورس کی ٹیم نے سینٹرل جیل حیدرآباد کا دورہ کیا۔ ٹیم کے اراکین نے جیل میں قید مرد، خواتین اور بچوں کے حقوق اور رہائشی سہولیات کا جائزہ لیا۔

خاتون قیدیوں کی صورتحال

عورتوں کی جیل میں تین بیرک / سیل اور ایک ہسپتال ہے۔ ہر بیرک میں پانچ الگ الگ کمرے ہیں ہر کمرے کے ساتھ اٹیچ باتھ روم ہیں جو کہ صاف ستھرے تھے۔ عورتوں کی جیل میں قتل۔ منشیات۔ اغوا اور چوری کے جرائم میں ملوث قیدی عورتیں کی تعداد 34 تھی جن میں سے 10 قیدی عورتیں سزا یافتہ اور دیگر مقدمات زیر سماعت ہیں۔ سزا یافتہ اور دیگر مقدمات قیدی عورتوں کے سیل چھوٹے کمرے اور صحن کے ساتھ جس کی چھت اوپر سے آدھی کھلی ہوئی اور لوہے کی مضبوط سلاخیں لگی ہوئی تھیں جن سے سورج کی روشنی اور ہوا با آسانی اندر داخل ہوسکتی تھی اور پنکھوں کی سہولت بھی میسر تھی لیکن اس کے باوجود نومبر کے مہینے میں بھی سیل انتہائی گرم تھا۔ ہر سیل میں ایک قیدی عورت کو رکھا گیا تھا۔ سامنے کی جانب صحن کے گیٹ پر بھی لوہے کی مضبوط سلاخیں لگی ہوئی تھی ۔ ایک سیل میں منشیات کے جرم میں غیر ملکی قیدی عورت تھی۔ جبکہ تین پاکستانی قیدی عورتیں تھیں جن میں ایک اغوا کے جرم میں قید تھی۔ ہر بیرک / سیل کے درمیان لوہے کی مضبوط سلاخوں کا دروزاہ لگا ہوا تھا۔ ایک سیل میں اغوا کیس میں ملوث سوات سے تعلق رکھنے والی قیدی عورت جس کو کراچی سے گرفتار کیا گیا ہے 25 سال کی سزا ہوئی ہے جس میں سے 6 سال کی سزا وہ کاٹ چکی ہے۔ بیرک نمبر 1 میں 14 قیدی عورتوں کو رکھا گیا ہے جن کے ساتھ 2 بچیاں بھی تھیں جن کی عمریں تین سے چار سال تھیں۔ ان کے تعلیم اور کھیلنے کا کوئی انتظام دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس بیرک میں چار واش روم تھے جن کے ساتھ لوہے کی بنی ہوئی چار پائیاں رکھی تھیں ان کے درمیان آدھے فٹ کا فاصلہ تھا۔ بیرک نمبر 3 میں 11 قیدی عورتوں کے لیے صرف 4 چار پائیاں تھیں۔ باقی عورتیں زمین پر بستر لگا کر بیٹھی تھیں اور بیرک تین اطراف سے بند اور ایک جانب سے کھلی ہوئی تھی۔

ہمیں محسوس ہوا کہ کچھ قیدی عورتیں ہمیں کچھ بتانا چاہا رہی ہوں لیکن ڈیوٹی اہلکاروں نے انہیں ہم سے بات نہیں کرنے دی۔ ہر سوال کا جواب قیدی عورتوں کے بجائے ڈیوٹی اہلکار دے رہی تھیں۔ اسی بیرک کی ایک قیدی عورت فہمیدہ جو کہ منشیات کے جرم میں 25 سال کی سزا یافتہ ہے اس نے ٹیم کو بتایا کہ وہ گزشتہ 9 سال سے یہاں قید ہے۔ اس کو تین وقت کا کھانا اور دن میں ایک بار چائے دی جاتی ہے اور باقی سامان اسے اپنے ذاتی پیسوں سے خریدنا پڑتا ہے۔ سزا یافتہ قیدی عورتوں کو سال میں ایک بار تین سوٹ عیدالفطر پر دیے

جیل ہسپتال میں جہاں دو لیڈی ڈاکٹر موجود تھیں دو بیڈ اور ایک ڈریسنگ روم تھا۔ اس وقت ہسپتال میں کوئی قیدی مریضہ نہیں تھی۔ ڈاکٹر کے مطابق ہسپتال میں ڈیلوری کی سہولت موجود ہے اور لیڈی ڈاکٹر شفٹوں میں ہر وقت موجود رہتی ہیں۔

جاتے ہیں۔ فون کرنے کی سہولت حاصل ہے جو تین روپے فی منٹ کے حساب سے ڈیوٹی اہلکار کی موجودگی میں کی جاتی ہے۔ رشتیداروں سے ملاقات کے بارے میں بتایا کہ ہفتے میں دو دفعہ آدھے گھنٹے کے لیے کرائی جاتی ہے۔ عدالت پیشی پر لے جانے کی سہولت بھی میسر ہے۔ بیرک میں پینے کے پانی کے لیے مختلف جگہ پر کولر موجود تھے۔ اس بیرک میں 2 باتھ روم تھے۔ ایک باورچی خانہ اور کپڑے دھونے کی جگہ تھی۔ باورچی خانہ اور بیرک کے درمیان آدھے ایکڑ کا فاصلہ تھا جس میں باغیچہ بنا ہوا تھا۔ جیل میں بہت صفائی نظر آرہی تھی۔

جیل ہسپتال میں جہاں دو لیڈی ڈاکٹر موجود تھیں دو بیڈ اور ایک ڈریسنگ روم تھا۔ اس وقت ہسپتال میں کوئی قیدی مریضہ نہیں تھی۔ ڈاکٹر کے مطابق ہسپتال میں ڈیلوری کی سہولت موجود ہے اور لیڈی ڈاکٹر شفٹوں میں ہر وقت موجود رہتی ہیں۔ عورتوں کی اسپشل جیل کی جیل سپرنٹنڈنٹ منور سلطانہ نے ٹیم کو بتایا کہ 10 سزا یافتہ قیدی عورتوں میں 1 غیر ملکی ہے۔ باقی 24 قیدی عورتوں کے مقدمات زیر سماعت ہیں۔ منور سلطانہ گزشتہ 8 سال سے جیل میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہی ہیں انہوں نے بتایا کہ جیل میں آج تک ایک بھی قیدی عورت کو پھانسی نہیں ہوئی۔

بچوں کے جیل کی صورت حال

بچوں کی جیل میں 55 قیدی بچے موجود تھے جن میں ایک غیر ملکی سمیت 3 غیر مسلم قیدی تھے۔ جن میں ایک بچہ جو کھوکھراپار سے پاک بھارت بارڈر کراس کرنے کے جرم میں قید تھا اس کا کہنا تھا کہ وہ تھیلسیما کے مرض میں مبتلا ہے اور اسے کسی نے بتایا تھا کہ کراچی میں با آسانی خون مل جاتا ہے جس کی وجہ سے اس نے بغیر ٹکٹ ریل گاڑی میں سوار ہوکر پاکستان آنے کی کوشش کی اور میں گرفتار ہوگیا۔ علاج کے بعد اس کی صحت کافی بہتر نظر آرہی تھی۔ بچوں کے بیرک نمبر 1 اور 2 میں بیڈ موجود نہیں تھے۔ بستر زمین پر کونے میں رکھے ہوئے تھے۔ جیل انتظامیہ کے مطابق بچوں کو کھیلنے کے لیے ایک گھنٹہ صبح اور ایک گھنٹہ شام کو دیا جاتا ہے۔ بچوں کی جیل میں 2 سیل زیر مرمت ہیں۔ غیر مسلم بچوں کی عبادت کے لیے کوئی انتظام نہیں ہے۔ جیل میں بھی ایک ایکڑ رقبے پر بہت خوب صورت باغیچہ بھی موجود ہے۔ جیل میں 2 بچے روڈ بلاک کرنے کے جرم میں قید ہیں جو سیاسی قیدی ہیں۔ ان بچوں کا کہنا تھا کہ شروع میں 8 بچے قید ہوئے تھے جن میں سے باقی سب آزاد ہو چکے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ انہیں اپنے اہل خانہ سے ملاقات کی اجازت بھی نہیں دی جاتی۔ وارڈ میں قتل۔ منشیات۔ اغوا۔ چوری اور جھگڑے کے جرائم میں بچے قید ہیں۔ پینے کے پانی کی ایک ٹنکی کسی این جی او کی طرف سے دی گئی ہے۔ جیل میں اسکول، ہسپتال اور لائبریری بھی تھی۔ 25 دن سے اسکول میں استاد نہ آنے کی وجہ سے اسکول بند تھا۔ قیدی بچوں نے بتایا کہ ووکیشنل سینٹر میں بھی کوئی استاد نہیں لیکن وہ سینئر قیدی بچوں سے ہنر سیکھتے ہیں۔ بچوں نے بتایا کہ انہیں فون کرنے کی سہولت حاصل ہے۔

مرد قیدیوں کی جیل کی صورت حال

وفد میں شامل مرد اراکان اور ایک خاتون ایڈووکیٹ رانی تبسم نے ایک ساتھ مردوں کی بیرکس کا دورہ کیا وفد کو سب سے پہلے اس کمرے میں لے جایا گیا جس کو عرف عام میں ملاقاتیوں کا کمرہ کہا جاتا ہے، ملاقاتیوں کا کمرہ ایک برآمدہ نما نظر آیا جس میں تقریبا 20 کے قریب قیدیوں کے لیئے ملاقات کا انتظام کیا گیا ہے۔ ملاقاتیوں اور قیدیوں کے بیچ میں شیشے کی ایک دیوار تھی جبکہ ہر قیدی انٹرکام پر، ملاقات کے لیئے آئے ہوئے اپنے رشتیدار یا ملنے والے سے بات چیت کر سکتا ہے وفد کے آمد کے وقت سارے بوتھ قیدیوں سے بھرے ہوئے تھے جو انکے ساتھ ملنے کے لیئے آئے ہوئے لوگوں سے بات چیت کر رہے تھے، لیکن ہر قیدی کی ہونے والی بات چیت جیل اہلکار کی موجودگی میں ہو رہی تھی، ملاقاتیوں والے کمرے کے بعد وفد کو لئبریری کا دورہ کرایا گیا

> وفد نے جیل کی تقریباً **20** بیرکس اور سیل کا دورہ کیا، ان بیرکس میں پھانسی گھاٹ، بندوارڈ اور بزرگ قیدیوں کی دو بیرکس شامل تھیں جیل سپرنٹنڈنٹ نے بتایا کہ حیدرآباد کی جیل **1894** میں بنائی گئی جو کہ **40** ایکڑ پر مشتمل ہے جیل میں **42** بیرکس اور **234** سیل ہیں جن میں سے **11** بیرکس اور **65** سیل اس وقت زیر استعمال نہیں کیونکہ ان کی مرمت کا کام جاری ہے ہر بیرک میں **50** قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش ہے جبکہ ایک سیل میں **5** سے **7** قیدی رکھے جاتے ہیں انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس جیل میں **1527** قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش ہے جبکہ اس وقت **2127** قیدی موجود ہیں۔ مختلف بیرکس کے بیشتر قیدیوں کی عدالتوں سے زیادہ شکایت سننے کو ملیں۔ قیدیوں کا کہنا تھا کہ عدالتوں میں ان مقدمات کی سماعت نہیں ہوتی۔ قیدیوں کا کہنا تھا کہ جیل میں بعض قیدی ایسے بھی ہیں جو کہ اپنے جرم کی سزا سے بھی زائد عرصہ جیل میں گزار چکے ہیں، جبکہ ابھی ان کو جرم کی سزا ملنا باقی ہے۔ کچھ قیدی ایسے بھی تھے جن کی سزا تو پوری ہو چکی ہے لیکن ان کے پاس جرمانے کی رقم نہ ہونے کی وجہ سے وہ مزید سزا بھگت رہے ہیں۔

وفد نے لئبریری کے آؤٹ ورڈ رجسٹر کا معائنہ کیا تو نظر آیا کہ ایک مہینے کے دوران 20 یا 25 قیدیوں نے کتابیں جاری کروائی تھیں اور یہی اعداد وشمار سارے سال کے مختلف مہینوں کے دوران جاری ہونے والی کتابوں کے متعلق تھے۔ کچھ قیدیوں نے غیر معیاری کھانے کی شکایت کی تھی۔ اس موقع پر انتظامیہ کی جانب سے وفد کو بتایا گیا کہ قیدیوں کو معیاری کھانا فراہم کیا جاتا ہے۔ قیدیوں نے کہا کہ انہیں بہتر کھانا فراہم کیا جارہا ہے۔ وفد نے جیل کی تقریباً 20 بیرکس اور سیل کا دورہ کیا، ان بیرکس میں پھانسی گھاٹ، بندوارڈ اور بزرگ قیدیوں کی دو بیرکس شامل تھیں جیل سپرنٹنڈنٹ نے بتایا کہ حیدرآباد کی جیل 1894 میں بنائی گئی جو کہ 40 ایکڑ پر مشتمل ہے جیل میں 42 بیرکس اور 234 سیل ہیں جن میں سے 11 بیرکس اور 65 سیل اس وقت زیر استعمال نہیں کیونکہ ان کی مرمت کا کام جاری ہے ہر بیرک میں 50 قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش ہے جبکہ ایک سیل میں 5 سے 7 قیدی رکھے جاتے ہیں انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس جیل میں 1527 قیدیوں کو رکھنے کی گنجائش ہے جبکہ اس وقت 2127 قیدی موجود ہیں۔ مختلف بیرکس کے بیشتر قیدیوں کی عدالتوں سے زیادہ شکایت سننے کو ملیں۔ قیدیوں کا کہنا تھا کہ عدالتوں میں ان مقدمات کی سماعت نہیں ہوتی۔ قیدیوں کا کہنا تھا کہ جیل میں بعض قیدی ایسے بھی ہیں جو کہ اپنے جرم کی سزا سے بھی زائد عرصہ جیل میں گزار چکے ہیں، جبکہ ابھی ان کو جرم کی سزا ملنا باقی ہے۔ کچھ قیدی ایسے بھی تھے جن کی سزا تو پوری ہو چکی ہے لیکن ان کے پاس جرمانے کی رقم نہ ہونے کی وجہ سے وہ مزید سزا بھگت رہے ہیں۔ ایک قیدی ایسا بھی ملا جس نے اپنے سزا کے 14 سال تو پورے کر لئے ہیں لیکن جرمانے کی ادائیگی کے لیے پانچ لاکھ کی رقم نہ ہونے کی وجہ سے وہ ابھی تک جیل میں ہے۔ جیل انتظامیہ کا کہنا تھا کہ انہوں نے افسران بالا کو لکھا ہے کہ انسانی بنیادوں پر ان کے مقدمات کا جائزہ لیکر ان کی رہائی کے انتظامات کیئے جائیں تاہم اس سلسلے میں انہیں جواب نہیں ملا۔ جیل میں جہادی قیدیوں کے وارڈ کا دورہ سیکورٹی وجوہات کی بنیاد پر وفد کو نہیں کرایا گیا۔ پھانسی گھاٹ میں رکھے ہوئے مجرم قیدیوں کے بھی صاف ستھرے کپڑے تھے، کچھ قیدیوں نے شیو بھی کیا ہوا تھا، لیکن ان سزائے موت کے قیدیوں نے بھی شکایت کی کہ ان کے مقدمات سپریم کورٹ اور ھائی کورٹ میں چل رہے ہیں۔ سماعت کی رفتار انتہائی سست ہے۔

پھانسی کے بعد ٹیم کے اسرار پر اسے بندوارڈ کا دورہ کرایا گیا جو مختلف وارڈز پر مشتمل تھا۔ ہر سیل میں 5 سے 7 قیدی تھے۔ وارڈ کنڈیشن اچھی تھی، قیدیوں کے کپڑے بھی صاف تھے کسی قیدی کو ڈنڈا بیڑی لگی ہوئی نہیں تھی اس وارڈ میں ایک ہندوستان کا قیدی بھی تھا جس کا کہنا تھا کہ وہ راجستان کا رہائشی ہے اور بارڈر پار کر کے پاکستان میں داخل ہوا تو پکڑا گیا اور تین سال تک اسے فوج نے اپنی تحویل میں رکھ کر 3 سال کی سزا سنائی جبکہ 6 سال قید کاٹنے کے بعد اسے رہا نہیں کیا گیا۔ قیدی نے بتایا کہ وہ انڈیا میں پاکستان کی ایجنسی ایف آئی اے کے لئے کام کرتا تھا، جبکہ اس کے پاس اُس کا کوئی ثبوت نہیں تھا۔ بعد میں ٹیم نے جیل کے ہسپتال کا دورہ کیا۔ جیل میں 17 بیڈ کا ایک وارڈ ہے۔ وارڈ میں 10 کے قریب مریض قیدی بیڈز پر لیٹے ہوئے تھے، جنہوں نے دوائیاں وغیرہ نہ ملنے کی کوئی شکایت نہیں کی، ہسپتال میں او پی ڈی روم، ایکسرے مشین، الٹرا ساؤنڈ مشین، ڈینٹل یونٹ، ایچ آئی وی سینٹر، منی لیب اور میڈیکل فارمیسی دکھائی گئی، ہسپتال میں رکھی ہوئی تمام مشینیں یوں لگتا تھا کہ وہ کسی شوروم میں رکھی ہوئی ہیں، اور ان کا استعمال کبھی بھی نہیں ہوا۔ ڈاکٹر پیر منظور نے بتایا کہ ہسپتال میں سی ایم او کے علاوہ 3 میڈیکل آفیسر ہیں جن میں ہر ایک 8 گھنٹے ڈیوٹی دیتا ہے۔ ڈاکٹر پیر منظور نے بتایا کہ حال ہی میں صرف ایک قیدی نے دل برداشتہ ہو کر خودکشی کی ہے جبکہ لاڑکانہ سے آئے ہوئے ایک قیدی کو ایچ آئی وی کی تشخیص ہوئی جس کو دوسرے قیدیوں سے الگ رکھا گیا ہے۔ ڈاکٹر نے جیل میں کسی قیدی پر تشدد ہونے کی مکمل تردید کی اور بتایا کہ ہیپاٹائٹس کے قیدیوں کا بھی علاج کیا جارہا ہے۔ واپسی میں جیل سپرٹینڈنٹ نے بتایا کہ 2008 سے 2011 تک جیل میں مختلف مواقع پر ہنگامے ہوتے رہے ہیں جبکہ جیل ٹوٹنے کا کوئی واقعہ ابھی تک پیش نہیں آیا جیل میں قیدیوں کی مشقت کے لئے فیکٹری اور ورکشاپ وغیرہ بھی موجود ہیں۔ یہ بات خاص طور پر نوٹ کی گئی کہ جب بھی کسی قیدی سے جیل میں ہونے والی کسی ناانصافی کے متعلق بات کی جاتی تھی تو وہ اس سوال پر خاموش ہو جاتا تھا۔ قیدیوں نے کہا کہ جج صاحبان دورے پر تو آتے ہیں لیکن کسی قیدی کو کوئی ریلیف نہیں ملتا سینٹرل۔ جیل حیدرآباد میں قیدیوں کو دینی تعلیم دینے کے سلسلے میں ایک حافظ قرآن مقرر ہے جبکہ قیدیوں کے لئے تعلیم کا کوئی علیحدہ انتظام نہیں ہے۔

سفارشات

- ☆ قیدیوں کے مقدمات کی فوری سماعت کے انتظامات کو یقینی بنایا جائے۔
- ☆ جو قیدی جرمانے کی رقم ادا کرنے سے قاصر ہیں ریاست ان کے واجبات کی ادائیگی کا بندوبست کرے اور انہیں رہائی دی جائے۔ قیدیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھنے کے لئے کلوز سرکٹ کیمرے لگائے جائیں۔
- ☆ جیل کا باورچی خانہ کسی ٹھیکیدار کو دینے کے بجائے، سیلانی ٹرسٹ، ایدھی یا کسی مخیّر ادارے کو دیا جانا چاہئے تا کہ قیدیوں کو مناسب خوراک کی فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے
- ☆ قیدیوں کو ایسے ہنر سکھائے جائیں جس سے وہ آزادی کے بعد باعزت روزگار کما سکیں، ان میں پڑھے لکھے قیدیوں کے لئے کمپیوٹر کی ٹریننگ کا بندوبست بھی کیا جائے۔
- ☆ جیل میں قید بزرگ بیمار قیدیوں کے لئے ان کو رہائی دلانے کے انتظامات کئے جائیں۔
- ☆ معمولی نوعیت کے مقدمات میں ملوث بچوں اور عورت و مرد قیدیوں کے مقدمات تصفیہ کیا جائے۔

وفد میں جمیل الرحمٰن ایڈووکیٹ، ایم اے لغاری سینئر صحافی، محترمہ رانی تبسم ایڈووکیٹ، ڈاکٹر ظفر عباسی سول سوسائٹی، جناب عباس گادا ایڈووکیٹ، جناب محمد علی لغاری صحافی، ڈاکٹر اشوتھا ما، مسرت حسین شاہ، فہمیدہ جروار صحافی، ریحانہ چنتر، پروین شیخ، زرینہ نواز ایڈووکیٹ شامل تھے۔

(ایچ آر سی پی، حیدر ٹاسک فورس)

تشدد، فرقہ پرستی اور انتہا پسندی

زاہدہ حنا

گزشتہ صدیوں میں ہمارے شاعروں، ادیبوں، دانشوروں نے اپنا اپنا کام کیا اور ابد کے سفر پر روانہ ہوئے۔ ان سے کوئی یہ نہیں پوچھتا تھا کہ صاحب آپ نے انسانوں کے حقوق کو بڑھاوا دینے اور اس کی حفاظت کے لیے کتنا کام کیا۔ نئی نسل کی رہنمائی کا فریضہ آپ نے انجام دیا بھی یا نہیں۔ یہ وہ معاملات ہیں جن پر مغرب میں آج سے نہیں صدیوں سے توجہ دی گئی۔ میگنا کارٹا جہاں 1215ء میں مرتب اور منظور ہوا ہو وہاں تو پھر یہی ہونا تھا۔ انسانی حقوق کے تحفظ اور ادیبوں کی ذمہ داریوں کے حوالے سے یورپ اور امریکہ میں دانشوروں نے اپنے قلم سے شاندار لڑائیاں لڑیں۔ انقلاب فرانس کے لیے روسو، والٹیر، دیدرو اور دوسروں نے راہ ہموار کی تھی، اسی طرح تھامس پین اور دوسروں نے انقلاب امریکہ برپا کرنے میں اپنا حصہ ڈالا تھا۔

کچھ دنوں سے یہ روایت اب ہمارے یہاں بھی آ پہنچی ہے اور ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان نے انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے اپنی بساط سے بڑھ کر کام کیا ہے، جسٹس (ر) دراب پٹیل، آئی اے رحمان، عاصمہ جہانگیر، حنا جیلانی، اقبال حیدر اور دوسرے بہت سے نام ہیں۔ جنہوں نے اس ادارے کو قائم کیا اور پھر اس کے استحکام کے لیے کام کرتے رہے۔ جناب آئی اے رحمان ایک طویل عمر گزار کر بھی کسی نوجوان کی طرح سرگرم نظر آتے ہیں۔ ان کی سرگرمی میں گزشتہ برس سے ایچ آر سی پی نے انسانی حقوق کے حوالے سے ادیبوں اور فنکاروں کے کردار پر خصوصی توجہ دی ہے۔ 2012 میں کمیشن نے کراچی، کوئٹہ، لاہور اور پشاور میں ادیبوں اور فنکاروں کے کنونشن منعقد کئے جن میں بھرپور بحثیں ہوئیں اور پھر انہیں کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔ اس تجربے کو آگے بڑھاتے ہوئے 7 دسمبر 2013 کو لاہور میں ادیبوں اور فنکاروں کا ایک قومی کنونشن منعقد ہوا جس میں نوجوانوں کے مسائل اور ادیبوں اور فنکاروں کی ذمہ داریوں کے حوالے سے گفتگو ہوئی۔ میزبان کی حیثیت سے اس بحث کا آغاز کرنے سے پہلے آئی اے رحمان صاحب نے بیسویں صدی میں پیدا ہونے اور اکیسویں صدی میں رخصت ہونے والے عظیم مدبر اور دانشور نیلسن منڈیلا کو یاد کیا۔ ایک نوجوان کے طور پر منڈیلا نے اپنی قوم سے جو پیمان وفا باندھا تھا اس کا ذکر کرتے ہوئے رحمان صاحب نے ہمارے نوجوانوں کو یاد دلایا کہ منڈیلا کی زندگی ایک روشن چراغ ہے جو ہمیں اندھیروں میں راستہ دکھاتی ہے۔ نیلسن منڈیلا کی یاد میں ایک منٹ کی خاموشی اختیار کی گئی۔ اصغر ندیم سید اس اجلاس کی کمپیئرنگ کر رہے تھے اور منو بھائی اس کے مہمان خصوصی تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ایک ایسے زمانے میں جب ملک میں نفرت، انتہا پسندی، عدم رواداری اور دہشت گردی کی آندھی چل رہی ہو، یہ ادیبوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ امن، عدم تشدد، وسیع المشربی اور انسان دوستی کا پیغام پھیلائیں۔ دراب پٹیل ہال میں اس روز پشاور سے آئے

کچھ دنوں سے یہ روایت اب ہمارے یہاں بھی آ پہنچی ہے اور ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان نے انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے اپنی بساط سے بڑھ کر کام کیا ہے، جسٹس (ر) دراب پٹیل، آئی اے رحمان، عاصمہ جہانگیر، حنا جیلانی، اقبال حیدر اور دوسرے بہت سے نام ہیں۔ جنہوں نے اس ادارے کو قائم کیا اور پھر اس کے استحکام کے لیے کام کرتے رہے۔ جناب آئی اے رحمان ایک طویل عمر گزار کر بھی کسی نوجوان کی طرح سرگرم نظر آتے ہیں۔ ان کی سرگرمی میں گزشتہ برس سے ایچ آر سی پی نے انسانی حقوق کے حوالے سے ادیبوں اور فنکاروں کے کردار پر خصوصی توجہ دی ہے۔

ہوئے شین شوکت، کوئٹہ سے گل زمان خٹک، چارسدہ سے حیات روغنی، کوئٹہ سے اسیر عبدالقادر، کراچی سے اجمل کمال، سوات سے پرویش شاہین، حیدرآباد سے امر سندھو اور کراچی سے سحر انصاری نے شرکت کی۔

نوجوانوں کے مسائل کے حوالے سے میرا کہنا تھا کہ آج ہمیں اپنے نوجوانوں کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرانی چاہئے کہ نیلسن منڈیلا نے اپنی جوانی کیسے گزاری تھی اور سیاسی، سماجی اور ادبی میدان میں کس قدر کام کیا تھا۔ نوجوان منڈیلا نے 1955 میں جنوبی افریقہ کے غلام، سیاہ فام عوام کو فریڈم چارٹر دیا جسے فرانس اور امریکہ کے آزادی کے میثاق کے برابر رکھا جاتا ہے اور پھر 27 برس ایک زندانی کے طور پر بسر کئے۔ ہمارے آج کے نوجوانوں کو منڈیلا کی اس زندگی کے بارے میں جاننے کی ضرورت ہے جو اس نے ایک بچے کی طرح وادیوں اور جنگلوں میں ہواؤں کے ساتھ گزاری اور پھر فریڈم چارٹر لکھا، ایک عظیم سیاسی جدوجہد کو تکمیل تک پہنچایا اور وہ کتاب تحریر کی جس کا ایک ایک لفظ پڑھنے اور سمجھنے کے قابل ہے۔ میں نے کہا اس وقت مجھے راج کپور یاد آ رہا ہے جو گنگناتا تھا آوارہ ہوں، آسمان کا تارہ ہوں۔ اور اس کا گیت سن کر ہمارے لہو میں بھنور پڑتے تھے اور ہم انقلاب اور مزاحمت کا خواب دیکھتے تھے اور اس راستے پر چلتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب صرف ادیب اور شاعر ہی نہیں ہمارے فلم ساز، گیت نگار اور سٹیج پر کام کرنے والے بھی نوجوانوں کی آنکھوں میں خواب رکھتے تھے۔ آج ہم رواداری کی بات کرتے ہیں لیکن اپنے نوجوانوں کو ٹیگور کا 'کابلی والا' نہیں دکھاتے جس میں مذہب، زبان اور علاقے کی تمام دیواریں گر جاتی ہیں اور آنکھوں میں امڈ آنے والے آنسو طبقات، زبان اور مذہب کی تفریق کو بہالے جاتے ہیں۔ آج ہم این جی او کی ملازمت کرنے والے نوجوانوں سے ناراض ہوتے ہیں لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ نوجوان ہر زمانے میں حکمران طبقات کے اقتدار کے لیے ایندھن بنتے رہے ہیں۔ ہندوستان کی تاریخ یاد کیجئے جب پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں ہمارے لاکھوں نوجوان غیر کی جنگ کا نوالہ بن گئے تھے لیکن اسی زمانے میں ٹیگور گیتان جلی لکھ رہے تھے۔ کرشن چندر سے منٹو تک بے شمار ادیب وہ لکھ رہے تھے جس پر آج بھی ہم فخر کرتے ہیں۔

میرا کہنا تھا کہ پاکستانی زبانوں کے ادب کی تاریخ لکھی جائے گی تو اس میں سب سے چوکھا رنگ سندھی ادب کا ہوگا۔ مجھے سندھی ادیب اخلاق انصاری یاد آتا ہے۔ ان کی کہانیاں جبر کے ان موسموں کی مصوری کرتی ہیں جو ہمارے آنگنوں میں اترے اور پھر ٹھہرے رہے۔ ان کے نوجوان کرداروں کی آنکھوں میں خواب ہیں۔ آزاد فضا میں سانس لینے اور اپنے خوابوں کو اگلی نسلوں کی آنکھوں میں کاشت کرنے کے خواب۔ انقلاب کی یہ خواہش کہیں نوشتہ دیوار نہ بن جائے اسی لیے حاکموں کے حکم سے دیواروں پر خاردار تار بچھا دیئے جاتے ہیں۔ ایسی رتوں اور راتوں میں کچھ نوجوان ایسے بھی ہوتے ہیں جو اجتماعی اور انقلاب کی خواہش میں اپنے پشت کو دیوار بنا لیتے ہیں۔ احتجاج اور انقلاب کی آرزو کو اپنی قمیضوں پر لکھ کر انہیں پہن لیتے ہیں اور پھر بستی کی گزرگاہوں سے، قلعے کی فصیلوں تک پھیرے ڈالتے ہیں۔ ان کی کہانیوں میں منصور کی شریعت پر بیعت کرنے والے ان نوجوانوں کا صرف وفور ہی نہیں ہے زندگی کا یہ رخ بھی ہے کہ پھر ان میں سے کچھ

کی سانس کیسے اکھڑتی ہے۔ وہ جو دمشن کے دربار میں سر اٹھانے کی بات کرتے تھے، پھر کس طرح سرکار کی دہلیز پر سر رکھ دیتے ہیں۔ کوئی 'ایک' آخر تک انکاری رہا لیکن کہانیاں یہ کب کہتی ہیں کہ اس 'ایک' کا انجام کیا ہوا ہے۔

یہی کیفیت اردو، پنجابی، پشتو، سرائیکی، ہندکو اور بلوچی کے لکھنے والوں کی ہے۔ مزاحمت اور آزادی کے لیے جس طرح جوان لہو ابلتا ہے اور اپنی اپنی زبانوں میں اس کا اظہار کرتا ہے۔ اس کی جھلکیاں ہمیں دنیا کے بڑے ادب میں نظر آتی ہیں۔ ہماری تمام زبانوں کے ادیبوں نے ظلم زیادتی اور سیاسی امتیازات کے خلاف نوجوانوں کے سینے میں مزاحمت اور بغاوت کی آگ دہکائی۔ اس روز سحر انصاری اور سعادت سعید کہہ رہے تھے کہ ہمیں اپنے نوجوانوں کی آنکھوں میں دھرتی سے محبت کے خواب رکھنے چاہئیں۔ اپنی جڑوں سے کٹ کر باہر چلے جانے والے کٹی پتنگ ہوجاتے ہیں۔ امر سندھو بھی یہی کہہ رہی تھیں۔

اس کنونشن میں ہم نے سوات سے آئے ہوئے ادیب پردیش شاہین کو سنا اور دیکھا۔ انہوں نے اپنی گرہ سے اپنے علاقے میں ایک میوزیم بنایا تھا جس میں گندھا را تہذیب کی یادگاریں، مہاتما بدھ کے مجسمے اور ہزاروں نادر کتابیں اور مخطوطے تھے۔ لیکن جب ان کے علاقے پر طالبان نے دھاوا بولا اور پرویش نے نایاب مجسموں اور نادر کتابوں کو بچانے کی کوشش کی تو کتابوں کو آگ لگا دی گئی، مجسمے توڑ دیئے گئے، انہیں بری طرح زدوکوب کیا گیا اور حملہ آور انہیں مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے۔ وہ بچ گئے لیکن بدن کے ساتھ ہی ان کی روح پر جو زخم آئے ہیں، وہ انہیں چین سے نہ جاگنے اور نہ سونے دیتے ہیں۔ ان کا ایک ہاتھ چھوٹا ہوگیا ہے۔ اور نوالہ چبانا ان کے لیے ایک سوا ہے۔ ان پر جو گزری وہ ایک ایسی المناک داستان ہے جس کو سن کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ پرویش کے گھر سے چند گھر چھوڑ کر ملالہ یوسف زئی بھی رہتی تھی۔ سوات کے ان پرامن لوگوں کی علم دوستی اور تہذیب وثقافت سے ان کا عشق ان لوگوں کے لیے سزا بن گیا۔ اس روز میں یہی سوچتی رہی کہ ہم جو لکھنے والے ہیں، ہماری اس کے سوا اور کیا ذمہ داری ہوسکتی ہے کہ ہم اپنے دل زدہ لوگوں کے دکھ سکھ میں شریک ہوں اور اپنے قلم سے تشدد، فرقہ پرستی، عدم رواداری اور انسان دشمنی کے خلاف لکھتے رہیں۔

آئی اے رحمان صاحب نے کیا خوب کیا کہ ادب اور فنون لطیفہ سے تعلق رکھنے والوں کو ان کی ذمہ داریوں کے حوالے سے باشعور کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ کچھ دنوں سے ہمارے یہاں عسکریت پسندی کی جو آندھی چلی ہے۔ اس میں امن اور انسانیت کے چراغ روشن کرنا ادیبوں اور فنکاروں کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ (بشکریہ روزنامہ ایکسپریس)

اقلیتوں کا مقام ضیاء دور میں زوال پذیر ہوا

(کراچی) 19 دسمبر کو پاکستان امریکن ثقافتی سنٹر میں "پاکستان ایک آزاد معاشرہ" کے عنوان پر ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی شخصیات نے شرکت کی۔ خواتین کے حقوق کی کارکن محترمہ حلدہ سعید نے کہا کہ مذہبی اقلیتوں کے خلاف معاشرے میں پائے جانے والے تعصّبانہ رویے کے ذمہ دار سابق آمر ضیاء الحق ہیں۔ اُن کا کہنا تھا کہ اقلیتوں کے خلاف بننے والے قانون کا نشانہ صرف اقلیتیں ہی نہیں بنیں بلکہ اکثریتی مذہب کے لوگ بھی بنے ہیں۔ ماضی کے دنوں کو یاد کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آج کا معاشرہ ایسا نہیں ہے جیسے ماضی میں تھا۔ ہم جوش وخروش سے ایک دوسرے کے تہواروں میں شرکت کرتے تھے۔ تمام کمیونٹیاں برابری کے اصول پر زندگی بسر کررہی تھیں۔ حتیٰ کہ ہمیں یہ بھی خیال نہیں آتا تھا کہ ہم ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ مسلمان، مسیحی، ہندو اور پارسی مذہبی اختلافات سے مکمل طور پر بے خبر تھے۔ اصطلاح "اقلیت" کا استعمال نہیں ہوتا تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم خود کو قوم کے ایک بڑے حصے کا جز سمجھتے تھے۔ خود کو ایک ملک کا شہری سمجھتے تھے۔ چنانچہ ہمیں خود کو کم اہم شہری محسوس کرنے پر مجبور کیوں کیا جارہا ہے۔ ضیاء دور کے رجعت پسند قوانین کا حوالہ دیتے ہوئے اُنہوں نے ایک مثال بیان کی جس میں فہمیدہ نامی خاتون اور اللہ بخش نامی شخص کو ظالمانہ سزاؤں کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ مرد کو کوڑے لگائے تھے جبکہ خاتون کو سنگسار کرکے مار دیا گیا تھا محض اس وجہ سے کہ اُنہوں نے مرضی کی شادی کی تھی۔ اُن کا کہنا تھا کہ چیزیں ایسی نہیں تھیں جیسے تقسیم ہندوستان کے بعد بنگلہ دیش کے قیام کے بعد رخ اختیار کرگئیں۔

معروف سماجی ورکر ڈاکٹر رُتھ پفاؤ نے بھی ملک کی موجودہ صورتحال پر اسی قسم کے افسوس کا اظہار کیا۔ اُنہوں نے 1965ء میں قصہ خوانی بازار کے اپنے پہلے دورے سے حالیہ دورے کو تشبیہ دیتے ہوئے کہا کہ آج پاکستان ماضی کی طرح کا آزاد معاشرہ نہیں ہے۔ اُنہوں نے قدامت پسند اقدار اور تعصّبات کا حوالہ دے کر کہا کہ چیزیں نمایاں طور پر تبدیل ہوگئی ہیں۔ ڈاکٹر پفاؤ برطانوی شہریت کی حامل ہیں اور پاکستان کے قیام کے ابتدائی دنوں سے یہاں قیام پذیر ہیں اور غریب افراد کی ضروریات کو پورا کرنے کی جدوجہد کررہی ہیں۔

سائرس کاؤس جی نے ایک ایسے پراجیکٹ کے ساتھ اپنی وابستگی کا ذکر کیا جس کا مقصد جنگ عظیم دوئم کے بعد کا برآمد اسلحہ کو سمندر میں پھینکنا تھا۔ چنانچہ وہ کراچی بندرگاہ کے ساتھ بہت قریب سے وابستہ تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ تقسیم ہندوستان کے بعد افرادی قوت میں تمام لسانی شناختوں کے افراد شامل تھے۔ گجراتی، کچھی، پنجابی، مسلمان، ہندو، مسیحی شامل تھے۔ اُنہوں نے مزید کہا کہ بعدازاں آہستہ آہستہ اقلیتوں کو بندرگاہ سے بار دھکیل دیا گیا۔ اُن کا یہ بھی کہنا تھا کہ بڑھتے ہوئے ناروا سلوک کے باعث یہاں پارسیوں تعداد اب 1,700 سے 1,800 تک رہ گئی ہے۔

کراچی گرائمر سکول کی رئٹائیرڈ ٹیچر نارمہ فرنینڈس نے شعبہ تعلیم کے ساتھ اپنی وابستگی کا ذکر کیا۔ اُن کا کہنا تھا کہ اُن کے خاندان کے بیشتر افراد بیرون ملک منتقل ہوگئے تھے۔ مگر اُنہوں نے ایسا نہ کیا۔ "میں نے جو کچھ کیا ہے اُس پر مجھے خوشی ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں نے وہ کام کیا ہے جو مجھ سے

معروف سماجی ورکر ڈاکٹر رُتھ پفاؤ نے بھی ملک کی موجودہ صورتحال پر اسی قسم کے افسوس کا اظہار کیا۔ اُنہوں نے 1965ء میں قصہ خوانی بازار کے اپنے پہلے دورے سے حالیہ دورے کو تشبیہ دیتے ہوئے کہا کہ آج پاکستان ماضی کی طرح کا آزاد معاشرہ نہیں ہے۔ اُنہوں نے قدامت پسند اقدار اور تعصّبات کا حوالہ دے کر کہا کہ چیزیں نمایاں طور پر تبدیل ہوگئی ہیں۔ ڈاکٹر پفاؤ برطانوی شہریت کی حامل ہیں اور پاکستان کے قیام کے ابتدائی دنوں سے یہاں قیام پذیر ہیں اور غریب افراد کی ضروریات کو پورا کرنے کی جدوجہد کررہی ہیں۔

سرزرد ہونے کی توقع تھی"۔

تاہم ہندو کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے وکیل اور انسانی حقوق کے کارکن امرناتھ موٹومل نے پاکستان کے لیے تعریفی کلمات کہے اور کہا کہ یہاں ہندو کمیونٹی کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا گیا تھا۔ "پاکستان ہندوؤں کے لیے باعث رحمت ہے۔ یہ ہمارا گھر ہے"۔

اُنہوں نے صرف ہندو لڑکیوں کی مسلمان جاگیرداروں کے ہاتھوں اغواء کے بعد جبری تبدیل مذہب کے بعد اُن کے ساتھ جبری نکاح کو تنقید کا نشانہ بنایا

اُنہوں نے اس امر پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حتیٰ کہ 12 سالہ لڑکیوں کو اغواء کرکے اُن کا زبردستی مذہب تبدیل کیا جاتا ہے اور جبری نکاح کیا جاتا ہے۔ مگر عدالتیں بھی اُنہیں اُن کے والدین سے ملاقات کی اجازت نہیں دیتی ہیں۔ اُنہوں نے مزید کہا کہ حکومت انتہا پسندوں سے خوف کے باعث اُن کے کیخلاف کارروائی کرنے سے خوف زدہ ہے۔ (انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ دی نیوز)

منڈیلا کی پراثر شخصیت

آئی۔اے۔رحمان

وہ تمام افراد جو نیلسن منڈیلا کی خوبیوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں وہ ان خصوصیات کی بات کرتے ہیں جو ان کی نظر میں قابل تعریف ہونی چاہئیں لہذا وہ مختلف واقعات سے ان کا ذکر کرتے ہیں لیکن وہ اپنی ان تمام خوبیوں اور کارناموں سے زیادہ عظیم شخصیت تھے۔ان کی زندگی کا تذکرہ ان کی 27 سالہ قید، ان کی رہائی اور جنوبی افریقہ کے پہلے سیاہ فام صدر کے طور پر ان کی تقرری کے ذکر کے بغیر نامکمل ہوگا۔لیکن ان کی زندگی ایسے نمایاں کارناموں سے بھری ہوئی ہے جس کا مطالعہ سیاست اور سماجی تبدیلیوں کے ایک طالب علم کے لیے بے حد مفید ہوگا۔

عدالت میں جب 46 سالہ منڈیلانہیں یہ کہا کہ ''ان کا ایک آزاد اور جمہوری معاشرے کا تصور وہ ہے جس میں تمام لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر زندگی گزارنے کے برابر مواقع میسر ہوں'' ایک ایسا مقصد جس کے لیے انہیں موت بھی قبول تھی، انہوں نے اپنے نصب العین کا تذکرہ کیا تھا لیکن اس کو حاصل کرنے کے طریقے کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔ کیونکہ ان کے نقطہ نظر میں یکسر تبدیلی آرہی تھی، ایک سخت گیر طاقت کے استعمال کے حامی شخص سے تبدیل ہوکر ایک امن کے پیامبر کے طور پر۔منڈیلا کی زندگی کے ان سالوں کو یاد کرنا ایک اچھی بات ہے جب وہ ایک جنگجو انقلابی یا ''دہشت گرد'' جیسا کہ انہیں مسز تھیچر اوران کے حواری کہتے تھے۔

افریقی نیشنل کانگریس (اے این سی) منڈیلا کی سیاسی مادر علمی کا طریقہ کار دراصل عدم تشدد تھا۔منڈیلا کی دلیل یہ ہے کہ عدم تشدد کی طویل جدوجہد کی ناکامی کے بعد طریقہ کار میں تبدیلی ضروری تھی۔ 1961 میں انہوں نے اے ایس سی سے الگ ہوکر اوم کھونٹو نامی ایک تنظیم قائم کی جس کا مقصد تخریبی کارروائی کرنا تھا۔طریقہ کار میں اس تبدیلی کا عزم پرتشدد جدوجہد کی ایک غیر معمولی دستاویز ہے۔ یہ ایک ایسا تصور ہے جس کو حالیہ سالوں میں بری طرح سے مجروح کیا گیا۔تخریبی کارروائیاں حکومتی تنصیبات پر کی جاتی تھیں۔ لیکن اس سے انسانی جانوں کو کوئی خطرہ نہیں تھا۔ کچھ تخریبی کارروائیاں کی بھی گئیں تھیں۔ بعدازاں، منڈیلا نے کئی افریقی ممالک کا دورہ بھی کیا تاکہ اپنی فوجی مہموں کے لیے حمایت حاصل کی جاسکے اور اپنے سپاہیوں کے ساتھ الجیریا کی گوریلا جنگ کے تجربہ کار فوجیوں سے تربیت بھی حاصل کی۔ منڈیلا کی عدم تشدد کے ذریعہ جدوجہد کی جانب واپسی کیسے ہوئی اور وہ امن برداشت اور مصالحت کے علمبردار کیسے بنے؟ آزادی کی سمت اپنے طویل سفر کا تفصیلی ذکر انہوں نے خود کیا ہے لیکن شائد ان کے نقطہ نگاہ میں تبدیلی کی اصل وجہ وہ بین الاقوامی رائے عامہ کی طاقت تھی جو افریقی نوجوانوں کے حق میں ہوگئی تھی۔ ایک طرف تو دنیا کی سامراجی طاقتیں جنوبی افریقہ کی نسلی عصبیت کی حکومت کے خلاف تیسری دنیا کے پابندی لگانے کے مطالبات کی مزاحمت کررہی تھی۔ ماسوائے کھیلوں کی دنیا کے نکالے جانے کے دوسری طرف دنیا بھر میں رابن آئی لینڈ کے قیدی کی حمایت میں مظاہروں نے نسل پرستی کے غیر لچکدار حمایتیوں کی کمر توڑ دی تھی۔ ایک نئے سیاسی عقیدے کو اختیار کرنے کے عمل سے منڈیلا کی ہمہ گیر تربیت کا آغاز ہوا۔انہوں نے رابن آئی لینڈ کے بنجر زمین کو دیکھا تو اس پر اپنی سرزمین اوراس کے پھول پودوں سے محبت اور اس کے لوک گیتوں کی خوبصورتی کا نئے سرے سے احساس ہوا۔

عدالت میں جب 46 سالہ منڈیلا نے یہ کہا کہ ''ان کا ایک آزاد اور جمہوری معاشرے کا تصور وہ ہے جس میں تمام لوگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر زندگی گزارنے کے برابر مواقع میسر ہوں'' ایک ایسا مقصد جس کے لیے انہیں موت بھی قبول تھی، انہوں نے اپنے نصب العین کا تذکرہ کیا تھا لیکن اس کو حاصل کرنے کے طریقے کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔

اس نے بیانات جاری کرنے کے نئے طریقہ کار کو اپنایا جس سے ان کے خیالات کی درستگی ہوسکے اور بہت زیادہ جذباتی خطابت کی جگہ قائل کرنے والے بیانات نے لے لی۔انہوں نے اپنے ساتھیوں کی حمایت کو اہمیت دینا سیکھا، صدموں اور بے وفائی کو باوقار طریقے سے برداشت کیا۔ ان میں صدموں کو سہنے کی بڑی صلاحیت تھی، یہاں تک کہ سخت چٹانوں کو توڑ کر پتھر بنانے کی اور اپنی تحریریوں کو چھپانے کے اذیت ناک مرحلے سے بھی گزرے۔اس صلاحیت نے انہیں اس قابل بنایا کہ وہ جزوی آزادی سے انکار کرکے اس بات کا انتظار کرنے کے لیے تیار تھے جب نسلی عصبیت والی حکومت کے پاس مکمل ہتھیار ڈال دینے کے علاوہ اور کوئی راہ نہ تھی۔اس کے علاوہ انہوں نے معاف کردینے اور عدل وانصاف سے کام لینے کے اصول کو اپنایا، جب انہوں نے ایک نوجوان قیدیوں کے نگران کو ایک قیدی کے ساتھ نرمی کرنے پر سزا بھگتنے کے لیے تیار دیکھا تو یہ بے حد اذیت ناک تجربہ تھا۔ (بعدازاں انہوں نے جیل میں اپنے اذیت دینے والوں کو چائے کی دعوت دے کر مفاہمت کے اعلیٰ ترین جذبات کا مظاہرہ کیا)۔انہوں نے ظلم وستم کا مقابلہ پرامن طریقے سے کرکے جو مقام حاصل کرلیا تھا اس نے انہیں اس قابل بنادیا کہ قید سے چھوٹنے کے بعد ایک جمہوری طرز کے جنوبی افریقہ کی بنادیں ڈال سکیں۔انہوں نے نئی حکمت عملی ترتیب دیں جیسا کہ سچائی مصالحت کمیشن یعنی جنوبی افریقہ کی سیاہ فام آبادی کو متحد کرنا اور انہیں سفید فام لوگوں کے ساتھ مل کر کام کرنے پر آمادہ کرنے کا کام اور اس طرح ایک ناگزیر خانہ جنگی کو شروع ہونے سے روکنے کا کام صدارت کے عہدے سے مقررہ مدت کے بعد دست بردار ہوکر انہوں نے اقتدار کے لالچ سے آزادی کی ایک اعلیٰ مثال قائم کی۔ان چند سالوں میں وہ اپنے ملک کے سیاہ فارم افریقیوں بلکہ پوری دنیا میں برابری اور اپنی صلاحیتوں پر فخر کے احساس کو اجاگر کرنے میں کامیاب ہوگئے وہ احساس جو ہزاروں سالوں سے ان کے اندر سوایا ہوا تھا۔یقیناً ان سے پہلے بھی کئی لوگوں نے یہ سب کرنے کی کوشش کی تھی لیکن افریقی قوم کو ایک نئی شناخت دینے کا سہرا انہی کے سرجاتا ہے۔ یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جو پوری تاریخ میں بے نظیر ہے۔ منڈیلا کی عظمت اور ان کے کارناموں کی تعریف کرتے ہوئے بہت سارے مبصرین نے انہیں اپنے ایک لائق جانشین کو تیار کرنے میں ناکامی پر تنقید کا نشانہ بنایا ہوا ہے جو ان کے بعد ان جیسی فراست، سادگی اور راست بازی کا مالک ہوتا لیکن منڈیلا جیل میں ایسا شخص کہاں سے لاتے۔ایک طرف تو ان کی شخصیت میں اضافہ ہورہا تھا دوسری طرف ان کی جماعت سخت مشکلات کا سامنا کررہی تھی۔ وہ ایک ایسے جنرل تھے جن کے ساتھ صرف چند ساتھی تھے وہ کہنے کو بھی فوج نہیں تھی۔اب جب وہ نہیں رہے ان کی قوم نئے رہنماؤں کی ضرورت محسوس کررہی ہوگی۔ایک ایسے ایماندار اور قابل لیڈر کی جو قوم کو موجودہ بے یقینی کی سی کیفیت میں راستہ دکھائے۔منڈیلا پر اس بات پر بھی تنقید کی جاتی ہے کہ وہ اپنی سیاسی کامیابی کے بعد ایک ایسے سیاسی اور سماجی انقلاب لانے میں ناکام رہے بالخصوص سفید فام لوگوں کے ساتھ ایک ایسا سمجھوتہ کرکے جس میں وہ اپنی دولت سے عیاشی بھی کریں اور اضافہ بھی کریں۔سوال یہ ہے کہ کیا منڈیلا کے پاس ایسے ذرائع تھے جو ایسا انقلاب لانے میں ان کی مدد فراہم کرتے۔حیرت انگیز طور پر ان کے چند ناقد اس کلیہ سے اتفاق کرتے ہیں کہ سیاست ممکنات کا فن ہے۔

ان دونوں سوالوں کے جواب کے لیے انتظار کرنا ہوگا اس وقت تک جب تک کہ یہ پتہ نہ چل جائے کہ تاریخ میں تمام انقلابات صرف تبدیلی کا راستہ کھولتے ہیں جو ہمیشہ نہیں آتی۔ منڈیلا کے انقلاب پر فیصلہ ہم صرف اس صورت میں دے سکتے ہیں جب فرانس میں ہونے والے جمہوری انقلاب کا اختتام ایک نودولتیا بادشاہت کی صورت میں یا صرف سات دہائیوں کے بعد روس کے انقلاب کا خاتمہ اور چین کی حکومت کا سرمایہ دار دنیا سے بڑھتی ہوئی محبت ہماری سمجھ میں آجائے۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

انسانی حقوق کا عالمی دن

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے انسانی حقوق کے عالمی دن کے موقع پر ملک کے مختلف حصوں میں پُرامن ریلیوں اور مشاورتی تقاریب کا اہتمام کیا

حیدرآباد 10 دسمبر کو انسانی حقوق کے عالمی دن کے موقع پر حیدرآباد میں مختلف انسانی حقوق کی تنظیموں کی جانب سے ریلیاں نکالی گئیں۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق، سپیشل ٹاسک فورس حیدرآباد کے زیر اہتمام انسانی حقوق کے عالمی دن کے حوالے سے ایک بڑی ریلی نکالی گئی جس میں پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے علاوہ سندھ ڈیموکریٹک، انڈس فیوچر فاؤنڈیشن، سندھ کمیونٹی فاؤنڈیشن، سندھ ڈویلپمنٹ سوسائٹی اور اسپارک کے کارکن شامل تھے۔ ریلی کے شرکاء نے پلے کارڈز اور بینرز اٹھائے ہوئے تھے جن پر انسانی حقوق کے حوالے سے مطالبات درج تھے۔ ریلی مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی پریس کلب پہنچی۔ جہاں ریلی کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ عورتوں پر تشدد، غیرت کے نام پر قتل، جنسی تشدد، خودکشی کے واقعات، تیزاب سے جلانے، گھریلو تشدد، بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے واقعات متاثر ہوا اور حقوق کے لیے جدوجہد کرنے والوں کو گرفتار کر کے لاپتہ کر دیا جاتا ہے۔ ریلی میں پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی جانب سے جاری کردہ 2013 کی رپورٹ پیش کی گئی جس کے مطابق سال 2013 میں 1949 عورتوں کو قتل، 137 کو جلایا اور 347 عورتوں پر گھریلو تشدد کیا گیا۔ ریلی میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ حکومت نیشنل کمیشن فار ہیومن رائٹس کو بین الاقوامی معیار کے مطابق فعال کرے تاکہ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کو روکا جا سکے۔ خواتین پر تشدد کی روک تھام کو یقینی بنایا جائے۔ انتہا پسندی، کاروکاری کے نام پر خواتین کا قتل اور اقلیتوں کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔

(عبدالحلیم شیخ)

جھنگ جھنگ میں ضلعی کور گروپ اور سرسبز فاؤنڈیشن کے تعاون سے انسانی حقوق کے عالمی دن کے موقع پر سوشل ویلفیئر کمپلیکس میں ایک خصوصی نشست بعنوان ''خواتین کے خلاف تشدد انسانی حقوق کی خلاف ورزی'' کا اہتمام کیا گیا۔ پروگرام کے آغاز پر سرسبز فاؤنڈیشن کی مقامی انچارج یاسمین نے کہا کہ سرسبز فاؤنڈیشن جھنگ میں فاؤنڈیشن کے تعاون سے آواز جوابدہی پروگرام چلا رہی ہے۔ جس کا مقصد لوگوں کو اپنے حقوق بارے آواز بلند کرنا ہے لیکن اس سے پہلے ضروری ہے کہ لوگوں کو ان کے بنیادی حقوق کا علم ہو اس سلسلہ میں ہم ایچ آر سی پی کور گروپ کے تجربات سے مستفید ہونا چاہتے ہیں۔ اسی لیے یہ نشست ہم نے باہمی اشتراک سے منعقد کی ہے۔ کور گروپ کے کوآرڈینیٹر قمر زیدی نے کہا کہ جھنگ میں کور گروپ ہیومن رائٹس آف پاکستان کے تعاون سے 1999 سے کام کر رہا ہے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو ان کے حقوق بارے میں معلومات ہوں اور ان کے حصول کے لیے مقامی سطح پر لوگ مل جل کر اپنے حقوق کے حصول کی جدوجہد کریں۔ ہم سول سوسائٹی کی تمام تنظیموں کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ ہر شخص کو انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ میں بیان کئے گئے انسانی حقوق اور پاکستان کے 1973 کے آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق کے بارے میں ہر شخص کو علم ہو اور ان کے حصول مل جل کر کوشش بھی کرے اور ان کا احترام بھی کرے۔ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سوشل ویلفیئر ملک مختار عباس نے کہا ہم تمام سماجی تنظیموں سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ معاشرے میں شعور و آگہی پھیلانے کے لیے اپنی سرگرمیوں میں تیزی پیدا کریں اور کور گروپ سے مشاورت اور رابطہ رکھیں اور ان کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں۔

(قمر زیدی)

پشاور 10 دسمبر کو پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (HRCP) کے زیر اہتمام انسانی حقوق کے عالمی دن کے حوالے سے ایک اجلاس کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں انسانی حقوق کے کارکنوں، وکلاء اور صحافیوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں خواتین پر گھریلو تشدد، ان کو درپیش مسائل اور اس کے سدباب کے حوالے سے بات چیت کی گئی۔ اجلاس کے شرکاء نے خواتین کو مردوں کے برابر تعلیم، صحت اور روزگار کے مواقع فراہم کرنے پر زور دیا۔ مقررین میں ایچ آر سی پی خیبر پختونخوا کے کونسل ممبر حیدر علی ایڈووکیٹ، ریٹائرڈ پروفیسر اقبال تاجک صاحب، سید عرفان ہاشمی (ایگزیکٹو ڈائریکٹر المبارک ویلفیئر سوسائٹی)، سید نور حلیم آفریدی (صحافی) اور مسٹر سلیم (صحافی) شامل تھے۔ تقریب کے شرکاء نے درج ذیل سفارشات پیش کیں۔

☆ خیبر پختونخواہ اور خصوصاً قبائلی علاقاجات کے تعلیمی اداروں کا نصاب مادری زبان میں ہونا چاہئے۔

☆ انسانی حقوق اور خصوصاً خواتین کے حقوق کے حوالے سے تعلیمی نصاب میں مضامین شامل کیے جائیں۔

☆ پختونخواہ میں خواتین کے لیے یکساں تعلیمی نصاب رائج کیا جائے۔

☆ قبائلی علاقاجات میں بھی خواتین کو سیاسی نمائندگی دی جائے اور ان کو ملک بھر کی طرح اسمبلیوں میں نمائندگی دی جائے۔

- ☆ سرکاری وغیر سرکاری اداروں کو انجمن بنانے چاہیئے جو خواتین کے تعلیمی اداروں کے ساتھ ساتھ خواتین کیلیے مخصوص اداروں کا دورہ کرے اور ان کی نگرانی کرے۔
- ☆ قبائلی علاقہ جات سے تعلق رکھنے والے صحافی حضرات کے ساتھ باقاعدگی سے ملاقاتیں ہونی چاہیں تاکہ قبائلی خواتین کو درپیش مسائل کی آگاہی ہو۔
- ☆ خواتین کے حقوق کی آگاہی نہ صرف خواتین بلکہ مرد حضرات کو بھی ہونی چاہیئے تاکہ وہ خواتین کی حقوق کی پاسداری کرسکیں۔
- ☆ 10 دسمبر کا انسانی حقوق کا عالمی دن سکولوں اور کالجوں میں بھی منایا جائے تاکہ طلبا میں بھی انسانی حقوق کے حوالے سے بیداری پیدا ہو۔

(ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر)

جیکب آباد انسانی حقوق کے عالمی دن کے موقع پر پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے ضلعی کور گروپ کی جانب سے سٹیزن کلب کندھ کوٹ میں پروگرام منعقد کیا گیا۔ ایچ آر سی پی ڈسٹرکٹ مانیٹر امداد اللہ کھوسو نے میزبانی کے فرائض سرانجام دیے۔ پروگرام میں سول سوسائٹی سے تعلق رکھنے والی تنظیموں کے نمائندوں کے علاوہ سیاسی کارکنوں، مزدور یونین اور خواتین تنظیموں کے کارکنان نے شرکت کی۔ خواتین کی نمائندہ تنظیم وویمن ویلفیئر آرگنائیزیشن کی سربراہ محترمہ نجمہ بلوچ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خواتین پر تشدد معاشرے کا رواج بن چکا ہے کیونکہ جس معاشرے میں ہم رہ رہے ہیں وہاں مردوں کی بالادستی ہے وہ اپنی بالا دستی برقرارر کھنے کے لیے قبائلی نظام اور فرسودہ روایات کا سہارا لیتے ہیں۔ سول سوسائٹی کی تنظیموں کی توجہ فقط شہروں تک محدود ہے، دیہات کی عورتیں زیادہ مسائل کا شکار ہیں اور وہاں کام کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ جئے سندھ قومی محاذ کے صدر دلدار جکھرانی عرف ڈاڈو نے کہا کہ انسانی حقوق کے عالمی منشور کے مطابق ہر انسان کو آزادی کے ساتھ زندہ رہنے کا حق حاصل ہے، مگر پاکستانی ریاست اس قسم کے حقوق دینے میں مکمل طور پے ناکام ہو چکی ہے۔ ہمارے کئی کارکنوں کو ماورائے عدالت گرفتار کرنے کے بعد انہیں غائب کیا جاتا ہے۔ آج کا دن مظلوم قوموں کا دن ہے ہمیں اپنے نجی مسائل کے ساتھ ساتھ قوموں کے حقوق کی آواز بھی بلند کرنی چاہیے۔ کندھکوٹ سوشل ویلفیئر آرگنائیزیشن کے صدر حماد صاحب نے کہا کہ ہمارے ضلع میں بنیادی طور پر ایک قبائلی نظام ہے جس کی وجہ سے خواتین کو وہ حقوق نہیں مل رہے جو انہیں اصل میں ملنے چاہئیں۔ ہمارے قبائلی معاشرے میں مرد انتہائی طاقتور ہے جس کی بنا پر عورت کی دلیل کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ ہمارے گھروں میں تشدد کے بہت سے واقعات کی رپورٹنگ نہیں ہو پاتی جس کی وجہ سے ان مظالم کے باعث بہت سی خواتین نفسیاتی مریض بن چکی ہیں۔ آج کے دن ہمیں عہد کرنا ہوگا کہ ہر اس انسان کا ساتھ دینا ہے جس کا استحصال ہو رہا ہے۔ ڈاکٹرز ویلفیئر سوسائٹی کے رہنماء ڈاکٹر حفیظ صاحب نے کہا کہ انسانی حقوق کے عالمی منشور میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ تمام انسان آزاد اور حقوق وعزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں اور نسل و رنگ جنس زبان یا مذہب اور عقیدے کی بنا پر کسی بھی فرد کو دوسرے فرد پر فوقیت حاصل نہیں ہے۔ ہر شخص یا فرد کو قومیت کا حق ہے۔ شادی کرنے یا گھر بسانے کا حق اور ہر انسان کو فکری آزادی اور مذہبی آزادی کا پورا حق حاصل ہے۔ ہر شخص کو کام و روزگار کے آزادانہ انتظامات، کام کاج کی معقول ومناسب شرائط اور بیروزگاری کے خلاف تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ بھی کہ ہر فرد اپنی معاشرتی اور بین الاقوامی نظام میں شامل ہونے کا حقدار ہے جس میں تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہوسکیں جو کے اقوام متحدہ کے اس اعلامیے میں پیش کردیے گئے ہیں۔ ہم سب کو آج کے دن کے مناسبت سے ہٹ کر عام دنوں میں بھی ان تمام حقوق کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ ان پر عمل کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ایڈووکیٹ عبدالغنی بجارانی نے کہا کہ آج کا دن ہم سب کے حقوق کا دن ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہماری ایک بہت بڑی آبادی ان حقوق سے مکمل طور پر ناواقف ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ انسانی حقوق کے عالمی اعلامیے کو اسکولوں کی نصاب میں شامل کیا جانا چاہیے تاکہ آنے والی نسل انسانی حقوق کی بنیادی تشریح سے آگاہ ہوسکیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم انہیں حقوق کے حوالے سے آگاہی دیں۔ ماہر تعلیم خان جمالی نے کہا کہ میں بہت خوش ہوں کہ آج کے دن کو انتہائی جوش اور خروش کے ساتھ منایا جا رہا ہے، مگر ہمیں یہ بھی بھولنا نہیں چاہیے کہ اس ہال کے باہر کندھ کوٹ کے بلدیہ ملازمیں کو گذشتہ چھ ماہ سے تنخواہیں نہیں مل سکیں ہیں، ہمیں ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنی چاہیے اور ان کے احتجاج میں بھی شامل ہونا چاہیے۔ آیئے ہم سب عہد کریں کہ اپنی آزادیوں کے ساتھ ساتھ دوسروں کی آزادیوں کا احترام کریں تاکہ ہمارا معاشرہ ترقی کرسکے۔ سندھ فنکار اتحاد کے جنرل سیکریٹری اسٹیج ڈرامہ نگار اور فنکار وحید خاکسر نے کہا کہ انسانی سماج میں فنون کا اہم کردار رہا ہے اور معاشرے میں موجود برائیوں کو ختم کرنے کے لیے ہمیشہ ڈرامہ نگاروں، فنکاروں اور شاعروں نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ آج کے دن ہمیں یہ عہد کرنا ہوگا کہ اپنی روایتی، تمدنی۔ ثقافتی اور معاشرتی حقوق کی آواز کو بلند سے بلند تر کرنا ہوگا تاکہ ہماری آنے والی نسلیں ہمیں اچھے الفاظ کے ساتھ یاد کرسکیں۔

(امداد اللہ)

تربت 10 دسمبر 2013 کو انسانی حقوق کے عالمی دن کی مناسبت سے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) اسپیشل ٹاسک فورس تربت مکران کے زیر اہتمام ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ سیمینار میں انسانی حقوق کے تحفظ کے لیئے متفقہ طور پر چھ قرارداد یں منظور کی گئیں جن میں بلوچستان میں سیاسی کارکنوں اور عام افراد کا جبری اغواء اور مسخ شدہ لاشوں کا سلسلہ فوری بند کرنے، کیچ بار ایسوسی ایشن اور ایچ آر سی پی کے کارکن حیدر کے بی ایڈوکیٹ سمیت تمام لاپتہ افراد کی بازیابی اور بلوچی، پشتو اور براہوئی کو بلوچستان میں مادری زبانوں کا درجہ دے کر پرائمری تک اسکولوں میں تعلیم رائج کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ سیمینار میں خطاب کرتے ہوئے ایچ آر سی پی ٹاسک فورس تربت مکران کے کوارڈینیٹر پروفیسر غنی پرواز نے کہا کہ 1948 میں اقوام متحدہ کی طرف سے انسانی حقوق کے عالمی چارٹر کی منظوری دراصل اپنے حقوق کے تحفظ کے لیئے انسانی جدوجہد کی فتح تھی۔ بدقسمتی سے دنیا کے مختلف ممالک کی منظوری کے باوجود کئی ممالک اس عالمی منشور پر عمل درامد نہیں کر رہے جا بجا انسانی حقوق کی پامالیاں آج بھی دنیا میں جاری ہیں۔ پاکستان میں بھی کسی طرح کی حق آزادی لوگوں کو حاصل نہیں ہے جبکہ بلوچستان پاکستان کا خطرناک خطہ ہے جہاں انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کی جارہی ہیں۔ غیر سرکاری اداروں کے اندازوں کے مطابق بلوچستان میں دس سالوں کے دوران چودہ ہزار افراد کو جبری طور پر گمشدہ کردیا گیا ہے ان میں چارسو خواتین اور بچے بھی شامل ہیں جبکہ دو ہزار دس سے دو ہزار تیرہ کے آخر تک سات سو مسخ لاشیں مختلف ویرانوں میں پائی گئی ہیں اور جبری گمشدگیوں کا سلسلہ تھمنے کے بجائے تواتر کے ساتھ جاری ہے۔ اس کے علاوہ مذہبی منافرت کو پروان چڑھا کر دو ہزار سے زیادہ شیعہ ہزارہ کمیونٹی کو قتل کردیا گیا جبری مشقت اور بچوں میں مزدوری کا رجحان تیزی سے پھیل رہا ہے اس کے علاوہ لاکھوں تعلیم یافتہ اور ہنرمند فراد بیروزگار ہیں۔ نیشنل پارٹی کے ضلعی صدا اور ڈسٹرکٹ اسٹیئرنگ کمیٹی کے صدرر محمد طاہر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ماضی کے تاریک دور کی نسبت جہاں غلامی اور پابندیوں کی زنجیریں پاؤں میں پڑے تھے بحرحال آج انسان کچھ آزاد تو ہیں مگر ہمارے یہاں پہنچ کر وہ نامکمل آزادیاں بھی دم توڑ دیتی ہیں۔ عالمی چارٹر کی منظور کے بعد بھی مظلوم طبقات کے لیئے غلامی ختم نہیں ہوئی بلکہ ہمارے جیسے معاشروں پر اس کے آسیب اب بھی چھائے ہوئے ہیں انسانی معاشرے کو ہر طرح کی آزدی دلانے کے لیئے مزید جدوجہد اور شعور کا ایک نیا سفر طے کرنا پڑیگا تب جا کر حقوق انسانی کا تحفظ ممکن ہو سکے۔ بی این پی عوامی کے رہنما اور ڈسٹرکٹ اسٹیئرنگ کمیٹی کے ممبر خان محمد جان نے کہا کہ دنیا میں انسانوں کا وقار، عزت، اور احترام برقرارر کھنے کے لیئے مختلف ادارے قائم کیئے گئے اور قوانین منظور کیئے گئے ہیں لیکن ایسے قوانین جو انسانی حقوق کی پاسداری پر مبنی ہیں صحیح معنوں میں ان پر عمل نہیں کیا جارہا ہے بلوچستان میں ریاستی سطح

پر انسانی حقوق کی پامالی کسی سے پوشیدہ نہیں۔کیچ بار ایسوسی ایشن کے رہنما مصطفیٰ ایوب ایڈوکیٹ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بلوچستان میں انسانوں کو محض اس وجہ سے قتل اور اغواء کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی شناخت کیوں چاہتے ہیں۔موجودہ تہذیب یافتہ سماج میں ریاستی مظالم اور استبداد انسانی تاریخ کے بدترین دور کا اظہار ہیں اور اس خطے کے انسانوں سے آزادی اظہار سمیت ان کے تمام بنیادی انسانی حقوق زبردستی چھین لیئے گئے ہیں بلوچستان میں مظالم اور تشدد پر بولنا جرم ہے جن کی سزا زبان بندی کی صورت میں ملتی ہے اور ایسے لوگوں کو دھمکیاں موصول ہونا معمولی بات ہیں جو بولنے کی کوشش کرتے ہیں۔ان کے علاوہ سیمینار سے کیچ بار ایسوسی ایشن کے رکن اعجاز ایڈوکیٹ، ایچ آر سی پی کے کارکن سہیلہ خان، این آر ایس پی کی طرف سے اظہار خیال کیا مہر جان بلوچ اور بزرگ شہری لال محمد نے خطاب کیا مہ جبین شیران نے ایس پی او کی طرف سے اختتامی قلمات ادا کیئے اسد اللہ بلوچ نے ایچ آر سی پی کی جانب سے قرار دادیں پیش کیں صحافی طارق مسعود نے انقلابی نظم پیش کی جبکہ شکر اللہ یوسف اور شہناز شبیر نے سیمینار میں اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔

(اسد اللہ)

جیکب آباد 10 دسمبر کو پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے ضلعی کور گروپ چمن کے زیر اہتمام انسانی حقوق کے عالمی دن کی مناسبت سے ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا۔تقریب سے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر محمد صدیق، پروفیسر خان زمان کاکڑ، عبدالمنان، شمس الدین اچکزئی اور عبدالمنان اچکزئی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انسانیت کے بچاؤ کے لیے انسانی حقوق کا تحفظ لازمی ہے۔انسانی حقوق کے تحفظ سے ہی انسان کی ترقی اور خوشحالی ممکن ہے۔مقررین نے کہا کہ جب انسانی حقوق پامال ہوں تو معاشرہ پسماندگی کا شکار رہتا ہے۔اور معاشرے کے افراد خوفزدہ رہتے ہیں۔انہوں نے انسانی حقوق کے تحفظ پر زور دیا۔

(محمد صدیق)

خیرپور 10 دسمبر کو انسانی حقوق کے عالمی دن کے موقع پر ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں متعدد خواتین وحضرات نے شرکت کی۔عبدالمنیم ابڑو نے موضوع پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ 10 دسمبر 1948 میں انسانی حقوق کا عالمی چارٹر منظور کیا گیا جس میں انسانوں کو ان کے حقوق دیئے گئے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں ہاری، مزدور اور مظلوم لوگوں کو انسانی حقوق حاصل نہیں ہیں۔ہمارے معاشرے کی اکثریت اپنے حقوق سے لاشعور ہے اور کوئی بھی لاشعور انسان اپنے بنیادی حقوق یعنی ذہنی، احساساتی، سماجی، ثقافتی، معاشی اور سیاسی حقوق حاصل نہیں کر سکتے۔آج جب پوری دنیا میں انسانی حقوق کا عالمی دن منایا جارہا ہے تو ہم کو بھی سنجیدہ ہوکر سوچنا پڑے گا اور اپنے حقوق حاصل کرنے اور دوسروں کے حقوق ان کو دینے کے لیے کام کرنا پڑے گا۔طارق ضمیر متیلو نے کہا کہ انسان کا بنیادی حق ہے لیکن آج ہم کو اس حق سے محروم رکھا جارہا ہے۔دیہات میں سکولوں کو تالہ لگوا کر بچوں کو واپس گھر بھیج دیا جاتا ہے اور اسکول کی عمارت کو وڈیروں کے گوداموں اور اطاقوں کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔صحت انسان کا بنیادی حق ہے۔جعلی ادویات کی فراہمی اور ادویات کی قیمت بڑھنے کی وجہ سے کئی لوگ اس حق سے بھی محروم ہوجاتے ہیں۔معاشرے میں لوگوں کو اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے منظم ہوکر کام کرنا ہوگا۔مس آسیہ میمن نے کہا ہمارے معاشرے میں بااثر لوگ غیرب لوگ کو اپنا ذاتی نوکر بنا کر 24 گھنٹے ان سے کام لیتے ہیں۔لوگ اپنے حقوق حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔اویس احمد شیخ نے کہا کہ انسان آزادی سے جینے کا حق رکھتا ہے جو کہ اس کو اسلام اور ریاست دونوں کی طرف سے حاصل ہے لیکن یہاں کا معاشرہ یہ حق دینے سے قاصر ہے۔اس لیے یہ جدوجہد کرنی چاہیے کہ ہر انسان کو انسانی حقوق کے عالمی چارٹر کے مطابق زندگی گزارنے کا حق دیا جائے۔محمد ایوب نے کہا کہ ہمارے معاشرے میں سماجی برائیاں بھی عروج پر ہیں جو بھی انسانی حقوق کی جدوجہد میں رکاوٹ ہیں۔محمد سلمان مغل نے کہا کہ ہمارے معاشرے میں بھی امن، اقربا پروری، لاشعور، بیروزگاری اور تعلیم کی کمی کی وجہ سے کئی سماجی مسائل ہیں۔جیسا کہ قبائلی جھگڑے اور کاروکاری جیسے واقعات میں خاندانوں کے درمیان پشتوں تک قتل وغارت جاری رہتی ہے۔جس سے ہمارا معاشرہ آگے جانے کی بجائے پیچھے جارہا ہے۔ہمارے ہاں تفرقہ بازی بھی بہت ہے۔خاص طور پر فرقہ واریت ہمارے ضلع میں بہت پائی جاتی ہے جس پر قابو پانے کی اشد ضرورت ہے۔

(عبدالمنیم)

ژوب 10 دسمبر کو انسانی حقوق کے عالمی دن کے موقع پر ژوب میں مختلف تنظیموں، طلباء، اساتذہ اور سیاسی نمائندوں کے ساتھ مل کر میٹنگز اور سیمینارز کا اہتمام کیا گیا جن میں شرکاء نے انسانی حقوق کے عالمی دن کی مناسبت سے مختلف موضوعات پر تقاریر اور اظہار خیال کیا۔10 دسمبر کو ضلعی کور گروپ کے ساتھیوں اور سماجی تنظیموں ژوب ادبی فورم، واحد تنظیم اور ژوب اشیرانی ایکشن کمیٹی کے ساتھیوں کے ساتھ 9 بجے سے رات 11 بجے تک اجلاس منعقد کیا گیا۔شرکاء نے کہا کہ ضلع ژوب اور شیرانی کے لوگوں کو بنیادی حقوق کے حوالے سے بہت سی مشکلات درپیش ہیں۔اقلیتی برادری کے ساتھیوں سے بھی ایک کارنر میٹنگ کی اور انسانی حقوق کے حوالے سے علاقے کے اقلیتی برادری کے مسائل زیر غور لائے۔اقلیتی برادری کے ساتھیوں اکرم مسیح، ستار مسیح اور سردار مسیح نے کہا کہ انہیں بھی علاقے کے دیگر لوگوں کی طرح بہت سے بنیادی مسائل درپیش ہیں۔علاقے کے بااثر لوگوں نے پہلے تو ان کے قبرستان پر پلاٹس بنا کر قبضے کئے۔اور اب پھر علاقے کے بااثر مسلمان لوگوں نے ملازمتوں میں خاکروبوں کی پوسٹوں پر اپنے افراد کو تعینات کیا ہے۔اس کے بعد شرکاء نے طلباء، اساتذہ اور صحافیوں کے ساتھ مل کر جناح گرائمر سکول ژوب میں ایک بڑے جلسے کا اہتمام کیا۔اور پورا دن مختلف سرگرمیوں میں گزارتے ہوئے انسانی حقوق کے حوالے سے تقاریر کیں۔سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر اورنگ زیب احساس نے کہا کہ پاکستان میں اور خصوصاً ان کے علاقے میں لوگوں کو بہت سے بنیادی مسائل درپیش ہیں۔اور یہ مسائل روز بروز بڑھتے جارہے ہیں۔لوگوں کو صحت اور تعلیم کے حوالے سے سخت مشکلات درپیش ہیں۔اسی طرح انتخاب اخبار کے نمائندے کریم داد شیرانی نے سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر اور دیہی ڈسپنسریوں اور ایچ آر سی پی سنٹرز کو ہر ماہ کروڑوں کی ادویات ملتی ہے۔اور لاکھوں روپے ہیلتھ کے ملازمین لے رہے ہیں۔مریضوں کا موثر علاج نہیں کیا جارہا۔ان کے علاوہ مقررین میں سماجی رہنما عزیز شاہ ضلعی کور گروپ کے ساتھی جاوید اقبال نور الا آمین گندہ پور اور راقم نے سیمینار کے اختتام پر شرکاء میں انسانی حقوق کے عالمی منشور کی کاپیاں تقسیم کی اور چارٹر پڑھ کر سنایا گیا اور آخر میں شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ان تمام مسائل کو حل کرنے کی پہلی ذمہ داری ریاست پر عائد ہوتی ہے کہ وہ عوام کو تمام بنیادی حقوق برابر بلا امتیاز، رنگ ونسل اور مذہب کے فراہم کرے۔ہم سب کی بھی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے مسائل کو اجاگر کریں۔اور پھر مل کر انہیں حل کرنے کے لیے جدوجہد کریں۔

(سید عبدالمنان)

قلات 10 دسمبر کو انسانی حقوق کے عالمی دن کے موقع پر ایچ آر سی پی کے ضلع قلات کے کارکنان نے مختلف سیاسی سماجی تنظیموں کے رہنماؤں کے ساتھ ایک میٹنگ کا اہتمام کیا جس میں مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں انسانی حقوق کے عالمی منشور پر عمل نہیں کیا جارہا ہے کہ جس کی وجہ سے لوگوں میں مایوسی پائی جاتی ہے۔انہوں نے کہا کہ الیکشن کے دوران حکمران طبقہ میں شامل سیاسی پارٹیوں کے عہدیداروں نے عوام سے وعدے کئے لیکن منتخب ہونے کے بعد برسراقتدار آتے ہی اپنے کئے ہوئے وعدے اور منشور کو بھول گئے۔پورے ملک میں امن وامان کا مسئلہ پایا جاتا ہے خصوصاً بلوچستان میں مسخ شدہ لاش اغواء برائے تاوان اور ٹارگٹ کلنگ کے واقعات نے لوگوں کی زندگیوں کو اجیرن بنادیا ہے۔روز نئے قوانین منظور ہوتے ہیں مگر ان پر عملدرآمد نہیں ہوتا۔صحت تعلیم اور تحفظ کا حصول ہر انسان کا بنیادی حق ہے لیکن یہ تینوں حقوق آج بھی عوام کو میسر نہیں۔حکومت کو انسانی حقوق کے قوانین پر سختی سے عمل درآمد کرنا چاہئے اور لوگوں کو اس تکلیف دہ ماحول سے آزاد کرنا چاہیئے۔

(محمد علی)

2013 کے حادثات، دھماکے اور اموات

	تاریخ	مقام	ہلاک	زخمی
1	جنوری1	عائشہ منزل، گلبرگ ٹاؤن کراچی	4	50
2	جنوری1	میرانشاہ، شمالی وزیرستان	1	4
3	جنوری2	پشاور یونیورسٹی	0	5
4	جنوری4	بڈھ بیر، پشاور	2	1
5	جنوری4	بنوں، خیبرپختونخوا	0	3
6	جنوری7	مہمند ایجنسی	2	1
7	جنوری7	سریاب روڈ کوئٹہ	1	3
8	جنوری8	رئیسانی روڈ کوئٹہ	0	1
9	جنوری8	تیراہ، خیبر ایجنسی	1	1
10	جنوری8	صوابی، خیبرپختونخوا	0	3
11	جنوری10	علمدار روڈ کوئٹہ	106	169
12	جنوری10	باچا خان چوک کوئٹہ	12	47
13	جنوری10	منگورہ، سوات	31	70
14	جنوری12	بریوری روڈ کوئٹہ	1	1
15	جنوری13	دوسلی، سوات	14	21
16	جنوری13	صدہ، کرم اجنسی	1	8
17	جنوری13	شبقدر، چارسدہ، خیبرپختونخوا	0	3
18	جنوری14	ڈی ایچ اے، کراچی	0	8
19	جنوری15	پنجگور، بلوچستان	5	0
20	جنوری15	بکرمنڈی، کوئٹہ	0	1
21	جنوری15	قلعہ عبداللہ، بلوچستان	0	3
22	جنوری19	کوئٹہ، بلوچستان	2	0
23	جنوری20	شلوبر، خیبر ایجنسی	0	5
24	جنوری20	خیبر چوک، اتحاد ٹاؤن، کراچی	0	4
25	جنوری21	مہمند ایجنسی	2	11
26	جنوری22	ٹل، میرعلی روڈ، خیبرپختونخوا	0	4
27	جنوری23	اورکزئی ایجنسی	7	4
28	جنوری24	شیرپاؤ کالونی، لانڈھی، کراچی	4	12
29	جنوری25	نیو مظفرآباد کالونی، بختاور گوٹھ، کراچی	4	0
30	جنوری25	منگھوپیر، کراچی	1	2
31	جنوری29	لیاری، کراچی	0	4
32	جنوری29	الحمرا ٹاؤن، پشاور	1	3
33	جنوری30	انڈس پلازہ، آصف سکوائر، کراچی	3	0
34	جنوری30	بنوں، میرانشاہ روڈ، میرانشاہ، شمالی وزیرستان	0	3
35	جنوری31	کرم ایجنسی	2	0
36	جنوری31	ہشت نگری، پشاور	0	10
37	فروری1	پٹ بازار، ہنگو، خیبرپختونخوا	29	46
38	فروری2	سرائے نورنگ، لکی مروت، خیبرپختونخوا	36	11
39	فروری5	پی اے ایف بیس، شاہراہ فیصل، کراچی	0	1
40	فروری7	اورنگی ٹاؤن، کراچی	1	5
41	فروری7	کوئٹہ بلوچستان	0	1
42	فروری8	اورکزئی ایجنسی	16	27
43	فروری9	کوئٹہ، بلوچستان	1	0
44	فروری10	کوئٹہ، بلوچستان	0	4
45	فروری10	نشتر آباد، پشاور	0	4
46	فروری13	کوہاٹ	1	0
47	فروری14	اورکزئی ایجنسی	7	13
48	فروری14	اورکزئی ایجنسی	2	10
49	فروری14	سپین ٹل، ہنگو	11	23
50	فروری14	بنوں، خیبرپختونخوا	6	0
51	فروری15	مردان	1	0
52	فروری16	کوئٹہ	84	169
53	فروری17	رزمک، شمالی وزیرستان	0	4
54	فروری18	پشاور کینٹ	8	5

فرقہ وارانہ واقعات میں ہلاکتوں کا میزانیہ 2013

ماہ	واقعات	ہلاکتیں	زخمی
جنوری	15	124	176
فروری	26	141	227
مارچ	8	9	2
اپریل	4	4	0
مئی	2	4	14
جون	6	48	88
جولائی	3	68	182
اگست	14	28	42
ستمبر	7	11	12
اکتوبر	5	6	1
نومبر	24	51	127
دسمبر	8	14	3
کل	**122**	**508**	**874**

	تاریخ	مقام	ہلاک	زخمی
55	فروری20	جیکب آباد، سندھ	1	10
56	فروری20	خواجہ اجمیر نگری، کراچی	0	2
57	فروری21	خوشحال مارکیٹ، ہشت نگری، پشاور	2	17
58	فروری21	بولان، بلوچستان	0	3
59	فروری25	شکارپور، سندھ	2	10
60	فروری28	لارنس روڈ، نیپیئر، کراچی	0	3
61	فروری28	شیرشاہ، کراچی	0	1
62	مارچ3	عباس ٹاون، کراچی	48	70
63	مارچ5	سائٹ، کراچی	0	2
64	مارچ5	جمرود، خیبر ایجنسی	0	1
65	مارچ6	ایف آر بنوں، خیبر ایجنسی	0	5
66	مارچ6	جمرود، خیبر ایجنسی	0	1
67	مارچ10	دتہ خیل، شمالی وزیرستان	2	0
68	مارچ10	لنڈی کوتل، خیبر ایجنسی	1	1
69	مارچ10	کرم ایجنسی	0	2
70	مارچ11	کرم ایجنسی	3	2
71	مارچ11	کرم آباد، لانڈھی، کراچی	2	12
72	مارچ12	بنوں بازار، خیبرپختونخوا	3	19
73	مارچ12	پشاور	1	0
74	مارچ12	پبی، خیبرپختونخوا	0	6
75	مارچ14	لانڈھی، کراچی	3	6
76	مارچ18	صافی، مہمند ایجنسی	10	6
77	مارچ18	بٹ گرام، خیبرپختونخوا	5	49
78	مارچ19	تیراہ، خیبر ایجنسی	48	0
79	مارچ19	نارتھ ناظم آباد، کراچی	1	3
80	مارچ22	ڈیرہ اللہ یار، جعفرآباد، بلوچستان	10	37
81	مارچ23	میرانشاہ، شمالی وزیرستان	18	25
82	مارچ25	ڈمہ ڈولہ، باجوڑ ایجنسی	2	0
83	مارچ27	پشاور	0	2
84	مارچ28	ڈمہ ڈولہ، باجوڑ ایجنسی	2	0
85	مارچ29	پشاور	12	35
86	مارچ29	کرم ایجنسی	0	4
87	مارچ30	اتحاد ٹاؤن، کراچی	1	8
88	مارچ31	مالاکنڈ	0	1
89	مارچ31	سریاب، کوئٹہ	0	2
90	اپریل1	پشاور	8	0
91	اپریل3	کورنگی، کراچی	4	3
92	اپریل4	اورکزئی ایجنسی	8	0
93	اپریل4	تیراہ، خیبر ایجنسی	3	0
94	اپریل5	حیات آباد، پشاور	1	4
95	اپریل5	بنوں	0	1
96	اپریل7	میرعلی، شمالی وزیرستان	2	0
97	اپریل8	خاران، بلوچستان	0	4
98	اپریل9	پسنی، بلوچستان	2	0
99	اپریل9	باڑہ، خیبر ایجنسی	0	1
100	اپریل11	کرم ایجنسی	1	0
101	اپریل11	پشاور	0	3
102	اپریل12	صوابی	0	1
103	اپریل13	متنی، پشاور	9	0
104	اپریل14	سوات	1	0
105	اپریل14	شبقدر، چارسدہ	0	4
106	اپریل15	تیراہ، خیبر ایجنسی	1	0
107	اپریل16	شمالی وزیرستان	9	8
108	اپریل16	پشاور	16	35
109	اپریل16	کیماڑی، کراچی	0	0
110	اپریل17	چارسدہ	0	2
111	اپریل17	خاران، بلوچستان	2	0
112	اپریل19	بونیر، خیبرپختونخوا	3	0
113	اپریل20	خار، باجوڑ ایجنسی	4	4
114	اپریل21	میرعلی، شمالی وزیرستان	4	4
115	اپریل21	کھارادر، کراچی	0	14

116	اپریل 22	قلعہ عبداللہ، بلوچستان	0	5
117	اپریل 22	صوابی	0	1
118	اپریل 23	علمدار روڈ، کوئٹہ	6	30
119	اپریل 23	گوالمنڈی چوک، کوئٹہ	0	6
120	اپریل 23	چورنگی، تیموریہ، کراچی	3	30
121	اپریل 24	طورغر، ہنگو، خیبر پختونخوا	1	2
122	اپریل 24	سرکی گیٹ، پشاور	0	2
123	اپریل 24	سوات ٹاؤن، سوات	0	6
124	اپریل 24	سیٹلائٹ ٹاؤن، کوئٹہ	0	13
125	اپریل 24	سریاب روڈ، کوئٹہ	0	2
126	اپریل 24	جدون چوک، کوئٹہ	0	1
127	اپریل 25	نصرت بھٹو کالونی، نارتھ ناظم آباد، کراچی	6	13
128	اپریل 25	سپورٹس کمپلیکس، پاراچنار، کرم ایجنسی	1	3
129	اپریل 26	اورنگی ٹاؤن، کراچی	11	45
130	اپریل 26	مچھ، بلوچستان	0	6
131	اپریل 27	قصبہ کالونی، کراچی	1	25
132	اپریل 27	لیاری، کراچی	2	15
133	اپریل 28	کچاپکا، کوہاٹ	5	22
134	اپریل 28	چارسدہ روڈ پشاور	3	26
135	اپریل 28	صوابی، خیبر پختونخوا	2	16
136	اپریل 29	یونیورسٹی روڈ پشاور	11	60
137	اپریل 29	نوشہرہ، خیبر پختونخوا	1	2
138	اپریل 29	چارسدہ، خیبر پختونخوا	1	20
139	اپریل 29	صفورہ چورنگی، گلستان جوہر، کراچی	0	2
140	مئی 1	بمبئی بازار، میٹھادر، کراچی	0	8
141	مئی 2	فریسکو چوک، برنس روڈ، کراچی	0	8
142	مئی 4	ایم کیو ایم ہیڈ آفس، نائین زیرو، کراچی	3	35
143	مئی 5	رزمک، شمالی وزیرستان	2	3
144	مئی 5	سبی، بلوچستان	2	0
145	مئی 5	کوئٹہ	0	2
146	مئی 5	خاران، بلوچستان	0	6
147	مئی 5	مچھ، بلوچستان	0	3
148	مئی 5	تخت بھائی، مردان	0	4
149	مئی 6	کرم ایجنسی	23	70
150	مئی 6	شبقدر، چارسدہ	0	1
151	مئی 7	دوآبہ، ہنگو	12	35
152	مئی 7	میدان، لوئر دیر	5	0
153	مئی 7	اپر دیر	0	4
154	مئی 8	محمود آباد، کراچی	0	32
155	مئی 8	محمود آباد، کراچی	0	18
156	مئی 8	رشید گڑھی، پشاور	4	0
157	مئی 8	بنوں، خیبر پختونخوا	3	27
158	مئی 8	ہنگو بازار، ہنگو، خیبر پختونخوا	2	18
159	مئی 8	ڈیرہ اسماعیل خان	0	5
160	مئی 8	پاراچنار، کرم ایجنسی	1	1
161	مئی 8	مشرقی بائی پاس، کوئٹہ	0	14
162	مئی 9	طورغر، ہنگو، خیبر پختونخوا	6	10
163	مئی 9	میر علی، شمالی وزیرستان	1	6
164	مئی 9	باجوڑ ایجنسی	1	4
165	مئی 10	میرانشاہ بازار، شمالی وزیرستان	4	21
166	مئی 10	اورکزئی ایجنسی	0	5
167	مئی 10	یار حسین بازار، صوابی	2	3
168	مئی 11	قائد آباد، کراچی	11	45
169	مئی 11	میانوالی کالونی، پیر آباد، کراچی	1	5
170	مئی 11	اسلامی کالونی، منگھوپیر، کراچی	2	11
171	مئی 11	قائد آباد، کراچی	11	45
172	مئی 12	زرغون روڈ، کوئٹہ	7	45
173	مئی 12	گوٹھ منظور جان، نصیر آباد، بلوچستان	2	0
174	مئی 12	بڈھ بیر، پشاور	2	8
175	مئی 16	کوہاٹ روڈ، متنی، پشاور	5	6
176	مئی 17	مالاکنڈ یونین کونسل	21	120

ڈرون حملے: 2005-2013

سال	واقعات	ہلاک	زخمی
2005	1	1	0
2006	0	0	0
2007	1	20	15
2008	19	156	17
2009	46	536	75
2010	90	831	+85
2011	59	548	52
2012	46	344	37
2013	23	154	29
کل	**285**	**2590**	**+310**

177	مئی 18	ڈیرہ اللہ یار، جعفر آباد، بلوچستان	0	2
178	مئی 19	بنوں، خیبر پختونخوا	0	6
179	مئی 20	جنوبی وزیرستان	0	1
180	مئی 21	جنوبی وزیرستان	2	4
181	مئی 23	بھوسہ منڈی، کوئٹہ	13	17
182	مئی 23	سریاب روڈ کوئٹہ	1	0
183	مئی 24	کوئٹہ	1	0
184	مئی 24	تربت، بلوچستان	0	2
185	مئی 24	اورنگی ٹاؤن، کراچی	0	3
186	مئی 24	سعید آباد، پشاور	4	0
187	مئی 27	شانگلہ، خیبر پختونخوا	5	0
188	مئی 28	امامیہ کالونی، پشاور	3	14
189	مئی 28	سوات	1	6
190	مئی 29	کرم ایجنسی	15	0
191	مئی 30	ڈیرہ بگٹی، بلوچستان	1	3
192	مئی 30	کرم ایجنسی	18	0
193	مئی 31	پشاور	1	0
194	جون 2	میرانشاہ، شمالی وزیرستان	0	2
195	جون 3	مستونگ، بلوچستان	2	2
196	جون 6	داودزئی، پشاور	2	3
197	جون 9	شمالی وزیرستان	3	4
198	جون 9	رزمک۔ میرانشاہ روڈ، شمالی وزیرستان	3	1
199	جون 12	میدان، تیراہ، خیبر ایجنسی	1	0
200	جون 12	خیبر چوک، بلدیہ، کراچی	1	0
201	جون 15	کوئٹہ	24	27
202	جون 15	کٹی پہاڑی، قصبہ کالونی، کراچی	1	11
203	جون 18	مردان، خیبر پختونخوا	36	57
204	جون 19	گل بہار، جی ٹی روڈ، پشاور	0	3
205	جون 20	پسنی، بلوچستان	0	1
206	جون 21	گلشن کالونی، پشاور	16	25
207	جون 21	قلعہ سیف اللہ، بلوچستان	1	0
208	جون 22	باجوڑ ایجنسی	2	0
209	جون 23	سعادت ٹاؤن، کرم ایجنسی	1	5
210	جون 23	بنوں، خیبر پختونخوا	1	2
211	جون 26	برنس روڈ، کراچی	10	15
212	جون 26	آواران، بلوچستان	1	3
213	جون 27	کچلاک، کوئٹہ	2	1
214	جون 28	میدان، تیراہ، خیبر ایجنسی	1	6
215	جون 30	علی آباد، ہزارہ ٹاؤن، کوئٹہ	29	60
216	جون 30	بڈھ بیر، پشاور	18	46
217	جون 30	میرانشاہ، شمالی وزیرستان	7	27
218	جولائی 2	زخہ خیل، خیبر ایجنسی	1	0
219	جولائی 2	باجوڑ ایجنسی	1	0
220	جولائی 3	جیکب آباد، سندھ	0	4
221	جولائی 4	شمالی وزیرستان	6	3
222	جولائی 6	پرانی انارکلی، لاہور	5	46
223	جولائی 7	کوئٹہ	0	2
224	جولائی 8	دوآبہ، ہنگو، خیبر پختونخوا	9	11
225	جولائی 8	جمال آباد، صوابی، خیبر پختونخوا	2	0
226	جولائی 8	کوہاٹ	0	3
227	جولائی 9	ذکری محلّہ، لیاری، کراچی	0	21
228	جولائی 9	صوابی	0	0
229	جولائی 10	گرومندر، جمشید ٹاؤن، کراچی	4	12
230	جولائی 11	چمن، بلوچستان	8	10
231	جولائی 11	کچاپکا، کوہاٹ	2	5
232	جولائی 18	باجوڑ ایجنسی	3	2
233	جولائی 19	باڑہ، خیبر پختونخوا	2	0
234	جولائی 20	عیسیٰ نگری، کراچی	1	4
235	جولائی 20	پٹیل پاڑہ، کراچی	3	3
236	جولائی 21	گلشن بونیر، لانڈھی، کراچی	2	7
237	جولائی 21	سکندر پورہ، پشاور	0	2
238	جولائی 22	چمن، بلوچستان	2	4
239	جولائی 22	کوہاٹ	0	3
240	جولائی 23	مچھ، بلوچستان	1	0
241	جولائی 24	دفتر آئی ایس آئی، سکھر	8	50
242	جولائی 26	پاراچنار، کرم ایجنسی	62	180
243	جولائی 26	کرم ایجنسی	2	7
244	جولائی 28	کرم ایجنسی	1	2
245	جولائی 28	ہشت نگری، پشاور	0	4
246	جولائی 31	منگھوپیر، کراچی	0	2
247	اگست 5	ٹوبہ ٹیک سنگھ، پنجاب	3	0
248	اگست 6	گوٹھ پرویز ڈوملی، کشمور	3	1

شدت پسندی کے واقعات میں ہلاکتیں:2013

	سویلین	سکیورٹی فورسز	شدت پسند	کل
بلوچستان	715	136	100	951
فاٹا	309	193	1159	1661
خیبرپختونخوا	595	167	161	923
گلگت بلتستان	12	6	0	18
پنجاب	61	4	9	74
سندھ	1246	152	217	1615
کل	**2938**	**658**	**1646**	**5242**

249	اگست 7	لیاری، کراچی	11	26
250	اگست 7	مستونگ، بلوچستان	3	21
251	اگست 8	پولیس لائن کوئٹہ	39	40
252	اگست 11	ڈیرہ مراد جمالی، نصیرآباد، بلوچستان	1	3
253	اگست 11	ڈیرہ بگٹی، بلوچستان	1	2
254	اگست 11	کرم ایجنسی	1	2
255	اگست 11	پیواڑ، کرم ایجنسی	1	0
256	اگست 11	کرم ایجنسی	0	1
257	اگست 12	کوئٹہ	2	1
258	اگست 13	گلبرگ ٹاؤن، کراچی	2	40
259	اگست 13	سائٹ، کراچی	0	2
260	اگست 21	چمن، بلوچستان	2	10
261	اگست 21	مستونگ، بلوچستان	0	3
262	اگست 22	جنوبی وزیرستان	5	0
263	اگست 22	رینجرز ہیڈکواٹرز، کورنگی، کراچی	2	15
264	اگست 25	خیبرایجنسی	0	4
265	اگست 27	جنوبی وزیرستان	1	0
266	اگست 29	تربت، بلوچستان	2	1
267	اگست 30	مغربی بائی پاس، کوئٹہ	1	0
268	ستمبر 1	شمالی وزیرستان	9	9
269	ستمبر 3	جعفرآباد، بلوچستان	0	2
270	ستمبر 4	کوئٹہ	0	3
271	ستمبر 5	رضویہ سوسائٹی، نارتھ ناظم آباد، کراچی	0	0
272	ستمبر 5	جعفرآباد، بلوچستان	1	0
273	ستمبر 5	بنوں	0	11
274	ستمبر 6	ہشت نگری، پشاور	0	5
275	ستمبر 8	میرانشاہ، شمالی وزیرستان	0	2
276	ستمبر 8	سریاب روڈ، کوئٹہ	2	8
277	ستمبر 8	ڈیرہ مراد جمالی، نصیرآباد بلوچستان	0	4
278	ستمبر 10	صحبت پور، بلوچستان	1	0
279	ستمبر 14	باجوڑ ایجنسی	2	4
280	ستمبر 15	ڈیرہ اسماعیل خان	0	4
281	ستمبر 15	میرانشاہ، شمالی وزیرستان	2	3
282	ستمبر 19	مجید کالونی، لانڈھی، کراچی	3	12
283	ستمبر 19	سربند، پشاور	3	20
284	ستمبر 19	سریاب روڑ، کوئٹہ	0	10
285	ستمبر 20	بولان، بلوچستان	7	4
286	ستمبر 20	مچھ، بلوچستان	0	3
287	ستمبر 20	شانگلہ، خیبرپختونخوا	1	0
288	ستمبر 22	آل سینٹس چرچ، قصہ خوانی بازار، پشاور	85	145
289	ستمبر 22	ترین چوک، سبی، بلوچستان	0	21
290	ستمبر 23	پشین، بلوچستان	5	5
291	ستمبر 23	ملیر ٹاؤن، کراچی	0	8
292	ستمبر 26	سوئی، ڈیرہ بگٹی، بلوچستان	0	4
293	ستمبر 27	چارسدہ روڈ، پشاور	19	42
294	ستمبر 29	قصہ خوانی بازار، پشاور	42	100
295	ستمبر 30	مہمند ایجنسی	0	1
296	اکتوبر 2	سپین ٹل، ہنگو	15	0
297	اکتوبر 2	چمن، بلوچستان	9	16
298	اکتوبر 2	آواران، بلوچستان	2	2
299	اکتوبر 4	رنگ روڈ، پشاور	0	1
300	اکتوبر 5	کرم ایجنسی	0	1
301	اکتوبر 5	کرم ایجنسی	0	2
302	اکتوبر 6	اتحاد ٹاؤن، بلدیہ، کراچی	0	3
303	اکتوبر 6	بنوں۔ میرانشاہ روڈ	3	7

دہشت گردی کے واقعات میں ہلاکتوں کا میزانیہ:2013

ماہ	سویلین	سکیورٹی فورسز	شدت پسند	کل
جنوری	414	70	265	749
فروری	360	44	201	605
مارچ	249	43	193	485
اپریل	230	88	234	552
مئی	283	81	185	549
جون	326	62	104	492
جولائی	240	68	149	457
اگست	224	62	62	348
ستمبر	292	46	71	409
اکتوبر	127	37	70	234
نومبر	144	43	82	269
دسمبر	49	14	30	93
کل	**2938**	**658**	**1646**	**5242**

304	اکتوبر 7	سلمان خیل، بڈھ بیر، پشاور	7	8
305	اکتوبر 8	سریاب، کوئٹہ	0	8
306	اکتوبر 10	لیاقت بازار، کوئٹہ	7	35
307	اکتوبر 10	پرانی انارکلی، لاہور	1	14
308	اکتوبر 10	رنگ روڈ، پشاور	0	3
309	اکتوبر 11	وانا، جنوبی وزیرستان	3	2
310	اکتوبر 12	تری منگل، کرم ایجنسی	0	1
311	اکتوبر 12	کرم ایجنسی	0	1
312	اکتوبر 12	ٹانک، خیبرپختونخوا	1	1
313	اکتوبر 13	مظفرآباد کالونی، لانڈھی، کراچی	1	3
314	اکتوبر 15	مستونگ، بلوچستان	0	19
315	اکتوبر 16	ڈیرہ اسماعیل خان	11	30
316	اکتوبر 18	منگورہ، سوات	2	0
317	اکتوبر 19	ژوب، بلوچستان	0	1
318	اکتوبر 21	نصیرآباد، بلوچستان	7	16
319	اکتوبر 24	لیاری، کراچی	1	2
320	اکتوبر 27	میرانشاہ، شمالی وزیرستان	1	3
321	اکتوبر 29	حیدرسکوائر، حیدرآباد، سندھ	1	0
322	اکتوبر 29	ٹاور مارکیٹ، حیدرآباد	1	0
323	اکتوبر 30	جنوبی وزیرستان	5	0
324	اکتوبر 30	زرغون روڈ، کوئٹہ	5	17
325	اکتوبر 31	باجوڑ ایجنسی	0	3
326	نومبر 3	مشرقی بائی پاس، کوئٹہ	0	2
327	نومبر 4	یکہ توت، پشاور	1	6
328	نومبر 10	گلشن کالونی، کراچی	0	2
329	نومبر 11	پسنی، گوادر، بلوچستان	0	9
330	نومبر 12	لنڈی کوتل، خیبرایجنسی	0	1
331	نومبر 13	نارتھ ناظم آباد	0	20
332	نومبر 13	لنڈی کوتل، خیبرایجنسی	2	0
333	نومبر 14	آواران، بلوچستان	0	3
334	نومبر 16	ڈیرہ سماعیل خان	1	2
335	نومبر 16	بنوں، خیبرپختونخوا	1	6
336	نومبر 16	کوہاٹ روڈ، بڈھ بیر، پشاور	0	3
337	نومبر 17	صوابی، خیبرپختونخوا	1	4
338	نومبر 17	میرعلی، شمالی وزیرستان	0	2
339	نومبر 19	گوادر، بلوچستان	0	5
340	نومبر 19	میرعلی، شمالی وزیرستان	8	0
341	نومبر 21	سرکی روڈ، کوئٹہ	5	23
342	نومبر 21	سیٹلائٹ ٹاؤن، کوئٹہ	3	16
343	نومبر 21	کیچ، بلوچستان	2	0
344	نومبر 21	قلعہ عبداللہ، بلوچستان	0	3
345	نومبر 21	ڈیرہ بگٹی، بلوچستان	0	3
346	نومبر 22	گلبرگ ٹاؤن، کراچی	9	40
347	نومبر 24	سائٹ، کراچی	0	2
348	نومبر 24	اپرکرم ایجنسی	2	1
349	نومبر 24	اپرکرم ایجنسی	1	0
350	نومبر 24	میرعلی شمالی وزیرستان	2	5
351	دسمبر 2	سبی، بلوچستان	1	1
352	دسمبر 2	کورنگی، کراچی	0	3
353	دسمبر 4	خیبرایجنسی	0	4
354	دسمبر 5	قلعہ عبداللہ، بلوچستان	1	20
355	دسمبر 5	قلعہ عبداللہ، بلوچستان	0	0
356	دسمبر 11	کراچی	0	5
357	دسمبر 11	کراچی	0	2
358	دسمبر 12	شمالی وزیرستان	4	0
359	دسمبر 12	کراچی	1	5
360	دسمبر 13	کوئٹہ	0	0
361	دسمبر 15	باجوڑ ایجنسی	0	0
362	دسمبر 15	کراچی	0	4
کل	**1594**	**+3956**		

(بشکریہ، ہم شہری) تحریر و تحقیق: عون علی

نوجوانوں کے حقوق اوران کا نفاذ

ملتان 19.12.2013 کو مظفر گڑھ میں پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے نوجوانوں کے حقوق اوران کے نفاذ کے عنوان کے تحت ایک تقریب کا انعقاد کیا۔ جس میں مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے نوجوان مرد/خواتین شریک ہوئے۔ کمیشن کی جانب سے شرکاء کے سامنے سوالات اٹھائے گئے کہ نوجوان نسل معاشرے میں شدت پسندی کے حوالے سے کس طرح کا کردار ادا کر رہی ہے ۔ سیاسی اور جمہوری عمل سے نوجوانوں کی وابستگی کی نوعیت کیا ہے ؟ کیا نوجوان معاشرتی تبدیلی میں اپنا کوئی کردار دیکھتے ہیں؟ ان سوالات کے جواب میں نوجوانوں نے اپنی آراء کا اظہار کیا۔ فیاض احمد نے کہا کہ نوجوانوں کی صلاحیتوں کا استعمال نہیں کیا جا رہا جس کے باعث وہ مختلف عناصر کے ہاتھوں استعمال ہو رہے ہیں۔ ایسا کوئی منصوبہ نوجوانوں کے علم میں نہیں ہے جس کا مقصد نوجوانوں کو مایوسی اور لاتعلقی سے نکالنا ہو۔ جب ہماری رائے کا احترام ہی نہیں اور جب کوئی ایسا فورم ہی موجود نہیں جس کے ذریعے نوجوان اپنا موقف بیان کر سکیں تو کس طرح نوجوان شدت پسندی کے علاوہ اور کونسا راستہ اپنا سکتے ہیں۔ مجاہد حسین نے کہا کہ سیاسی یا جمہوری عمل سے وابستگی کا مطلب نوجوانوں سے نعرے لگوانا اور انہیں بطور ہتھیار استعمال کرنا ہے۔ کیا کوئی سیاسی جماعت نوجوانوں میں جمہوری اصولوں کو فروغ دینے کے پروگرام یا نصاب رکھتی ہے۔ ظاہر ہے ایسا کرنا سیاسی قیادت کی ترجیحات میں شامل نہیں ہے۔ بلکہ سیاست دانوں کی جانبدارانہ مداخلت کے باعث تعلیم وصلاحیت رکھنے کے باوجود نوجوان اپنے حقوق سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔ نزہت ریاض نے نوجوان خواتین کو درپیش مشکلات پر بات کرتے ہوئے کہا کہ جب والدین ہی اپنی لڑکیوں کے فیصلوں کو تسلیم نہیں کرتے تب نوجوان خواتین اپنے حق کے لئے اپنی مرضی کے اقدامات کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں تب انہیں والدین اور معاشرے کی جانب سے مورد الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔ جن علاقوں میں لڑکیوں کی تعلیم کے ادارے موجود نہیں ہیں وہاں کی لڑکیوں کو کم عمری کی شادی جیسے مسائل کا سامنا ہے۔ اگر چہ حکومت نے شہروں میں خواتین کے لئے بہت ابتدائی نوعیت کی ہنر مندی کے ادارے قائم کئے ہیں لیکن دیہی علاقوں میں یہ سہولت بھی دستیاب نہیں ہے۔ اس طرح نوجوان خواتین کی بہت بڑی تعداد یا تو معمولی نوعیت کی مزدوری کرنے پر مجبور ہیں یا پھر بے روزگاری کا شکار ہیں۔ نصر اللہ خان نے کہا کہ بے روزگاری سے مرد نوجوان زیادہ متاثر ہو رہے ہیں۔ ان میں جہاں ایک جانب ریاست کے متعلق منفی رجحانات گہرے ہوتے جا رہے ہیں وہیں انہیں معاشرے میں جس بے قدری کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے وہ بھی ان میں سماج سے دوری پیدا کرنے کا باعث بن رہی ہے۔ سب سے اہم مسئلہ نوجوانوں میں اعتماد کو فروغ دینا اور ان میں یہ احساس اجاگر کرنا ہے کہ وہ ریاست اور معاشرے کے انتہائی اہم اور مفید رکن ہیں۔ ریاست اور معاشرے پر یہ بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ نوجوان نسل کے مسائل کا پوری طرح ادراک کرے۔ طلحہ حسین نے کہا کہ نوجوانوں کو جو تعلیم دی جا رہی ہے وہ آج کے تقاضوں سے کسی طرح بھی میل نہیں کھاتی اس وقت جو نصاب بچوں کو پڑھایا جا رہا ہے اس کو سمجھنا ہی مشکل ہے اور جن اساتذہ کو پڑھانے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے انہیں خود ان تمام مضامین کے بارے میں علم نہیں ہے۔ سونیا ریاض نے نوجوانوں کو ان کی صلاحیتوں کے مطابق ذمہ داریاں سونپنے کی بات کرتے ہوئے کہا کہ جب تک ریاستی ادارے اور معاشرہ غیر متعصب رویوں کو ترک نہیں کرے گا اس وقت تک نوجوان نسل کے حقوق کا نفاذ ممکن نہیں ہے۔ اگر نوجوانوں کے حقوق کی صورتحال کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ نوجوان تعلیم حاصل کرنے کے باوجود بھی بے روزگار ہیں اور جب روزگار کا حق نہیں حاصل نہیں ہے تو نوجوان کس طرح مثبت رویوں پر کاربند رہ سکتے ہیں۔ شرکاء سے جب کہا گیا کہ وہ اُن مسائل کی نشاندہی کریں جو براہ راست اُن کی صلاحیتوں پر اثر انداز ہو رہے ہیں تو انہوں نے ایک طویل فہرست تیار کی۔ جن میں نمایاں اور مشترکہ مسائل کے حل کے لئے چند سفارشات تیار کی گئیں۔

سفارشات

☆ تعلیم کے لئے درکار زیادہ سے زیادہ وسائل کی فراہمی اور نصاب تعلیم، طریقہ تدریس میں بہتری پیدا کرنا، اس نظام تعلیم سے وابستہ افراد کی صلاحیتوں میں اضافہ کرنے کے لئے ان کی باقاعدہ تربیت اور نگرانی کا موثر طریقہ کار وضع کرنا۔

☆ صحت اور علاج کی بنیادی سہولیات کا قابل اعتماد نظام جس میں پینے کے صاف پانی کی دستیابی اور سیوریج کا مناسب انتظام شامل ہے۔

☆ نوجوان نسل میں بڑھتی ہوئی غربت کی روک تھام کے لئے زیادہ سے زیادہ منصوبے تشکیل دے کر نوجوانوں میں بداعتمادی اور منفی رجحانات کو روکنے کے اقدامات کرنا۔

☆ نوجوان میں بنیادی حقوق کی آگہی بڑھانے اور انہیں بنیادی نوعیت کے قانونی امور سے آگاہ کرنے کے لئے مستقل بنیادوں پر تربیت دینے کے انتظامات کئے جائیں۔

☆ قرضہ جات دینے کی منصوبہ سازی کو ترک کر کے نوجوانوں کے لئے ایسے مواقع پیدا کئے جائیں جن کے ذریعے وہ اپنی صلاحیتوں اور ہنرمندی سے کام لیتے ہوئے روزگار پیدا کر سکیں۔ حکومت جب اپنے لئے یہ نعرہ لگاتی ہے کہ پاکستان کو امداد نہیں تجارت کے مواقع چاہئیں تو وہ اپنے نوجوانوں کے لئے اس نعرے پر عمل کیوں نہیں کرتی۔

☆ نوجوانوں کو بلا امتیاز صنف وعلاقہ، عقیدہ وثقافت کھیل و تفریح کے ایسے مواقع فراہم کئے جائیں جن میں حصہ لے کر انہیں یہ احساس ہو کہ وہ معاشرے اور ریاست کے لئے انتہائی اہم ہیں۔

☆ سیاسی و جمہوری حقوق کو تسلیم کرتے ہوئے تمام سیاسی جماعتیں اور نمائندے نوجوانوں کے پرامن کردار کو یقینی بنانے کے لئے کوشش کریں اور ایسی تمام پالیسیوں کو یکسر ترک کریں جن کے تحت سیاسی جماعتیں نوجوانوں کو ایک دوسرے کے خلاف تشدد کرنے کے لئے اکساتی ہیں اور تشدد سر گرمیوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔

☆ نوجوانوں میں امن، رواداری کے فروغ کے لئے تعلیمی اداروں، سیاسی جماعتوں اور معاشرتی تنظیموں کو مستقل پروگرام تشکیل دینے چاہئیں تاکہ نوجوان تشدد کی جانب راغب نہ ہو سکیں۔

ان تمام سفارشات کے بارے میں اتفاق رائے سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ انہیں مقامی اراکین صوبائی اسمبلی اور ان سفارشات پر عمل درآمد کرانے کے لئے نوجوانوں کا نمائندہ گروپ اپنے نمائندوں سے رابطہ رکھے گا۔ اور پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے کارکن نوجوانوں سے مل کر مشترکہ سرگرمیاں بنائیں گے تاکہ بنیادی مقاصد کو حاصل کیا جا سکے۔

(ایچ آر سی پی، ملتان ٹاسک فورس آفس)

محکمہ کسٹم کے اہلکاروں کا اغواء

گوادر 17 نومبر 2013 کو گوادر کے علاقے جیونی میں نامعلوم افراد جیونی زیرو پوائنٹ کے مقام 3 سے پاکستان کسٹم کے آفیسر سمیت چھ کسٹم اہلکاروں کو اسلحہ کے زور پر اغواء کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔ مقامی ٹی وی چینل کے مطابق بلوچ کالعدم تنظیم، بی ایل ایف کے ترجمان نے مذکورہ واقعہ کی ذمہ داری قبول کر لی ہے۔

(نامہ نگار)

انسانی حقوق کے عالمی معاہدات کے نفاذ کے لیے ضروری قانون سازی کی جائے

حیدرآباد 12 دسمبر 2013 کو بھٹائی سوشل واچ اینڈ ایڈووکیسی نے سندھ امن فورم کے تعاون سے ''عالمی میثاق برائے معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق'' کے موضوع پر ایک تقریب کا اہتمام کیا جس میں انسانی حقوق کے معروف کارکنوں اور مدبرین نے شرکت کی۔ مقررین نے کہا کہ پاکستان نے انسانی حقوق کے متعدد عالمی معاہدات کی توثیق کی ہوئی ہے جس کے باوجود ملک کی حکومتوں نے لوگوں کو تعلیم، صحت اور روزگار جیسے بنیادی حقوق فراہم کرنے کے لیے ضروری قانون سازی نہیں کی۔ انسانی حقوق کے معروف کارکن آئی اے رحمان نے کہا کہ پاکستان کی جانب سے توثیق شدہ عالمی معاہدات کے عملی نفاذ کے لیے ملک میں قانون سازی کی ضرورت ہے۔ بنیادی انسانی حقوق کی بحث 48-1947 میں شروع ہوئی تھی۔ جب سوشلسٹ ممالک نے کہا تھا کہ اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا منشور مغربی دنیا کے حالات کی مطابقت میں ہے جبکہ دنیا کے اس حصے میں صورتحال نمایاں طور پر مختلف ہے۔ انہوں نے کہا کہ بنیادی طور پر یہی وجہ ہے کہ اقوام متحدہ کے معاہدات نے لوگوں کے ذریعہ معاش اور بنیادی حقوق کو توجہ کا مرکز بنایا۔ انہوں نے کہا کہ اس میثاق نے کسانوں اور خواتین کے حقوق کو تحفظ دیا تھا۔ مسٹر رحمان صاحب نے کہا کہ وسائل ہمیشہ ان لوگوں کے پاس رہے ہیں جو اقتدار پر براجمان تھے اور اس بات کا فیصلہ کرتے تھے کہ ان کا استعمال کیسے کیا جائے مگر اس کے باوجود وہ میثاق کی دفعہ 1 (2) کے تحت لوگوں کو ان کے حقوق سے محروم نہیں کرسکتے۔ انہوں نے کہا کہ یہ معاہدات ٹریڈ یونین کی تشکیل کی بات کرتے ہیں جو پاکستان کے تناظر میں بہت زیادہ ضروری ہے جہاں ورکروں کو یونین سازی کی اجازت دینے سے ہمیشہ انکار کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاستان نے آئی ایل او کے معاہدات پر دستخط کر رکھے ہیں جس کے باوجود مزدوروں کو ان کے حقوق دستیاب نہیں ہیں۔ مسٹر آئی اے رحمان کا کہنا تھا کہ سوشل سکیورٹی سے مزدوروں کو احساس تحفظ ملتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میثاق میں صحت کی سہولیات کا حق بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اپریل 2010 تک پاکستان نے مفت تعلیم کا حق تسلیم نہیں کیا تھا۔ اٹھارہویں ترمیم کی منظوری کے بعد پاکستان نے اس حق کو تسلیم کیا مگر تاحال اس حق کا نفاذ نہیں کیا گیا۔ ان کا کہنا تھا کہ ان معاہدات میں درج حقوق ناقابل تقسیم تھے مگر ہمیشہ ایسا نہیں ہوسکا۔ پاکستان نے معاہدات کی تقسیم کی ہے مگر ان کے عملی نفاذ کے لیے ضروری قانون سازی نہیں کی۔ مسٹر رحمان نے سول سوسائٹی سے مطالبہ کیا کہ وہ اس مقصد کے لیے متعلقہ حلقوں پر دباؤ ڈالے۔ زرعی اصلاحات کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ فیڈرل شریعت کورٹ نے زرعی اصلاحات کو غیر اسلامی قرار دیا تھا مگر اس فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا تھا۔ تاہم ان کا کہنا تھا کہ انسانی حقوق کی تنظیموں کو ان رپورٹس کے بارے میں باخبر رہنا چاہیے جو حکومت کی جانب سے آئی سی ای ایس سی آر کو بھیجی جاتی ہیں۔ میثاق کی ایک اچھی چیز یہ ہے کہ اس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ حقائق اور شفافیت پر مبنی رپورٹ تیار کرے۔ ان کا کہنا تھا کہ جب انسانی حقوق کا معاملہ آتا ہے تو امریکہ اور یورپی ممالک سمیت عموماً تمام حکومتیں جھوٹ بولتی ہیں۔ مگر ان رپورٹس کے حوالے سے لوگوں کو باخبر رہنا چاہیے اور حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کو اقوام متحدہ میں ہونے والی بحث سے باخبر کرے۔ انسانی حقوق کے کارکن اسد اقبال بٹ نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ قانونی شعبے میں عظیم شخصیات کے ہوتے ہوئے بھی پارلیمان نے انسانی حقوق کے عالمی معاہدات پر قانون سازی نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ تعلیم کے لیے بجٹ کا صرف دو فیصد مختص کیا گیا تھا جبکہ دفاع کے لیے کثیر رقم مختص کی گئی تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ ریاست کو اپنے قوانین پر اعتماد نہیں ہے۔ جس معاشرے میں بھی قانون کی حاکمیت نہ ہو، ریاست لوگوں کو جبری غائب کا مظاہرہ کرے، اور لوگوں کی مسخ شدہ نعشیں پھینکی جائیں، وہاں لوگ اسلحہ اٹھانے پر مجبور ہوجائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اگر ریاست خود اپنے قوانین کی خلاف ورزی کرے تو پھر لوگ بھی ان کی پاسداری کرنا اپنا فریضہ نہیں سمجھتے۔ مسٹر بٹ نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ ریاست طالبان کے ساتھ مذاکرات کرنے کی شدید خواہاں ہے مگر ان لوگوں سے بات کرنے میں دلچسپی نہیں رکھتی جنہوں نے پرامن جدوجہد کا آغاز کیا تھا۔ تقریب کے ایک اور مقرر انور رشید کا کہنا تھا کہ لوگوں کے ہیرو بھٹائی، بلھے شاہ اور عمر خیام جیسی شخصیات ہونی چاہئیں۔ ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ لوگوں کے ذہنی رویہ جات کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔

(اردو سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

نوجوان کو حراست میں لے کر غائب کرنے کا الزام

بدین 25 نومبر 2013 کو گولارچی سے حیدرآباد جاتے ہوئے جاوید میمن کو حیدرآباد کے قریب سے اغواء کیا گیا۔ نوجوان کے ورثاء نے انٹیلی جنس ادارے پر جاوید کو غائب کرنے کا الزام لگایا ہے۔ واقعے کی چھان بین کے لیے ایچ آر سی پی کے ضلعی کور گروپ کی دو رکنی ٹیم نے گولارچی جا کر معلومات حاصل کیں جن کے مطابق 25 نومبر کی صبح تقریباً ساڑھے سات بجے 23 سالہ نوجوان جاوید علی میمن اپنے کزن کے ہمراہ بذریعہ وین حیدرآباد کے لیے روانہ ہوا۔ وین میں دیگر مسافر بھی سفر کررہے تھے۔ ساتھ سفر کرنے والے اس کے کزن سجاد نے بتایا کہ ٹنڈو محمد خان کے قریب روڈ پر پہلے سے موجود افراد نے وین کو روکا۔ مسافروں سے پوچھ گچھ کی۔ اور جاوید کو زبردستی گاڑی میں بٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ اس علاقے میں پہلے بھی انٹیلی جنس ادارے کی طرف سے لوگوں کو اغواء کیا گیا ہے۔ جنہیں تشدد کے بعد چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جاوید کو ایک سال قبل بھی گولارچی سے اٹھائے جانے والے قوم پرست رہنما ناز نوتکانی کی رہائی کے لیے احتجاج کرنے کے جرم میں حراست میں لیا گیا تھا۔ اس وقت وہ پولیس کی حراست میں تھا مگر اس مرتبہ قانون نافذ کرنے والے ادارے کے اہلکاروں نے غائب کردیا ہے۔ جاوید کے بھائی نور احمد نے عدالت میں پٹیشن درج کی ہے اور قوم پرست جماعتوں کی جانب سے مختلف شہروں میں احتجاج بھی جاری ہے۔

(سلیم جروار)

تین افراد ہلاک

پاراچنار کرم ایجنسی میں تین مختلف علاقوں میں دھماکوں سے خاتون سمیت تین افراد ہلاک ہوگئے۔ جن میں دو افراد شدید زخمی ہوگئے۔ پولیٹیکل حکام نے تحقیقات کا حکم دیا ہے۔ کرم ایجنسی کے پیواڑ ہمزے کے مقام پر خروٹی سے آنے والی پک اپ گاڑی بارودی سرنگ کا شکار ہوگئی۔ جس کے نتیجے میں میاں بیوی حمید خان اور زوجہ حمید اور غازی خان موقع پر جاں بحق ہوگئے۔

(عظمت علی)

تنخواہوں کی ادائیگی کا مطالبہ

عمرکوٹ 10 دسمبر کو عمرکوٹ ضلع میں محکمہ ٹریژری اور ریوینیو کے ملازموں گلشیر شاہ، چیتن داس وغیرہ نے پریس کلب عمرکوٹ کے سامنے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ ان کی تنخواہیں گزشتہ چھ ماہ سے نہیں دی جارہی ہیں۔ جس کے باعث ان کے خاندان فاقہ کشی کا شکار ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ جلد تنخواہیں دے کر ملازمین کی مشکلات دور کی جائیں۔

(اوکھو منروپ)

بھوک کے خاتمے کے لیے مارچ

حیدرآباد پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق اسپیشل ٹاسک فورس حیدرآباد کی جانب سے 'بھوک کا خاتمہ بنیادی انسانی حق' ہے کے بینر تلے مارچ کا اہتمام کیا گیا۔انسانی حقوق کے کارکنان اور سول سوسائٹی تنظیموں کے نمائندگان اولڈ کیمپس سندھ یونیورسٹی سے ,ایس پی چوک,سول کوٹ روڈ اور ریڈیو پاکستان بلڈنگ سے مارچ کرتے ہوئے حیدرآباد پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا۔شرکاء نے ہاتھوں میں پلے کارڈز اور بینر اٹھا رکھے تھے جس میں بھوک اور غربت کے اسباب کو اجاگر کیا گیا تھا۔پلے کارڈز میں ذخیرہ اندوزی,مہنگائی اور کم آمدن والے خاندانوں کی کفالت کے حوالے سے نعرے درج تھے اور حکومت کو ان معاملات کو سنجیدگی سے دیکھنے اور عام عوام کے معاشی اور سماجی حالات بہتر کرنے کے مطالبے درج تھے۔مارچ کے اختتام پر مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں معاشی بحرانوں کا سبب حکومت کی غلط پالیساں، وزارء کی فضول خرچیاں اور بیوروکریسی کی کرپشن ہے۔انہوں نے کہا کہ ملک کی آدھی آبادی صحت مند کھانے کی پہنچ سے دور ہے اور ملک کے 120اضلاع میں محض 10اضلاع میں سے عالمی معیار کے کھانے کی اشیاء میسر ہیں۔انہوں نے کہا کہ ملک میں بیروزگاری کھانے کی قلت,مہنگائی,ذخیرہ اندوزی,خوراک کی اسمگلنگ کی وجہ سے ملک کی بڑی آبادی بھوک اور بیماریوں کا شکار ہے۔انہوں نے کہا کہ عالمی طور پر ہونے والی سروے رپورٹس کے مطابق پاکستان ان ممالک کی درج بندی میں آخری نمبروں پر ہے جہاں خوراک نہ ملنے کی وجہ سے نوزائیدہ بچے اپنی زندگی کے پانچ سال مکمل کرنے سے قبل فوت ہوجاتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ پاکستان میں زچگی کے دوران ماؤں اور بچوں کی اموات کا سبب غذائیت سے بھرپور خوراک کی کمی بتایا گیا ہے۔انہوں نے کہا کہ ملک میں دہشت گردی, بدامنی, بھتہ خوری اور خودکشی کے واقعات میں اضافہ کا سبب بھی معاشی پالیساں ہیں جس کے باعث نوجوان جب اپنے گھروں میں آٹا اور روٹی نہیں دیکھتے اور بھوک میں مبتلا ہوتے ہیں تو وہ قانون ہاتھ میں لیتے ہیں۔مارچ کی قیادت ساؤتھ ایشیا پارٹنرشپ کی شہناز شیدی, اسپارک کی بینا حسین, ایچ آر سی پی کے کوآرڈینیٹر ڈاکٹر اشوتھاما, ٹرانسجینڈر ویلفیئر آرگنائیزیشن کے اشرف سیان, ایچ آر سی پی کے سینئر میمبران سید شاکر علی لالا عبدل حلیم شیخ,عمران برنی, کرسچن کمیونٹی نیٹ ورک کے بوٹا مسیح آئی سی جے کے ریجنل کوآرڈینیٹر چندن ماالھی اور دیگر کررہے تھے۔

(ڈاکٹر اشوتھاما)

سندھ میں 11ماہ میں 641افراد قتل

سکھر سندھ امن فورم کی سروے رپورٹ کے مطابق سندھ میں سال 2013ء میں 11ماہ کے دوران قبائلی تنازعات کے 852 واقعات میں 641افراد کو موت کی بھینٹ پر چڑھادیا گیا,جس میں 564مرد, 57خواتین اور 20بچے شامل ہیں,انکے علاوہ 1733زخمی ہوئے جس میں 1581مرد اور 152خواتین شامل ہیں,قبیلائی دہشگردی کے واقعات میں 85افراد کو اغوا کیا گیا جن میں 25خواتین اور 60مرد شامل ہیں۔ سب سے زیادہ واقعات خیر پور میرس میں پیش آئے۔جن کی تعداد 127ہے,دوسرے نمبر پر ضلع شکارپور میں 126اور تیسرے نمبر پر ضلع لاڑکانہ میں 104واقعات رپورٹ ہوئے۔سب سے زیادہ 138افراد شکارپور میں قتل ہوئے,دوسرے نمبر پر لاڑکانہ میں 104اور تیسرے نمبر خیر پور میں 88افراد موت کی بھینٹ چڑھ گئے۔سندھ امن فورم نے حکام سے اپیل کی ہے کہ قبائلی دہشگردی پر قابو پایا جائے۔اسکے علاوہ جرگہ سسٹم پر پابندی عائد کی جائے۔تمام معاملات کورٹ کے ذریعے حل کیے جائیں,جلد اور پائیداری انصاف کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے تاکہ جیسے کورٹوں میں ہونے والے مقدمات کو فوری حل ہو سکے تاکہ لوگوں کا اعتماد بحال ہوسکے,تعلیم کو عام کیا جائے۔بند اسکولوں کو کھولنے کے لئے حکومت اقدامات کرے اور نصاب میں انسانی حقوق کے بارے میں تعلیم دی جائے تاکہ امن کو یقینی بنایا جائے۔قبائلی دہشتگردی کی وجہ سے نکل مقانی کرنے والوں کو آئی ڈی پیز تسلیم کیا جائے اور انھیں دوبارہ آبادکاری کے لئے مدد فراہم کی جائے۔

(عبدالغفور شاکر)

نجی جیل پر چھاپہ 21افراد بازیاب

گھوٹکی 17دسمبر کو گھوٹکی کے گیمڑو تھانے کی حدود میں گاؤں شیر علی کے نزد امیندار عبدالرسول چاچڑ کے نجی جیل پر چھاپہ مارا گیا جہاں سے تین سال قید ضلع مٹھی کے رہائشی مارواڑی خاندان سے تعلق رکھنے والے 21افراد کو بازیاب کرایا گیا, جس میں چنو,نرسنگ,سوچو,گیانچند,ملوک,مائی رادھا,گڈی, آلون, مائی سونی,حکیماں,معصوم بچے میرا,کیش,جلال,بانو اور دیگر شامل تھے,بازیاب ہوئے مرد,خواتین اور بچوں کو گھوٹکی کی عدالت میں پیش کیا گیا,جنھیں عدالت نے اپنی مرضی پر رہنے کی اجازت دی,نجی جیل میں قید کے قریبی رشتے دار چھمن داس نے اپنے وکیل کی معرفت ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن کورٹ گھوٹکی کو درخواست دائر کرائی تھی کہ وڈیرے عبدالرسول چاچڑ کی نجی جیل میں جبری مشقت کرائی جارہی ہے جہاں سے پولیس نے چھاپہ مارکر 21افراد کو بازیاب کرالیا۔ (عبدالغفور شاکر)

اغواء ہونے والے کان بازیاب نہ ہوسکے

شانگلہ ضلع شانگلہ سے تعلق رکھنے والے 16کان کن جوکہ دوسال قبل خیبر ایجنسی میں کالاخیل طول مائنز سے اغواء کیے گئے تھے۔انہیں تاحال بازیاب نہیں کروایا جاسکا۔مغویان کے اہل خانہ نے تمام متعلقہ حکام سے ان کی بازیابی کے لیے اپیلیں کیں مگر اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک اس حوالے سے کوئی پیش رفت نہیں ہوسکی۔میڈیا کے نمائندوں اور انسانی حقوق کے کارکنوں نے مرکزی وصوبائی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مغویان کو فوری طور پر بازیاب کروایا جائے۔

(علی رحمان)

بارودی سرنگ پھٹنے سے ایک شخص زخمی

پاراچنار کرم ایجنسی کے علاقہ مالی خیل میں بارودی سرنگ پھٹنے سے ایک شخص شدید زخمی ہوگیا۔دھماکے سے زخمی شخص کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی۔ پولیٹیکل حکام اور ہسپتال ذرائع کے مطابق اپر کرم کے سرحدی علاقے مالی خیل میں تورغر کے مقام پر نامعلوم دہشت گردوں نے بارودی سرنگ مٹی کے اندر چھپا رکھا تھا۔جونہی جنت نامی شخص کا پاؤں بارودی سرنگ سے ٹکرا گیا تو زوردار دھماکہ ہوا اور وہ شدید زخمی ہوگیا جس سے اس کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی۔

(عظمت علی)

ایک اور مسخ شدہ لاش کی برآمدگی

قلات جاوید بلوچ تحصیل منگچر کا رہائشی ہے اور کوئٹہ میں کالج میں ویر تعلیم ہے اور وہ دس نومبر کو اپنے گاؤں تحصیل منگچر آیا تھا جس کی بہن کی شادی ہونے والی تھی۔15نومبر کو وہ گاؤں سے بازار گیا اور واپس نہیں آیا۔گاؤں کے ایک شخص نے اس کے گھر والوں کو اطلاع دی کہ شام چار بجے کے قریب تحصیل منگچر کے بازار سے جاوید کو ایف سی والوں نے اٹھایا اور گاڑی میں ڈال کر ساتھ لے گئے۔گاؤں والوں نے علاقہ کے معتبرین کو اطلاع دی جنھوں نے ایف سی کے حکام سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے رابطہ کرنے سے انکار کردیا جبکہ تیس نومبر کی صبح ایک چرواہے نے ایک پل کے نیچے ایک لاش دیکھی جس کی شناخت جاوید کے نام سے ہوئی جسے سپرد خاک کردیا گیا۔

(محمد علی)

صحت

غذا کی فراہمی یقینی بنائی جائے

خانیوال پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے ضلعی کور گروپ خانیوال نے بھوک کے خاتمے کے عملی دن کے موقع پر چوک شانگلہ والہ خانیوال شہر میں ایک پرامن مظاہرے کا اہتمام کیا۔ جس میں سول سوسائٹی نیٹ ورک خانیوال کے اراکین اور انسانی حقوق کے مدافعین نے شرکت کی۔ شرکاء کا کہنا تھا کہ صحت مند اور متوازن غذا تک رسائی عوام کا بنیادی حق ہے۔ جس کا تحفظ حکومت کا اولین فریضہ ہے۔ شرکاء نے مزید کہا کہ ملک میں غذا کا بحران امن عامہ کی خراب صورتحال کا سبب بن سکتا ہے۔ حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ حکومت کے تمام افراد کو غذا کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔ مظاہرے کی قیادت مسٹر شہزاد فرانسس، محترمہ عقیلہ ناز اور راقم الحروف کر رہے تھے۔ (اختر حسین)

غذائی تحفظ پر زور

کراچی۔ آئندہ سالوں میں خوراک کی پیداوار اور اس کی مقدار کم ہوگی۔ یہ بات معروف تحقیق کار اور ماہر زراعت طاہر حسنین نے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے کراچی چیپٹر دفتر میں بھوک کے خاتمے کے عالمی دن کے موقع پر کی کہا۔ ملک میں غذائی تحفظ پر گفتگو کے دوران انہوں نے کہا کہ موسم کی تبدیلی جس کا مطلب طویل موسم گرما اور مختصر موسم سرما ہے، اسے ملک میں فصلوں کی پیداوار پر شدید اثر پڑے گا۔ ''درجہ حرارت بڑھ جائے گا اور بارشیں کم ہو جائیں گی''۔ انہوں نے کہا کہ خوراک تک دسترس اور دستیابی ایک انسانی حق ہے اور اس کو یقینی بنانا حکومت پر لازم ہے۔ ''جو خوراک پیدا کی جارہی ہے وہ کم قیمت پر دستیاب ہونی چاہئے۔ پاکستان میں غذائی تحفظ پر اثر انداز ہونے والے عوامل پر بحث کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ دنیا کے چھٹے کثیر آبادی والے ملک ہونے کے ناطے پاکستان کو بے پناہ خوراک کی ضرورت ہے۔ حسنین نے کہا کہ ملک میں شہرکاری کا عمل کا ایک خطرناک رجحان ہیز کیونکہ شہروں کے گردونواح کی زمین جو کبھی کاشت کے لیے استعمال ہوتی تھی انہیں ہاؤسنگ پراجیکٹ میں تبدیل کیا جارہا ہے۔ شہری علاقوں میں کچن گارڈن کا تصور ختم ہو چکا ہے اور لوگ اپنے صحن میں بھی سبزیاں کاشت نہیں کرتے۔ شہری علاقوں میں رہنے والے لوگ غذائی فصلوں کی پیداوار کے لیے محض دیہی علاقوں پر انحصار کرتے ہیں۔ حسنین نے کہا کہ زراعت کے شعبے میں ترقی جدید طرائق کار اور مشینری کے ساتھ خواتین کا کردار بھی محدود ہو چکا ہے۔ صنفی امتیاز پایا جاتا ہے اور خواتین کے کردار میں کمی آ گئی ہے۔ مرد جن کی کاروبار کے ساتھ وابستگی خواتین سے زیادہ ہے وہ مرکزی کردار ادا کر رہے ہیں۔ کارپوریٹ کاشتکاری کا رجحان بھی باعث تشویش ہے جس میں حشرات کش ادویات اور کیمیکل کا استعمال کیا جاتا ہے اور جس کے نتیجے میں کم وقت میں زیادہ پیداوار ہوتی ہے۔ میں لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہمیشہ پھل اور سبزیاں خریدنے کے بعد انہیں دھوئیں کیونکہ بازاروں بالخصوص سبزی منڈی کے دکاندار ان کا ذخیرہ کرنے کے لیے حشرات کش ادویات استعمال کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فصل کی کٹائی کے بعد بھی ان پر حشرات کش ادویات اور کیمیکل استعمال کئے جاتے ہیں تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ وہ خراب نہ ہوں۔ حسنین نے خوراک کے معاملے میں سیاست کے مسئلے کو بھی اجاگر کیا۔ مثال کے طور پر جب خوراک کو ذخیرہ کیا جاتا ہے لیکن یہ لوگوں کے لیے دستیاب نہیں ہوتی۔ انہوں نے معیاری مصنوعات کی برآمد اور ناقص اجناس کے درآمد کو بھی غذائی تحفظ پر اثر انداز ہونے والے عوامل قرار دیا۔
(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ایکسپریس ٹربیون)

عوام کو غذائی تحفظ یقینی بنایا جائے

حیدرآباد 29 نومبر 2013 کو سول سوسائٹی کی تنظیموں کی جانب سے ''بھوک کا خاتمہ بنیادی انسانی حق ہے'' کے عنوان سے اولڈ کیمپس سے حیدرآباد پریس کلب تک ریلی نکالی گئی۔ شرکاء نے ہاتھوں میں پلے کارڈز اور بینرز اٹھا رکھے تھے جس میں بھوک اور غربت کے اسباب کو اجاگر کیا گیا تھا۔ پلے کارڈز میں ذخیرہ اندوزی، مہنگائی اور کم آمدن والے خاندانوں کی کفالت کے حوالے سے نعرے درج تھے اور حکومت کو ان معاملات کو سنجیدگی سے دیکھنے اور عام عوام کے معاشی اور سماجی حالات بہتر کرنے کے مطالبے درج تھے۔ مارچ کے اختتام پر مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک کی آدھی آبادی صحت مند کھانے کی پہنچ سے دور ہے اور ملک کے 120 اضلاع میں سے محض 10 اضلاع میں عالمی معیار کے کھانے کی اشیاء میسر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں بیروزگاری، کھانے کی قلت، مہنگائی، ذخیرہ اندوزی، خوراک کی سمگلنگ کی وجہ سے ملک کی زیادہ آبادی بھوک اور بیماریوں کا شکار ہے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی طور پر ہونے والے سروے رپورٹس کے مطابق پاکستان ان ممالک کی درجہ بندی میں آخری نمبروں پر ہے جہاں خوراک نہ ملنے کی وجہ سے نوزائیدہ بچے اپنی زندگی کے پانچ سال مکمل کرنے سے قبل فوت ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں زچگی کے دوران ماؤں اور بچوں کی اموات کا سبب غذائیت سے بھرپور خوراک کی کمی بتایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں دہشت گردی، بدامنی، بھتہ خوری اور خودکشی کے واقعات میں اضافے کا سبب بھی معاشی پالیسیاں ہیں جس کے باعث نوجوان جب اپنے گھروں میں آٹا اور روٹی نہیں دیکھتے اور بھوک کا شکار ہوتے ہیں تو وہ قانون ہاتھ میں لیتے ہیں۔
(عبدالحلیم شیخ)

معذور افراد کے حقوق پر زور

حیدرآباد ملک کے دیگر شہروں کی طرح حیدرآباد میں بھی 4 دسمبر 2013 کو معذورین کے عالمی دن کے موقع پر سرکاری ادارے اور سماجی تنظیموں کی جانب سے ریلیاں نکالی گئیں اور سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ ڈائریکٹوریٹ آف اسپیشل ایجوکیشن، حیدرآباد ویلفیئر ایسوسی ایشن آف بلائنڈ کے تحت اولڈ کیمپس سے، حیدرآباد سماجی اتحاد کی جانب سے گول بلڈنگ سے پریس کلب تک ریلی نکالی گئی جس میں شرکاء معذور افراد کو درپیش مسائل کے حل کے لیے نعرے لگا رہے تھے۔ ریلی سے خطاب کرتے ہوئے عابد شیخ، علی میمن، علی نواز پیرزادہ، عبدالغفار شیران، سید فہیم الدین اور دیگر نے کہا کہ حکومت اور دیگر اداروں کی جانب سے معذور افراد کے مسائل کے حل کے لیے بلند و بانگ دعوے تو کرتے ہیں لیکن عملاً کوئی کام نہیں ہوتا جس کی وجہ سے پڑھے لکھے معذور افراد دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نابینا اور معذور افراد کی فنی تربیت کے لیے فنی تعلیمی اداروں میں کوٹہ مختص کیا جائے بلدیاتی اداروں کو پابند کیا جائے کہ وہ معذوروں کی فلاح و بہبود سمیت تعلیم و تربیت کے لیے قائم رض کار تنظیموں کو فنڈ زدیں۔ (لالہ عبدالحلیم)

ماحولیاتی تحفظ پر زور

جھنگ ایچ آر سی پی کے ڈسٹرکٹ کور گروپ جھنگ نے پاکستان میں سوسائٹی برائے تحفظ ماحولیاتی و معاشرتی تعلیم (رجسٹرڈ) محکمہ سوشل ویلفیئر اور ہارون پرائمری ایجوکیشنل سوسائٹی کے ساتھ مل کر جھنگ میں بچوں کے حقوق بارے شعور و آگہی پھیلانے کے مشترکہ کوشش کرنے کے لیے ایک اتحاد آرچ کے نام سے قائم کیا۔ آرچ کے زیر اہتمام فیصلہ کیا گیا کہ بچوں کے ساتھ حقوق کو خصوصیت کے ساتھ اجاگر کیا جائے۔ بچوں کے نام کا اندراج، نیوٹریشن، سکیورٹی، تعلیم، صحت، ترقی، صاف ماحول۔ آرچ کے تحت درج ذیل سکولوں میں جا کر ٹیچرز اور سٹوڈنٹس کو سکول اسمبلی میں خطاب ہو کر اس پروگرام کا تعارف کرایا گیا۔ تمام سکولوں میں یہ

درخواست کی گئی کہ ماحولیاتی آلودگی کے خلاف طلباء وطالبات میں شعور وآگہی پیدا کرنے کے لیے ماحول بچاؤ کمیٹیاں قائم کی جائیں۔ تجویز کیا گیا کہ ان کمیٹیوں میں نہم اجلاس کے 20 سے 25 طلباء وطالبات کو شامل کیا جائے اور ایک ٹیچر کو انچارج بنادیا جائے۔ سربراہ ادارہ اس کمیٹی کے سربراہ ہوں گے جبکہ محکمہ ماحولیات، محکمہ سوشل ویلفیئر اور آج کا ایک ایک نمائندہ ان کمیٹیوں کے ماہانہ اجلاس میں شرکت کرے گا۔ ان کمیٹیوں کو Make your school clean and green کا سلوگن دیا گیا۔ تمام سکولوں کی انتظامیہ نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور فیصلہ کیا کہ ماہ دسمبر میں ان کمیٹیوں کی تشکیل کرلی جائے گی تاہم سکولوں میں ٹیسٹ اور موسم سرما کی تعطیلات کی وجہ سے ان کمیٹیوں کو ماہ جنوری سے فعال کیا جائے گا۔ مذکورہ بالا سکولوں کے سربراہان کو انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ کی ایک ایک کاپی بھی دی گئی۔

(قمر زیدی)

بھوک کے خاتمے کے کا مطالبہ

حیدرآباد پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق اسپیشل ٹاسک فورس حیدرآباد کی جانب سے 29 نومبر کو بھوک کے خاتمے کے لیے مارچ کا اہتمام کیا گیا۔ انسانی حقوق کے کارکنان اور سول سوسائٹی کے نمائندوں نے اولڈ سپیشل سندھ یونیورسٹی سے، ایس پی چوک، سول کوٹ روڈ اور ریڈیو پاکستان بلڈنگ سے مارچ کرتے ہوئے حیدرآباد پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ شرکاء نے ہاتھوں میں پلے کارڈز اور بینر اٹھا رکھے تھے جس میں بھوک اور غربت کے اسباب کو اجاگر کیا گیا تھا۔ پلے کارڈز میں ذخیرہ اندوزی، مہنگائی اور کم آمدن والے خاندانوں کی کفالت کے حوالے سے نعرے درج تھے اور حکومت سے ان معاملات کو سنجیدگی سے دیکھنے اور عام عوام کے معاشی اور سماجی حالات بہتر کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ مارچ کے اختتام پر مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں معاشی بحرانوں کا سبب حکومت کی غلط پالیساں، وزراء کی فضول خرچی اور بیوروکریسی کی کرپشن ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کی آدھی آبادی صحت مند کھانے کی پہنچ سے دور ہے اور ملک کے 120 اضلاع میں محض 10 اضلاع میں سے عالمی معیار کے کھانے کی اشیاء میسر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں بیروزگاری، کھانے کی قلت، مہنگائی، ذخیرہ اندوزی، خوراک کی اسمگلنگ کی وجہ سے ملک کی بڑی آبادی بھوک اور بیماریوں کا شکار ہے۔ انہوں نے کہا کہ بعض رپورٹس کے مطابق پاکستان ان ممالک کی درج بندی میں آخری نمبروں پر ہے جہاں خوراک نہ ملنے کی وجہ سے نوزائیدہ بچے اپنی زندگی کے پانچ سال مکمل کرنے سے قبل فوت ہوجاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں زچگی کے دوران ماؤں اور بچوں کی اموات کا سبب غذائیت سے بھرپور خوراک کی کمی بتایا گیا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ملک میں دہشت گردی، بدامنی، بھتہ خوری اور خودکشی کے واقعات میں اضافہ کا سبب بھی معاشی پالیساں ہیں۔ مارچ کی قیادت اشوتھاما، ٹرانسجینڈر ویلفیئر آرگنائزیشن کے اشرف سیان، ایچ آر سی پی کے سینئر میمبران سید شاکر علی، لالا عبدالحلیم شیخ، عمران برنی، کرسچن کمیونٹی نیٹ ورک کے بوٹا مسیح آئی سی جے کے ریجنل کوآرڈینیٹر چندن مالھی اور دیگر کررہے تھے۔

(ڈاکٹر اشوتھاما)

ڈاکٹروں کی خالی اسامیاں پُر کی جائیں

نوشکی ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال میں 9 میڈیکل آفیسر، 5 لیڈی میڈیکل آفیسر، ای این ٹی سپیشلسٹ فزیشن آرتھوپیڈک کی اسامیاں عرصہ دراز سے خالی ہیں۔ اس طرح نوشکی ڈسٹرکٹ میں دیہی علاقوں کے مختلف مراکز صحت میں میڈیکل آفیسروں کی 13 لیڈی میڈیکل آفیسروں کی دو آسامیاں خالی ہیں۔ 2007 اور 2012 میں پیرا میڈیکس کی مختلف خالی اسامیوں پر دومرتبہ انٹرویو اور ٹیسٹ ہونے کے باوجود بھی 6 مساوی طویل عرصہ گزرنے کے باوجود بھی محکمہ صحت اور عدالتی نمائندوں کے سیاسی چپلقش کی وجہ سے تقرریاں عمل میں نہیں لائی گئی ہیں۔ جس کی وجہ سے نوشکی ڈسٹرکٹ کے دو لاکھ سے زائد آبادی صحت کے بنیادی سہولتوں کی عدم فراہمی کے باعث مشکلات کا شکار ہے۔ نوشکی کے عوام نے مطالبہ کیا ہے کہ تمام خالی اسامیوں پر تقرریاں کی جائیں۔

(محمد سعید)

پولیو ویکسین کو موثر بنانے پر زور

پاراچنار پاراچنار میں پولیو مرض سے آگاہی کے حوالے سے منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے پولیٹیکل آفیسر مقصود الحسن، ایجنسی سرجن ڈاکٹر معین بیگم، میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر صابر حسین، چلڈرن سپیشلسٹ ڈاکٹر ناصر حسین اور دیگر مقررین نے کہا کہ پاکستان بھر میں 67 پولیو کیسز سے 47 کا تعلق فاٹا سے ہونا انتہائی تشویشناک بات ہے اور 70 فیصد پولیو مریضوں کی فاٹا میں موجودگی کسی بڑے المیے سے کم نہیں۔ مقررین کا کہنا تھا کہ وقت آگیا ہے کہ ملک خصوصاً فاٹا سے پولیو کا خاتمہ کریں اور اس مہم میں محکمہ صحت کا ہاتھ بٹائیں اور اپنے بچوں کے مستقبل کو تباہی سے بچائیں۔ تقریب کے اختتام پر پانچ سال سے کم عمر کے بچوں کو پولیو ویکسین کے قطرے پلائے گئے۔

(عظمت علی)

اقلیتیں

16 ہندو خاندان بھارت روانہ ہوگئے

گھوٹکی مذہبی انتہا پسندی، جاگیردارانہ نظام، بدامنی، بھتہ خوری سے تنگ آکر ضلع گھوٹکی سے 16 ہندو خاندان سندھ چھوڑ کر بھارت روانہ ہوگئے ہیں، جس میں جروار کے رہائشی آنند کمار، اجیت کمار، وجنہ رام، ہری داس اور خانپور مہر کے رہائشی ہری کشور، کپیل کمار اور سوبھ راج سمیت 16 خاندانوں پر مشتمل 53 افراد شامل ہیں۔ آنند کمار نے بتایا کہ سندھ میں وہ محفوظ نہیں ہیں، اس لئے مجبور ہوکر سندھ کو چھوڑ کر ہندستان جارہے ہیں، اجیت کمار اور انکی بیوی انیتا بائی نے کہا کہ بااثر لوگ بھتہ خوری کے لئے تنگ کرتے تھے، نہ دینے پر موت قتل کی دھمکیاں ملتی تھیں۔

(عبدالغفور شاکر)

3 ہندو مزدوروں کا اغواء

عمرکوٹ 20 نومبر کو عصمت اللہ پٹھان بھٹہ مالک کی طرف سے تین ہندو مزدوروں کو اغواء کرنے کے خلاف ہاری خاتون رہنما ویرو کولہی اور پانچوں کولہی کی رہنمائی میں پریس کلب عمرکوٹ کے آگے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ اس موقع پر مظاہرین نے کہا کہ عدالتی حکم پر سامارو پولیس نے پچاس بھٹہ مزدوروں کو رہا کرایا تھا جب کہ بعد ازاں تین مزدوروں کو بااثر بھٹہ مالکان عصمت اللہ پٹھان اور نصراللہ پٹھان نے دوبادہ اغواء کرکے غائب کردیا۔ مظاہرین کا کہنا ہے کہ بھٹہ مزدوروں کو جلد از جلد رہا کیا جائے۔ اور ان کے اغواء میں ملوث تمام ملزمان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

(اوکھو منروپ)

ہندو بھٹہ مزدوروں کی بازیابی

عمرکوٹ 19 نومبر کو سیشن کورٹ کے حکم پر سامارو پولیس نے کنری روڈ پر واقع عصمت اللہ پٹھان کے اینٹوں کے بھٹہ پر چھاپہ مار کر پچاس بھٹہ مزدوروں کو رہا کرایا جن میں شریمتی پالو، گوری، بھورجی، پرتاب، ہرجی، اور دیگر شامل تھے۔ بازیاب ہونے والے تمام مزدور کولہی برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے مطابق بھٹہ مالکان ان سے جبری مشقت لیتے تھے۔ بازیاب شدہ افراد کے مطابق ملزم ان کو تشدد کا نشانہ بناتا تھا اور انہیں کہیں آنے جانے کی آزادی نہیں تھی۔

(اوکھو منروپ)

تعلیم

اساتذہ کے مطالبات تسلیم کئے جائیں

بلوچستان بلوچستان کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے گزشتہ حکومت نے آغاز حقوق پیکج متعارف کیا۔ 30 جون 2010 کو حکومت نے ایک حکمنامہ جاری کرتے ہوئے بلوچستان سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ تعلیم یافتہ پانچ ہزار نوجوانوں کو محکمہ تعلیم کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا تھا۔ محکمہ تعلیم نے ان اساتذہ کرام کو مختلف سکولز، کالجز میں مذکورہ اساتذہ کو تین اقسام میں تقسیم کرکے ایلیمنٹری سکول ٹیچرز، ہائی سکول ٹیچرز اور اسسٹنٹ لیکچررز کے عہدوں پر تعینات کیا گیا۔ موجودہ حکومت نے تمام حالات وواقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے بیوروکریسی اور سیاستدانوں پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی۔ مذکورہ کمیٹی کے فیصلے کی روشنی میں حکومت وقت نے 23 مئی 2013 کو نوٹیفکیشن کے اجراء کا اعلان کرتے ہوئے پانچ ہزار مرد وخواتین اساتذہ کو مستقل کردیا۔ مگر سابقہ تین سالہ سروس کو شمار نہیں کیا گیا جو کہ ان کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔ اس کے علاوہ ساتھ ساتھ وہ گزشتہ تین سال باقاعدگی سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں لیکن وہی تنخواہیں لے رہے ہیں جس کی بنیاد پر وہ بھرتی کئے گئے تھے۔ کمیشن برائے انسانی حقوق نے پسنی میں اساتذہ کی تنظیم ایچ ٹی اے کے صدر ودیگر عہدیداروں کے ساتھ ملاقات کرکے ان کے اصل مسائل کو جاننے کی کوشش کی۔ انہوں نے بتایا کہ ضلع گوادر میں بلوچستان پیکج کے تحت کل 141 اساتذہ کرام بھرتی کئے گئے جن میں 60 خواتین کے علاوہ 81 مرد حضرات مختلف تعلیمی اداروں میں اپنی اپنی خدمات بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ نوٹیفکیشن کے اجرا کے باوجود حکومت وقت اور محکمہ تعلیم کی جانب سے اساتذہ کے انفرادی آرڈرز نہیں ہوسکے۔ دریں اثناء تنخواہوں کے حوالے سے مذکورہ اساتذہ کو سخت مشکلات درپیش ہیں۔ اس ضمن میں انہوں نے پُرزور مطالبہ کیا کہ ان کی تنخواہیں بروقت اور باقاعدگی سے ادا کریں۔

(غلام یاسین)

اساتذہ کو مستقل کیا جائے

باڑہ فاٹا کے تعلیمی لحاظ سے پسماندہ علاقوں میں شرح خواندگی بڑھانے کی غرض سے 1998 میں کمیونٹی کی سطح پر کمیونل پراجیکٹ پرائمری سکول کھولے گئے۔ ان کمیونل سکولوں میں طویل خدمات سرانجام دینے والے عملے نے اب تک انتہائی نامساعد ومخدوش وشورش زدہ حالات کے باوجود اپنی فرائضِ منصبی بطریق احسن تندہی اور جانفشانی سے ادا کئے ہیں۔ وہ سروس مستقلی کے بنیادی حق سے محروم ہیں حالانکہ پارلیمان کی قائمہ کمیٹی برائے سیفران اور کابینہ کی ریگولرائزیشن کمیٹی ان کمیونل اساتذہ کی سروس مستقلی کا حق تسلیم کرچکے ہیں۔ قائمہ کمیٹی اور ریگولرائزیشن کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں سابق گورنر خیبر پختونخوا نے مرحلہ وار ریگولرائزیشن کے احکامات جاری کئے۔ مزید برآں موجودہ گورنر خیبر پختونخوا نے تمام کمیونل اساتذہ کی سروس مستقلی کا حکم نامہ جاری کیا۔ عدالت عالیہ پشاور نے بھی حال ہی میں ان اساتذہ کی مستقلی کا حکم نامہ جاری کیا تھا لیکن تا حال فاٹا کے 1315 کمیونل اساتذہ مرحلہ وار ریگولرائزیشن پالیسی کے تحت صرف 618 مستقل ہوئے ہیں جبکہ پی ایس ٹی پوسٹ کی عدم دستیابی کی وجہ سے 697 کمیونل اساتذہ کی سروس ابھی تک مستقل نہیں ہوسکی جس کی وجہ 697 اساتذہ میں اپنے مستقبل کے حوالے سے تشویش پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ گزشتہ پانچ مہینوں سے کام کرنے والے ان اساتذہ کو تنخواہ بھی نہیں ملی۔

(نور حلیم)

اساتذہ کے مسائل پر غور کیا جائے

تربت حقوق ٹیچرز ایسوسی ایشن کے ایک وفد مرکزی صدر اسماعیل کاسی کی قیادت میں 8 دسمبر کو کوئٹہ میں بزرگ سیاستدان اور نیشنل پارٹی کے مرکزی رہنما ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ سے ملاقات کی اور انہیں جون 2010 کو آغاز حقوق بلوچستان پیکج کے ذریعے بھرتی کئے گئے پانچ ہزار اساتذہ کے مسائل سے آگاہ کرتے ہوئے صوبائی حکومت سے ان کے مسائل کے حل پر تعاون طلب کیا۔ ایچ ٹی اے کے وفد میں ضلع کیچ کے صدر ڈاکٹر حئی بلوچ کو پیکج اساتذہ کے مسائل اور مستقلی کے حوالے سے درپیش مشکلات سے آگاہ کیا اور بتایا کہ جون 2010 سے لے کر تا حال مختلف سکولز کالجز میں ڈیوٹی دینے اور حکومت کی طرف سے وعدوں کے باوجود مستقلی کا معاملہ کھٹائی میں پڑا ہوا ہے جبکہ اس سال مئی کو ایک سرکاری نوٹیفکیشن کا اجراء بھی مستقلی کے حوالے سے کیا گیا تھا مگر اس پر موجودہ صوبائی حکومت عمل درآمد نہیں کررہی جس سے صوبہ بھر کے پانچ ہزار پیکج اساتذہ واسسٹنٹ لیکچررز ذہنی اذیت کا شکار ہیں۔ اس موقع پر ڈاکٹر حئی بلوچ نے ایچ ٹی اے کے وفد کو ان کے تمام جائز مطالبات حل کرانے کی مکمل یقین دہانی کراتے ہوئے کہا کہ موجودہ منتخب صوبائی حکومت اساتذہ سمیت تمام ملازمین کو بھرپور ریلیف دینے کا تہیہ کرچکی ہے اور پیکج اساتذہ کے معاملے پر وہ وزیراعلیٰ سے بات کریں گے۔

(اسداللہ بلوچ)

سکول کے قیام کا مطالبہ

چمن تحصیل چمن کے علاقے حاجی کرم کاکوزئی کے مکینوں نے ضلعی کورگروپ کو بتایا کہ ان کے محلّہ میں عصری علوم کا کوئی ادارہ نہیں ہے۔ 1992 سے کوشش کرتے ہیں کہ ہمارے بچے تعلیم کے حصول کے لیے ایک پرائمری سکول ہو۔ ہم نے ایک دینی مدرسہ بحرالعلوم چمن بھی قائم کیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ دینی علوم کے ساتھ عصری علوم سے بھی ان کے بچے آراستہ ہوں۔

(محمد صدیق)

یونیورسٹی کی پروفیسر قتل

بہاولپور ویمن یونیورسٹی کی اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عرب ڈاکٹر جہاں آراء یونیورسٹی سے گھر جارہی تھی کہ دو نامعلوم موٹرسائیکل سواروں نے ان پر فائرنگ کردی جس سے وہ شدید زخمی ہوگئیں اور زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہوگئیں۔ پروفیسر اینڈ لیکچرز ایسوسی ایشن بہاولپور کے صدر ڈاکٹر عطاء الرحمان، ایس ای کالج کے صدر پروفیسر وسیم نواز اور پوسٹ گریجویٹ کالج کے صدر حسن بخاری نے مشترکہ احتجاجی ریلی نکالی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے۔ علاوہ ازیں 9 دسمبر کو ویمن یونیورسٹی کی اساتذہ اور طالبات نے کیمپس کے اندر ایک احتجاجی ریلی نکالی اور قاتلوں کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کیا۔ اس موقعہ پر ڈی پی او بہاولپور سہیل حبیب تاجک بھی پہنچ گئے۔ انہوں نے کہا کہ خصوصی تحقیقاتی ٹیم اس سانحہ کی تحقیقات کررہی ہے اور قاتلوں کا سراغ لگالیا جائے گا۔

(اسداللہ)

طالبہ ٹیچر کے تشدد سے بے ہوش

ٹوبہ ٹیک سنگھ کمالیہ کے نواحی علاقے 742 گ ب میں گورنمنٹ گرلز سکول کی پانچویں جماعت کی طالبہ عشرت شاکر کے مطابق 2 دسمبر کو اُس کی ایک کلاس فیلو نے اسے زدوکوب کیا۔ عشرت نے کلاس ٹیچر کو شکایت کی لیکن ٹیچر نے اس پر بھی تشدد شروع کردیا جس سے وہ بے ہوش ہوگئی۔ متاثرہ بچی کے اہل خانہ کے اعلیٰ حکام سے نوٹس لینے کی اپیل کی ہے۔

(اعجاز اقبال)

اچھی تعلیم کے حصول پر زور

پسنی 15 دسمبر کو ویسٹ اینڈ کنز رولیشن کمیٹی پسنی کے زیراہتمام اور ایس، ولی او کی تعاون سے کوالٹی ایجوکیشن پر مقامی ہوٹل میں ایک سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے گورنمنٹ انٹر کالج پسنی کے لیکچرار اور پروفیسر حمل بلوچ نے کہا ہے کہ تعلیم ہی کے ذریعے انسان شعور حاصل کرکے زندگی کے میدان میں آگے بڑھتا ہے۔ بدقسمتی

سے آج کے جدید سائنسی دور میں بھی ہمارے تعلیمی انتہائی پسماندگی کا شکار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اگر منصوبہ بندی کرکے تعلیم کو اپنی ترجیح سمجھ کر کام کریں تو وہ دن دور نہیں کہ ہم ترقی یافتہ قوموں میں شامل ہوں گے۔ تعلیم کی اہمیت وافادیت پر ہم زیادہ سے زیادہ شعور پیدا کریں اور سیمینار اور واک کا اہتمام کریں۔ معروف صحافی، کالم نگار، سماجی وانسانی حقوق کے سرگرم کارکن غلام یاسین بزنجو نے کہا کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمام قوموں کو یکساں بنیاد پر تعلیم دے۔ غلام یاسین بزنجو نے کہا کہ اقوام متحدہ کے تمام رکن ممالک کی ذمہ داری ہے کہ وہ انسانی حقوق کے آرٹیکل 26 پر عمل کریں۔ جس میں لکھا ہے کہ ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں مفت ہوگی۔ انہوں نے مزید کہا کہ معیاری ایجوکیشن وہ تعلیم ہے جو اچھے اور قابل لوگ پیدا کرتی ہے۔ تعلیم ہی کی بدولت ہم مذہبی منافرت اور انتہا پسندانہ سوچ کو ختم کرسکتے ہیں۔

(غلام یاسین)

ٹیچر کو قتل کر دیا

نوشہرو فیروز 5 دسمبر کو دریا خان مری کے قریب پرائمری سکول کے ٹیچر فیصل نوشہرو فیروز جا رہا تھا کہ تین مسلح افراد نے فائرنگ کرکے اسے قتل کر دیا۔ وقوعہ کے بعد دریا خان تھانے کی پولیس نے لاش کو اپنی تحویل میں لے کر پوسٹ مارٹم کے لیے ہسپتال بھجوا دیا۔ ایس ایچ او کا کہنا تھا کہ استاد فیصل مری کا برادری کے لوگوں سے تنازعہ چلا آ رہا تھا جس کی وجہ سے اسے قتل کیا گیا۔ ملزما کے خلاف مقدمہ درج کرلیا گیا ہے۔ پولیس نے کارروائی کرکے دو ملزمان کو گرفتار کرلیا ہے۔

(منظور حسین)

سکول کی چھت گرنے سے طالب علم زخمی

نوشہرو فیروز 12 دسمبر کو مٹھیانی کے قریب علامہ محمد پنھور رہائی سکول کی چھت گرنے سے جماعت میں موجود طلباء سے پانچ طالب علم شدید زخمی ہوگئے۔ دسویں جماعت کے کمرے کی چھت سے ٹکڑے گرنے سے سدھیر، صداقت علی رضا، بخت علی، کامران نامی طالب علم زخمی ہوگئے۔ زخمی شاگردوں کو ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔ سکول کے ہیڈ ماسٹر کا کہنا تھا کہ سکول کی عمارت کافی پرانی تھی۔ انہوں نے انتظامیہ کو آگاہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اس عمارت سے بچوں کی جان کو خطرہ ہے۔ اس کی مرمت کی جائے ادھر وقوع کے بعد وہاں موجود بچوں کے والدین نے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ سکول کی عمارت مخدوش ہونے کی وجہ سے ان کے بچوں کی جان کو خطرہ لاحق ہے۔

(منظور حسین)

قانون نافذ کرنے والے ادارے

ایف سی کے قافلے پر حملہ

مند مند کے پہاڑی علاقے کتریز میں ایف سی کے قافلے پر 8 دسمبر 2013 کو گھات لگائے مسلح افراد نے اس وقت حملہ کر دیا جب قافلہ مند سے کتریز جا رہا تھا۔ اطلاع کے مطابق حملے میں ایف سی کی ایک گاڑی کو نقصان پہنچا تاہم سرکاری سطح پر جانی نقصان کی تصدیق نہیں کی گئی۔ واقعہ کی ذمہ داری آزاد بلوچستان کے لیے جدوجہد کرنے والی کالعدم تنظیم بلوچ لبریشن فرنٹ کے ترجمان گہرام بلوچ نے ذرائع ابلاغ کو فون کے ذریعے قبول کرلی اور دو گاڑیوں کو تباہ کرکے متعدد اہلکار ہلاک کرنے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ (اسد اللہ)

پولیس کا سیاسی رہنما پر تشدد

بدین 6 دسمبر 2013 کو بدین شہر میں قائم ماڈل پولیس سٹیشن پر پاکستان پیپلز پارٹی کے تحصیل میں ڈاکٹر عبدالعزیز میمن کو گرفتار کیا گیا۔ ایس ایچ او نے تشدد کا نشانہ بنایا اور کپڑے پھاڑ دیئے۔ شہر میں واقع کے خلاف ہوائی فائرنگ کی گئی اور شہر بند ہوگیا۔ ایچ آر سی پی ٹیم نے چھان بین کی۔ ڈاکٹر عزیز میمن نے بتایا کہ ڈی ایس پی ایوب مہر نے فون کرکے کہا تھا کہ تھانے بلایا کہ زمین کے تنازعہ کا فیصلہ کرنا ہے وہ جیسے ہی وہاں پہنچا تو ایس ایچ او نے گالم گلوچ شروع کر دیا اور لاکپ میں ڈال دیا۔ اس نے فون پر اپنے ساتھیوں کو مطلع کرنا چاہا تو اس سے موبائل فون چھین کر تشدد کا نشانہ بنایا۔ ڈاکٹر عزیز کی گرفتاری کی خبر جیسے ہی اس کے ساتھیوں اور کارکنوں کو ملی تو وہ گھروں سے نکل پڑے۔ شہر کے مختلف علاقوں میں شدید ہوائی فائرنگ کی گئی۔ کچھ دیر بعد ممبر سندھ اسمبلی میر اللہ بخش تھانے پہنچے جنہوں نے ایس ایس پی سے بات کی۔ ایس ایس پی نے انکوائری کرانے کی یقین دہانی کروائی اور ڈاکٹر عزیز میمن کو ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی۔

(سلیم جروار)

قیدیوں کی بھوک ہڑتال

ٹوبہ ٹیک سنگھ جیل حکام کے ناروا رویہ کے خلاف 21 نومبر کو ڈسٹرکٹ جیل ٹوبہ کے چھ قیدیوں نے احتجاجی بھوک ہڑتال کر دی۔ بھوک ہڑتالی قیدیوں کے لواحقین نے ایچ آر سی پی کے ممبران سے بات کرتے ہوئے بتایا کہ جیل احکام آئے روز تلاش اور دیگر ہتھکنڈوں کے ذریعے قیدیوں کو بلاجواز تنگ کرتے ہیں۔ انہیں مبینہ طور پر جیل انتظامیہ کو رشوت دینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ قیدیوں کو بلاجواز تنگ کرے اور اپنے ذاتی مفادات کے حصول کی خاطر انہیں جسمانی تشدد کا نشانہ بنانے والے جیل افسران کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے۔ اس سلسلہ میں جب ضلعی کورگروپ کے اراکین نے سپرنٹنڈنٹ سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ سزائے موت کے قیدیوں کی روزانہ تلاشی لی جاتی ہے۔ اور ایک ہفتہ بعد ان کا سامان بھی چکی سے باہر نکال کر چیک کیا جاتا ہے۔ سامان باہر نکالنے کے تنازعہ پر چند قیدیوں نے احتجاج کیا تھا جن کے ساتھ مذاکرات کئے گئے اور حالات کو کنٹرول کرلیا گیا۔

(اعجاز اقبال)

جیل انتظامیہ کا ناروا رویہ

ژوب سنٹرل جیل ژوب میں جیل انتظامیہ کی غیر انسانی اور غیر اخلاقی رویے سے قیدیوں سے ملاقات کے لیے آنے والی ملاقاتی شدید پریشانی کا شکار ہیں۔ سنٹرل جیل میں جیل مینوئل کے مطابق قیدیوں کو سہولتیں فراہم نہیں کی جاتیں۔ قیدیوں سے ملاقات کے لیے آنے والوں نے ایچ آر سی پی کو بتایا کہ جیل انتظامیہ کا قیدیوں اور ملاقاتیوں کے ساتھ رویہ نہایت غیر شائستہ ہے۔ بااثر اور منظور نظر لوگ جب چاہیں ملاقات کرسکتے ہیں۔ لیکن دور دراز علاقوں سے آنے والے ملاقاتیوں کا معمولی نوعیت کے جرائم میں زیر حراست قیدیوں سے ملاقات انتہائی مشکل سے ہوتی ہے۔ انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات اور دیگر متعلقہ حکام سے اس معاملے کا نوٹس لینے اور اس میں ملوث افراد کے خلاف کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

(رفیع مندوخیل)

چیک پوسٹ پر خودکش حملہ

میران شاہ 18 دسمبر کو ایک خودکش بمبار نے خود کو بارود سے بھرے ٹرک سمیت شمالی وزیرستان ایجنسی کی سب ڈویژن میر علی کے علاقے خاجوڑی میں واقع چیک پوسٹ پر خود کو اڑا دیا جس کے نتیجے میں پانچ سپاہی جاں بحق اور 12 زخمی ہوگئے۔ (ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر آفس)

پولیس چوکی پر انتہا پسندوں کا حملہ

صوابی 21 نومبر کو 12 مسلح افراد نے ہتھیان پولیس سٹیشن پر حملہ کیا۔ پولیس کی جوابی کارروائی میں چار حملہ آور ہلاک ہوگئے۔ پولیس اور انتہا پسندوں کے مابین فائرنگ کا تبادلہ تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہا۔

(ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر آفس)

کسانوں کا استحصال بند کیا جائے

ٹوبہ ٹیک سنگھ گنے کی قیمت خرید کم مقرر کرنے اور عدم ادائیگیوں پر کاشتکاروں نے احتجاج کیا۔ کاشتکاروں نے کہا ہے کہ گنے کی فی من قیمت 170 روپے کاشتکاروں کے معاشی قتل کے مترادف ہے۔ قیمت 250 روپیہ فی من مقرر کی جائے۔ کسانوں نے کہا ہے کہ حکومت نے گنے کی امدادی قیمت نہ بڑھا کر غریب کسانوں کا استحصال کیا ہے۔ کنڈے پر ناپ تول میں کمی معمول بن چکا ہے۔ کسان شوگر مل مالکان کی جانب سے ادائیگی نہ ہونے کے خوف سے گنا کنڈا مالکان کو فروخت کر رہے ہیں۔ کنڈا مالکان 140 روپے فی من گنا خرید رہے ہیں جس سے پیداواری لاگت بھی پوری نہیں ہو رہی۔ اس وقت لکڑی کا ریٹ 400 روپیہ فی من ہے جبکہ گنے کا ریٹ 170 روپے ہے۔ بجلی، زرعی ادویات، پٹرولیم مصنوعات اور دیگر اشیاء کی قیمتوں میں اضافے سے کسانوں کے لیے اخراجات پورا کرنا دشوار ہو گیا ہے۔ کسانوں کا کہنا ہے کہ زراعت کا شعبہ معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے مگر حکومتی عدم توجہ سے ان کیز زراعت زوال پذیر ہے۔ اعلیٰ حکام فوری نوٹس لے کر کسانوں کو ریلیف فراہم کریں۔ (اعجاز اقبال)

نوجوان کو ہلاک کر دیا

پسنی 15 نومبر کو پسنی وارڈ نمبر 3 میں نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے 20 سالہ عارف نور خدادا کو ہلاک کر دیا۔ تاہم قتل کے وجوہات معلوم نہ ہو سکیں۔ مقامی پولیس نے لاش ورثہ کے حوالے کر دی۔ پولیس نے ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر ہے۔ (نامہ نگار)

بلدیاتی امیدواروں کو نشانہ بنایا گیا

پسنی 11 نومبر 2013 کو ریٹرننگ آفیسر کے دفتر میں بلدیاتی الیکشن کے کاغذات کی جانچ پڑتال کے موقع پر امیدواروں کو بم دھماکے کا نشانہ بنایا گیا جس کی زد میں آ کر 9 امیدوار اور ان کے حمایت اور تائید کنندگان شدید زخمی ہو گئے۔ زخمیوں کو فوری طور پر پولیس اور لیویز کی مدد سے قریبی ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ نامعلوم افراد نے امیدواروں پر دستی بم پھینکا اور واردات کے بعد فرار ہو گئے۔ بم دھماکے کے بعد وزیر اعلیٰ بلوچستان نے نوٹس لیتے ہوئے اسسٹنٹ کمشنر پسنی اور ڈی ایس پی پسنی کو غفلت برتنے پر معطل کر دیا اور واقع کی رپورٹ طلب کر کے بلدیاتی امیدواروں کو سکیورٹی فراہم کرنے کی ہدایت دی۔ واقعہ کا مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ (نامہ نگار)

نجی جیل سے ہاریوں کی بازیابی

عمر کوٹ 3 دسمبر کو سامارو پولیس نے سیشن کورٹ عمر کوٹ کے حکم پر لیاقت رستی سٹاپ کے قریب زمیندار ذوالفقار قائم خانی کی زرعی زمین پر چھاپہ مار کر چار افراد کو بازیاب کرا لیا جن میں رانو کولہی، شریمتی تیجاں اور دو بچے شامل تھے۔ 6 دسمبر کو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج عمر کوٹ کے حکم پر مرکزی پولیس نے علاقے کے زمیندار منظور آرائیں کی زمین پر چھاپہ مار کر جبری مشقت کے لیے باندی بنائے گئے بیس ہاری افراد کو بازیاب کرایا۔ جن میں چار مرد، چار عورتیں اور بارہ بچے شامل تھے۔ مذکورہ ہاریوں کی بازیابی کے لیے جموں کولہی نے درخواست دی تھی کہ مذکورہ زمیندار حساب کتاب نہیں کرتا اور ان سے جبری مشقت لی جاتی ہے۔ 10 دسمبر کو کنری پولیس نے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج عمر کوٹ کے حکم پر کنری شہر کے قریب زمیندار محمد بخش رند کی زمین پر چھاپہ مار کر بھیل قبیلے کے چودہ ہاری افراد کو جبری مشقت سے آزاد کرا لیا۔ جن میں چھ بچے، پانچ عورتیں اور تین مرد شامل تھے۔ 11 دسمبر کو عدالت کے حکم پر رہا ہونے والے ہاریوں نے پریس کلب کنری کے آگے احتجاجی مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ چند روز قبل غلام نبی شاہ پولیس نے عدالتی حکم پر غلام نبی شاہ کے علاقے زمیندار قاسم منگریو کی زمین سے جبری مشقت سے آزاد کرایا لیکن تین مزدور ابھی تک اس کی قید میں ہیں ہیں پولیس بازیاب نہیں کروا رہی۔ وہ اعلیٰ حکام سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہاریوں کو رہا کر کے ملزمان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

(عمر کوٹ)

نوجوان کو قتل کرنے کا الزام

عمرکوٹ 8 نومبر کو تحصیل کنری کے علاقے محمود آباد کے نزد مبینہ طور پر لٹکی ہوئی حالت میں مرے ہوئے شخص نزل میگھواڑ کے ورثاء نے مردوں اور عورتوں سمیت کنری شہر میں اللہ والا چوک سے احتجاجی ریلی نکالی اور پریس کلب کنری کے آگے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اس موقع پر نوجوان کے ورثاء بھائی وشنداس، ماں جمنا میگھواڑ و دیگر نے کہا کہ نزل نے خودکشی نہیں کی بلکہ اسے قتل کیا گیا ہے۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ بھی غلط دی گئی ہے۔ کنری پولیس نے بھی مقدمہ درج نہیں کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر مقدمہ درج نہیں کیا گیا تو احتجاج کا دائرہ کار بڑھایا جائے گا۔ (اوکھو منروپ)

غیرت کے نام پر چار افراد قتل

چلاس ضلع دیامر کی تحصیل داریل میں امیر زادہ ولد شہزادہ اور کے ساتھیوں نے فائرنگ کر کے دو خواتین سمیت چار افراد کو قتل کر دیا ہے۔ فائرنگ کا یہ واقعہ داریل کے علاقے بہاڑی میں پیش آیا۔ مرنے والوں میں ایک ہی خاندان کی دو عورتیں شبانہ دختر گل مست اور ہسبانہ دختر شیر باز شامل ہیں۔ جبکہ دو مرد فداء اللہ ولد عبد اللہ، اور عباد اللہ ولد غلام نبی بھی اس واقعے میں جاں بحق ہوئے۔ فائرنگ کی زد میں آ کر دو راہ گیر زخمی ہوئے۔ جنہیں فوری طور پر ڈی۔ ایچ۔ کیو ہسپتال چلاس منتقل کر دیا گیا ہے۔ جہاں انکا علاج جاری ہے۔ مرنے والے تمام افراد کا تعلق داریل سے ہی ہے۔ یہ افسوسناک واقعہ غیرت کے نام پر پیش آیا ہے۔ تھانہ داریل میں ملزمان امیر زادہ والد شہزادہ، عبد اللہ ولد گل مست خان، اور فرمان اللہ ولد روشن خان کیخلاف مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔

(شاہد اقبال)

قبائلی تصادم میں چار افراد ہلاک

ڈیرہ اسماعیل خان ڈیرہ اسماعیل خان کے زہرہ گاؤں میں ایک حریف گروپ نے دوسرے گروپ پر مسلح حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 4 افراد ہلاک ہو گئے اور 6 شدید زخمی ہو گئے۔ جو لوگ ہلاک ہوئے ان میں غلام زاد، نوروز، عید اور امام زید شامل ہیں جبکہ زخمیوں میں مشاہد خان، عبد اللہ، محسود خان اور میراز خان شامل ہیں۔ زخمیوں کو فوری ضلع ہیڈ کوارٹر ہسپتال علاج کے لیے منتقل کر دیا گیا۔ سیاسی انتظامیہ کے ایک اہلکار نے بتایا کہ ان دو گروپوں کے درمیان پہلے بھی ایک جھڑپ ہو چکی ہے۔ اسی اثناء میں ایک دوسرے واقع میں جو ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقے کلاچی میں پیش آیا۔ اس میں دو افراد قتل ہوئے۔ کلاچی کے گاؤں قاسم آباد میں دو شخص محمد فاروق اور صفت اللہ موٹر سائیکل پر کلاچی بازار سے واپس لینے گھر جا رہے تھے۔ نامعلوم افراد نے ان پر فائرنگ کی اور دونوں شخص موقع پر ہلاک ہو گئے۔

(عامرہ حسین)

شیعہ مسلک کے خلاف وال چاکنگ

سکردو شگر گلا پور میں 18 دسمبر 2013 کو شیعہ مسلک کے خلاف دیواروں اور پہاڑوں پر وال چاکنگ کی گئی جس میں شیعہ مسلک کے پیروکاروں کو کافر قرار دیا گیا تھا۔ وال چاکنگ کی اطلاع ملنے کے بعد شگر اور سکردو بھر میں شدید احتجاج کا سلسلہ شروع ہوا جس کے بعد پولیس نے نام معلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کر کے تحقیقات شروع کر دی ہے۔ پولیس ملزمان کو گرفتار کرنے میں ناکام رہی تو علاقے میں قتل و غارت کی نوبت آ سکتی ہے۔

(وزیر مظفر)

کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور ''جہدِ حق'' کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 26 نومبر سے 22 دسمبر تک 34 افراد پر کارو کاری کا الزام لگا کر قتل کر دیا گیا۔ جن میں 27 خواتین اور 7 مرد شامل ہیں۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	آلہ واردات	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	واقعہ کی بظاہر کوئی اور وجہ	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
26نومبر	نصیباں جکھرانی	خاتون	18برس	شادی شدہ	محمد سلیم جکھرانی	بندوق	خاوند	گوٹھ بھورو جکھرانی، جیکب آباد، سندھ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
26نومبر	شینہوں جکھرانی	مرد	22برس	ـ	محمد سلیم جکھرانی	بندوق	رشتے دار	گوٹھ بھورو جکھرانی، جیکب آباد، سندھ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
27نومبر	صحت خاتوں بنگوار	خاتون	ـ	شادی شدہ	خادم، کریم، عبیداللہ بنگوار	گلا گھونٹ کر	دیور	گوٹھ پارو بنگوار، بخشاپور، کشمور، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
27نومبر	شازیہ	خاتون	36برس	شادی شدہ	علاؤالدین	بندوق	خاوند	مچھر کالونی کراچی، سندھ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کوشش
28نومبر	رشیدہ	خاتون	20برس	ـ	معید ملاح	بندوق	کزن	کے ٹی بندر، ٹھٹھہ	ـ	درج	گرفتار	لالہ عبدالحلیم
یکم دسمبر	ارشاد خاتون	خاتون	ـ	شادی شدہ	نیاز حسین ڈیپر	گلا گھونٹ کر	خاوند	گوٹھ کہری ڈیپر، میہڑ، دادو، سندھ	ـ	درج	نہیں	روزنامہ کاوش
یکم دسمبر	عائشہ گولو	خاتون	17برس	ـ	احسان گولو	بندوق	چچا	گوٹھ صبغت اللہ گولو، کندھ کوٹ، کشمور، سندھ	ـ	درج	نہیں	روزنامہ کاوش
یکم دسمبر	ح	خاتون	ـ	شادی شدہ	احمد بخش	بندوق	بھائی	بھاگ تحصیل، جھل مگسی	ـ	درج	ـ	روزنامہ انتخاب
02دسمبر	عبدالحمید	رد	35برس	ـ	نیاز	بندوق	ـ	دادو	ـ	ـ	ـ	روزنامہ ڈان کراچی
02دسمبر	بے نظیر	خاتون	ـ	شادی شدہ	ہادی بخش	بندوق	شوہر	شہدادپور	ـ	ـ	گرفتار	لالہ عبدالحلیم
03دسمبر	ساجدہ مگسی	خاتون	16برس	شادی شدہ	غلام محمد مگسی	بندوق	خاوند	گوٹھ گلاب مگسی، بہرام، قمبر، سندھ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
04دسمبر	بے نظیر بھنگوار	خاتون	35برس	شادی شدہ	ہادی بھنگوار	گلا گھونٹ کر	خاوند	بھٹائی نگر شہدادپور، سانگھڑ، سندھ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
06دسمبر	روزینہ تنیو	خاتون	22برس	شادی شدہ	زوہیب چانڈیو	بندوق	خاوند	گوٹھ اقبال چانڈیو، لاڑکانہ، سندھ	ـ	درج	نہیں	روزنامہ کاوش
06دسمبر	عبیدہ شاہ	خاتون	22برس	شادی شدہ	آصف شاہ	تیز دھار آلہ	خاوند	نواب شاہ۔سندھ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کوشش
06دسمبر	بانو شاہ	خاتون	50برس	شادی شدہ	آصف شاہ	تیز دھار آلہ	داماد	نواب شاہ، سندھ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کوشش
06دسمبر	ہزار خاتون گولاٹو	خاتون	25برس	شادی شدہ	حامد گولاٹو	گلا گھونٹ کر	خاوند	گوٹھ لالو گولاٹو، اوباوڑو، گھوٹکی، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
09دسمبر	سیما کورائی	خاتون	18برس	ـ	لطیف کورائی	تیز دھار آلہ	بھائی	گل کالونی میرپور ماتھیلو، گھوٹکی، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
10دسمبر	فرید کھوسو	مرد	24برس	غیر شادی شدہ	رجب علی	بندوق	رشتہ دار	امید علی ڈھانی، چھاچھرو	ـ	درج	ـ	لالہ عبدالحلیم
12دسمبر	ح	خاتون	ـ	شادی شدہ	طالب	بندوق	باپ	ڈیرہ مراد جمالی	ـ	درج	ـ	روزنامہ انتخاب
12دسمبر	ح	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	بندوق	شوہر	ڈیرہ مراد جمالی	ـ	درج	ـ	روزنامہ انتخاب
14دسمبر	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	میرل بنگوار	بندوق	خاوند	کندھ کوٹ، کشمور، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کوشش
15دسمبر	ح	خاتون	ـ	شادی شدہ	عبدالمجید	بندوق	رشتہ دار	ڈیرہ مراد جمالی	ـ	درج	ـ	روزنامہ انتخاب
15دسمبر	الف	خاتون	ـ	شادی شدہ	نیاز علی	بندوق	شوہر	ڈھاڈر	ـ	درج	ـ	روزنامہ انتخاب

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	آلہ واردات	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	واقعہ کی بظاہر کوئی اور وجہ	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار /نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
17دسمبر	نظام کنڈرانی	مرد	۔	۔	رمضان کنڈرانی	کلہاڑی	بہنوئی	شگرمل، سانگھڑ، سندھ	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
17دسمبر	گلستاں شنبانی	خاتون	27برس	شادی شدہ	لطیف ڈنو شنبانی	بندوق	خاوند	گوٹھ ونجھو، صالح پٹ، سکھر، سندھ	۔	درج	۔	شاکر جمالی
18دسمبر	گڈی کھوسو	خاتون	20برس	شادی شدہ	۔	بندوق	خاوند	گوٹھ رحمت پور، جیکب آباد، سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
18دسمبر	بابرعلی کھوسو	مرد	24برس	۔	۔	بندوق	رشتے دار	گوٹھ رحمت پور، جیکب آباد، سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
18دسمبر	ب	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	گل حسن	بندوق	بھائی	ڈیرہ اللہ یار	۔	درج	۔	روزنامہ انتخاب
18دسمبر	ممتازعلی	مرد	۔	غیرشادی شدہ	گل حسن	بندوق	رشتہ دار	ڈیرہ اللہ یار	۔	درج	۔	روزنامہ انتخاب
19دسمبر	ض عطرانی	خاتون	۔	۔	۔	بندوق	بھتیجا	گوٹھ نیبا ہو، باگڑجی، سکھر، سندھ	۔	۔	۔	شاکر جمالی
19دسمبر	۔	خاتون	16برس	۔	۔	بندوق	بھائی	گوٹھ نیبا ہو، باگڑجی، سکھر، سندھ	۔	۔	۔	شاکر جمالی
21دسمبر	حاکم زادی سبزوئی	خاتون	۔	شادی شدہ	صیفل سبزوئی	بندوق	خاوند	گوٹھ موریو سبزوئی، کندھ کوٹ، کمشور، سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
21دسمبر	سگھڑ مڑھل	خاتون	17برس	۔	صدام حسین مڑھل	بندوق	بھائی	سرحد، گھوٹکی، سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش
22دسمبر	شاہنواز ملانو	مرد	21برس	۔	محمد مٹھل	بندوق؟	دوستی والا	گوٹھ غازی مرکھنڈ، لاڑکانہ، سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش

جنسی تشدد کے واقعات:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہد حق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق **26** اکتوبر سے **25** نومبر تک **98** افراد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جنسی زیادتی کا شکار ہونے والوں میں **76** خواتین شامل ہیں۔ **64** واقعات کے مقدمات درج کیے گئے اور **17** واقعات میں ملوث افراد گرفتار ہوئے۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار /نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26اکتوبر	ع	خاتون	18برس	غیرشادی شدہ	فیصل، شہزاد	اہل علاقہ	چک جھمرا102 ج ب، فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
26اکتوبر	د	خاتون	۔	شادی شدہ	حیات	اہل علاقہ	فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
26اکتوبر	ش	خاتون	۔	شادی شدہ	رحمت اللہ	اہل علاقہ	چک 620 گ ب گڑھ، فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
26اکتوبر	الف	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	رحمت اللہ	اہل علاقہ	چک 620 گ ب گڑھ، فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
26اکتوبر	ک	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	شمعون پطرس، ثقلین حیدر	اہل علاقہ	موضع ڈوگری مسلم، ڈسکہ	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
27اکتوبر	۔	مرد	11برس	غیرشادی شدہ	سلیمان	اہل علاقہ	کوزہ بانڈہ، سوات	درج	گرفتار	روزنامہ راولپنڈی نیوز
27اکتوبر	ص	خاتون	۔	۔	خلیل، شاہد	اہل علاقہ	بیگم کوٹ، فیروز والہ	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
29اکتوبر	۔	خاتون	6برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	گاؤں 269 ای بی، بورے والہ	درج	۔	روزنامہ نئی بات
30اکتوبر	سونیا	خاتون	4برس	غیرشادی شدہ	قمر	اہل علاقہ	ٹھٹھہ کھوکھراں، حافظ آباد	درج	گرفتار	روزنامہ نئی بات
30اکتوبر	۔	خاتون	13برس	غیرشادی شدہ	۔	۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ	۔	۔	روزنامہ ایکسپریس

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
31اکتوبر	ـ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	شکیل	اہل علاقہ	بستی پختونخوا، کنگن پور	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
31اکتوبر	ـ	خاتون	4برس	غیر شادی شدہ	شاہنواز	استاد	نوشہرہ، میلسی	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
31اکتوبر	ـ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ملک مانی	اہل علاقہ	نواں شہر غربی، بیروالہ	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
31اکتوبر	ـ	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	نوید	اہل علاقہ	احاطہ خوشی رام، وار برٹن	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
31اکتوبر	ـ	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	عادل	اہل علاقہ	چک 7 ج ب، فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
31اکتوبر	ـ	خاتون	7برس	غیر شادی شدہ	باسط	اہل علاقہ	چک رب، فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
31اکتوبر	صائمہ	خاتون	12برس	غیر شادی شدہ	صدیق	اہل علاقہ	فیصل آباد	درج	گرفتار	ایکسپریس ٹریبون
2نومبر	ـ	خاتون	13برس	غیر شادی شدہ	بابر	اہل علاقہ	ہائی کورٹ، پتوکی	ـ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
2نومبر	ـ	خاتون	18برس	غیر شادی شدہ	عطامحمد، یاسین، شکور، عبدالغفور	اہل علاقہ	فتح پور، میلسی	ـ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
2نومبر	ـ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	چنی گوٹھ، بہاولپور	درج	گرفتار	روزنامہ ایکسپریس ٹریبون
2نومبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	گاؤں پنوں جھلاں، بہاولپور	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس ٹریبون
3نومبر	زینب	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	چک 355 گ ب، فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس ٹریبون
3نومبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	ڈاکٹر ریاض	اہل علاقہ	سکندر چوک، پاکپتن	درج	گرفتار	روزنامہ ایکسپریس
3نومبر	ف	خاتون	12برس	غیر شادی شدہ	رحمت مسیح	اہل علاقہ	گاؤں مہر چھٹہ، کامونکی	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
3نومبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	ارشد	اہل علاقہ	گاؤں 25/2 آر، اوکاڑہ	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
3نومبر	ـ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	قیصر	اہل علاقہ	موچیوالہ، جھنگ	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
3نومبر	ـ	مرد	12برس	غیر شادی شدہ	خان زمان	اہل علاقہ	اعوان، ڈیرہ اسماعیل خان	درج	گرفتار	ایکسپریس
4نومبر	ـ	خاتون	16برس	غیر شادی شدہ	اسد، زوہیب	اہل علاقہ	پیپلز پارٹی، گوجرانوالہ	درج	ـ	ایکسپریس
4نومبر	ـ	خاتون	60برس	ـ	ـ	ـ	سکھیکی	درج	ـ	ایکسپریس
4نومبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	منیر	اہل علاقہ	وادی عزیزہ شریف، چنیوٹ	درج	ـ	ایکسپریس
4نومبر	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	اشرف	اہل علاقہ	چک 177 ڈی، پاکپتن	درج	ـ	ایکسپریس
4نومبر	ـ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	اعجاز	اہل علاقہ	چک 208 رب، فیصل آباد	ـ	ـ	نوائے وقت
4نومبر	ـ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	آصف	اہل علاقہ	چک 53 ڈی، اوکاڑہ	ـ	ـ	نوائے وقت
5نومبر	عدنان	مرد	15برس	غیر شادی شدہ	طاہر	اہل علاقہ	چک 13 گ ب، ننکانہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
5نومبر	سفیان	مرد	6برس	غیر شادی شدہ	عرفان	اہل علاقہ	محلّہ اسلام پورہ، سانگلہ ہل	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
5نومبر	ش	خاتون	22برس	ـ	عمر	اہل علاقہ	چک 54 گ ب، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
5نومبر	ع	خاتون	ـ	ـ	عرفان	اہل علاقہ	چک 54 گ ب، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
5نومبر	س	خاتون	17برس	غیر شادی شدہ	سلطان	اہل علاقہ	چک 401 گ ب، تاندلیانوالہ، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
5نومبر	ش	خاتون	16برس	غیرشادی شدہ	شہباز	اہل علاقہ	جھمرہ،فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
5نومبر	ع	خاتون	17برس	غیرشادی شدہ	صابر	اہل علاقہ	گلبرگ،فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
5نومبر	ص	خاتون	20برس	شادی شدہ	صابر	اہل علاقہ	گلبرگ،فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
5نومبر	ع	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	عمران،مجاہد،شفیق	اہل علاقہ	سمندری،فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
5نومبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
6نومبر	صوفیہ	خاتون	32برس	شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	ایبٹ آباد	درج	ـ	روزنامہ ایکسپرس ٹریبون
6نومبر	شندانہ	خاتون	26برس	شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	ایبٹ آباد	درج	گرفتار	ایکسپریس ٹریبون
6نومبر	ـ	خاتون	13برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	حافظ آباد	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
8نومبر	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	س،ن	اہل علاقہ	پتوکی	ـ	ـ	روزنامہ ڈان
8نومبر	قاسم	مرد	14برس	غیرشادی شدہ	راناکلیم،رانا ارشد	اہل علاقہ	پھولنگر	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
8نومبر	زینب	خاتون	ـ	ـ	آصف	اہل علاقہ	فیروزوالہ	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
8نومبر	ـ	خاتون	6برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	خانیوالہ	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
8نومبر	ـ	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	علی شیر	والد	136ای بی،محمد نگر	ـ	گرفتار	روزنامہ خبریں
8نومبر	ز	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	نذیر	اہل علاقہ	بھائی پھیرو	درج	ـ	روزنامہ خبریں
10نومبر	ص	خاتون	4برس	غیرشادی شدہ	خرم	اہل علاقہ	شاہدرہ،لاہور	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
10نومبر	ـ	مرد	10برس	غیرشادی شدہ	حافظ شرجیل	استاد	طارق روڈ،شیخوپورہ	درج	گرفتار	روزنامہ ایکسپریس
10نومبر	ـ	مرد	8برس	غیرشادی شدہ	زین	اہل علاقہ	محلّہ مغلپورہ،ڈسکہ	ـ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
10نومبر	ـ	مرد	15برس	غیرشادی شدہ	طاہر رضا	اہل علاقہ	چک نمبر 11 گ ب،ننکانہ	ـ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
10نومبر	ـ	مرد	ـ	غیرشادی شدہ	اصغر	اہل علاقہ	منگووال	ـ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
11نومبر	س	خاتون	20برس	غیرشادی شدہ	اعجاز	اہل علاقہ	چک225،رب،فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
11نومبر	ش	خاتون	ـ	شادی شدہ	اقدس	اہل علاقہ	چک214رب،فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
11نومبر	ر	خاتون	ـ	ـ	منیر	اہل علاقہ	چک 499 گ ب،ماموں کانجن	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
11نومبر	زرینہ	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	عمران	اہل علاقہ	موضع کلور،تھانہ چک جھمرہ	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
11نومبر	م	خاتون	ـ	ـ	فاروق	اہل علاقہ	چک188/9،ساہیوال	درج	ـ	روزنامہ خبریں
11نومبر	ث	خاتون	ـ	ـ	قیصر	اہل علاقہ	وارث پورہ،فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
13نومبر	محمد عظیم	مرد	13برس	غیرشادی شدہ	عبدالصمد،سلامت مسیح	اہل علاقہ	سانگلہ ہل	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
13نومبر	م	خاتون	5برس	غیرشادی شدہ	شکور	اہل علاقہ	چک89ای بی،فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
13نومبر	اسد	مرد	7برس	غیرشادی شدہ	سدھیر	اہل علاقہ	فیصل ٹاؤن	درج	ـ	روزنامہ خبریں
13نومبر	سحرش	خاتون	ـ	ـ	بلال،خرم،کاشف	اہل علاقہ	چک جھمرہ،فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ خبریں

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
13نومبر	مہک	خاتون	ـ	ـ	بلال،خرم،کاشف	اہل علاقہ	چک جھمرہ،فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ خبریں
13نومبر	پروین بی بی	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	خالد،افتخار	اہل علاقہ	کھرپڑ،گنڈا سنگھ،قصور	درج	گرفتار	روزنامہ دنیا
13نومبر	فوزیہ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	رشید	اہل علاقہ	گاؤں کل،ننکن پور	درج	ـ	روزنامہ دنیا
13نومبر	ـ	خاتون	13برس	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	گلستان جوہر،کراچی	ـ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
14دسمبر	ڈاکٹر عشرت قاضی	ـ	ـ	ـ	جمن	ـ	تحصیل ہسپتال،سجاول،ٹھٹھہ	درج	گرفتار	لالہ عبدالحلیم
15نومبر	فہد	مرد	15برس	غیر شادی شدہ	عمران،دوساتھی	اہل علاقہ	چارسدہ	درج	ـ	سا یکسپریس ٹریبون
17نومبر	ع	خاتون	7برس	غیر شادی شدہ	اکرم	اہل علاقہ	قصور	ـ	ـ	روزنامہ خبریں
17نومبر	ص	خاتون	13برس	غیر شادی شدہ	ذیشان،ابوالحسن،حارث	اہل علاقہ	مصطفیٰ آباد	درج	ـ	روزنامہ جنگ
18نومبر	ـ	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	مہدی محلّہ،ٹوبہ ٹیک سنگھ	درج	گرفتار	روزنامہ ڈان
18نومبر	ـ	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	مہدی محلّہ،ٹوبہ ٹیک سنگھ	درج	گرفتار	روزنامہ ڈان
18نومبر	سعدیہ	خاتون	ـ	ـ	صابر	اہل علاقہ	محلّہ غازی آباد،فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس ٹریبون
18نومبر	خدیجہ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	وسیم	اہل علاقہ	چک 582 گ ب،فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس ٹریبون
19نومبر	سارا بی بی	خاتون	17برس	غیر شادی شدہ	عابد خان	اہل علاقہ	ڈی آئی خان	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس ٹریبون
19نومبر	ـ	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	شیخوپورہ	ـ	ـ	روزنامہ ڈان
20نومبر	ـ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	تھانہ سول لائن،گوجرانوالہ	ـ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
20نومبر	ـ	خواجہ سرا	ـ	ـ	محمد زمان،مزمل حسین	اہل علاقہ	رنگ شاہ،پاکپتن	ـ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
20نومبر	ـ	خاتون	13برس	غیر شادی شدہ	ـ	باپ	ٹیکسلا	درج	ـ	روزنامہ ڈان
22نومبر	روبینہ	خاتون	خاتون	شادی شدہ	ممتاز گجر	اہل علاقہ	میر احمد،سرگودھا	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
22نومبر	ک	خاتون	ـ	شادی شدہ	رستم علی	اہل علاقہ	چک 352 گ ب،فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
22نومبر	س	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	امتیاز	اہل علاقہ	چک 468 سمندری،فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
22نومبر	ک	خاتون	16برس	غیر شادی شدہ	آفتاب احمد	اہل علاقہ	محلّہ صادق آباد،غلام محمد آباد،فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
22نومبر	ش	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ضیاءاللہ	اہل علاقہ	قصور	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
23نومبر	رضیہ	خاتون	ـ	ـ	امجد	ـ	دینہ،جہلم	درج	ـ	روزنامہ خبریں
23نومبر	ـ	خاتون	9برس	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	کوٹ طاہر،جام پور	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
23نومبر	ـ	مرد	6برس	غیر شادی شدہ	بہادر علی	استاد	سوات	ـ	ـ	فضل ربی
24نومبر	س	خاتون	20برس	غیر شادی شدہ	ندیم	اہل علاقہ	چک ماڑی ہزارہ،پاکپتن	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
24نومبر	علی شیر	مرد	10برس	غیر شادی شدہ	ندیم	اہل علاقہ	چک ماڑی ہزار،پاکپتن	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
25نومبر	علیزہ	خاتون	5برس	غیر شادی شدہ	فیصل	اہل علاقہ	نڈالہ خام،حافظ آباد	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
25نومبر	م	خاتون	7برس	غیر شادی شدہ	نیامت	اہل علاقہ	مانک،نارروال	درج	گرفتار	روزنامہ جنگ
25نومبر	بلال	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	بشیر،صدام	اہل علاقہ	بہاولی والا،اوکاڑہ	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس

عورتیں

بیٹے کی بازیابی کا مطالبہ

پشاور ایک عمر رسیدہ خاتون نے پشاور ہائیکورٹ میں پٹیشن دائر کی ہے جس میں موقف اختیار کیا کہ دو ماہ قبل پولیس اور خفیہ اداروں نے اس کے بیٹے کو اغواء کرلیا تھا۔ درخواست گزار خاتون نے پٹیشن میں یہ بھی کہا ہے کہ اس کا بیٹا ارشاد ضلع نوشہرہ میں ایک مدرسے میں آٹھویں جماعت کا طالبعلم تھا۔ درخواست گزار نے مزید کہا کہ اس کا مغوی بیٹا بے قصور تھا اور کسی قسم کی ریاست مخالف سرگرمی میں ملوث نہیں تھا۔ خاتون نے عدالت سے استدعا کی کہ اس کے بیٹے کی فوری بازیابی کو یقینی بنایا جائے۔
(ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر آفس)

خواتین پر تشدد کی مذمت

جھنگ 25 نومبر 2013 کو ڈسٹرکٹ کور گروپ نے رواداری گروپ صنعت زار کے تعاون سے ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم میں ''عورتوں پر تشدد کے خلاف عالمی دن'' کے حوالے سے ایک خصوصی نشست کا اہتمام کیا۔ رواداری گروپ کی کوآرڈینیٹر مس کرن نے کہا کہ ادارہ صنعت زار جہاں لڑکیوں کو مختلف ہنر کی تعلیم دے رہا ہے۔ وہاں یہ کور گروپ کے اشتراک سے ایسے پروگرام بھی ترتیب دیتا ہے جس کا مقصد خواتین بالخصوص لڑکیوں کو ان کے بنیادی حقوق سے آگاہی ہو۔ کور گروپ کے کوآرڈینیٹر قمری زیدی نے بتایا کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 1999 میں 17 نومبر کو خواتین پر تشدد کے خاتمے کا عالمی دن قرار دیا جس کا مقصد خواتین پر تشدد کے خلاف عوامی سطح پر شعور بیدا کرنا ہے جبکہ 25 نومبر ان میرابل بہنوں کی یاد میں منایا جاتا ہے جنہیں سیاسی محرکات کی وجہ سے قتل کیا گیا تھا۔ ان بہنوں نے ڈومینکن ری پبلک میں فائل ٹروجیلو کی آمرانہ حکومت کے خلاف تحریک چلائی تھی۔ ان بہنوں کو لاطینی امریکہ میں تحریک آزادی نسواں اور مزاحمت کی علامت سمجھی جاتی ہیں۔ اسی طرح 6 دسمبر 1989 کو ایک 25 سالہ شخص مارک لیپائن نے کینیڈا کی مانٹریال یونیورسٹی کے انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں داخل ہوکر فائرنگ کرکے 14 خواتین کو ہلاک کرکے اپنے آپ کو بھی گولی مار کر خودکشی کرلی۔ اس نے خودکشی سے قبل تحریر میں لکھا کہ اس نے خواتین کا قتل اس لیے کیا کیونکہ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں زیادہ خواتین کے داخلوں کی وجہ سے اسے داخلہ نہیں دیا گیا۔ ایمرجنسی سروس ریسکیو 1122 کی کمیونٹی سیفٹی آفیسر اصغری پروین نے کہا کہ عورتوں پر تشدد ان کے انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ یہ تشدد ان کی عزت نفس، حرمت، خودمختاری اور مرتبے کو کم کرتا ہے۔ اس سلسلے میں عوام میں صنفی تشدد کے بارے میں آگہی پیدا کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ تاہم ایک مثبت پہلو جو سامنے آرہا ہے کہ عورتوں پر تشدد کے خاتمے اور شعور پیدا کرنے کے لیے جو پروگرام منعقد ہورہے ہیں اب ان میں کسی حد تک سرکاری محکموں کی نمائندگی بھی ہورہی ہے۔ منیجر ڈسٹرکٹ انڈسٹریل ہوم چوہدری محمد اشرف نے کہا کہ ہمارے معاشرے میں گھریلو تشدد، جنسی تشدد، معاشی وسماجی تشدد، عصمت فروشی اور زنا بالجبر جیسے جرائم بھی موجود ہیں اس سلسلے میں سماجی تنظیموں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو یہ شعور دیں کہ عورتوں پر تشدد کرنے کے کیا نقصانات ہیں اور یہ کہ تشدد سے پاک معاشرہ ہی عورتوں کی سیاسی اور ترقیاتی عمل میں شرکت کو ممکن بنانا ہے۔ (قمر زیدی)

خاتون کو ہراساں کرنے پر ملزم کیخلاف مقدمہ

کراچی 23 اکتوبر 2013 کو محترمہ ثمینہ زوجہ سید علی سکنہ چانسر گوٹھ کراچی نے خواتین پولیس کو درخواست جمع کروائی جس میں اس نے کہا کہ تین سال قبل سید علی سے اس کی شادی ہوئی تھی اس کا خاوند ایک معذور شخص ہے اور کام کاج کرنے کے قابل نہیں ہے۔ جس کے باعث گھریلو اخراجات پورے کرنے کے لیے اس نے ملازمت اختیار کرلی۔ اس کے دیور خالد احمد کو اس کی ملازمت اختیار کرنا برا لگا جس کی وجہ سے خالد احمد نے اسے برا بھلا کہا اور ہراساں کیا اور اس کی تضحیک کی۔ درخواست گزار نے تعزیرات پاکستان کی دفعہ 509 کے تحت ملزم کے خلاف کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا۔ پولیس نے ملزم کو طلب کیا۔ پولیس سٹیشن آنے پر ملزم نے متاثرہ خاتون کو ہاں دیکھ کر ایک مرتبہ پھر تضحیک کا نشانہ بنایا۔ پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کرکے عدالت کو رپورٹ پیش کی۔ عدالت نے ملزم کی ضمانت منظور کرتے ہوئے فریقین کو عدالت میں طلب کیا ہے۔ (عبدالحئی)

خاتون کو زخمی کر دیا

اٹک زاہد بی بی زوجہ راشم خان سکنہ بولیا نوال نے تھانہ صدر میں بیان دیا ہے کہ اس کا خاوند راولپنڈی میں مزدوری کے لیے گیا ہوا ہے۔ شام کے وقت وہ اپنے گھر مویشیوں کو باندھ رہی تھی کہ اس دوران ایک نامعلوم شخص اس پر فائرنگ کرکے اس کو زخمی کردیا۔ خاتون نے مطالبہ کیا ہے کہ اس کی جان کو خطرہ ہے۔ (راشد علی)

ناجائز تعلقات کے شبہ پر قتل

بہاولپور بخش پور سندھ کا رہائشی سنگار علی اپنے اہل خانہ کے ہمراہ تحصیل صادق آباد کے علاقہ احمد پور لمہ کے قریبی دیہات حق فارم میں مزدوری کرنے آیا ہوا تھا کہ 23 نومبر کو اپنے رشتہ دار نہال خان کے گھر میں موجود تھا کہ نہال خان نے اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر فائرنگ کرکے زینب بی بی کو قتل کردیا اور فرار ہوگئے۔ پولیس نے ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کرلیا ہے۔ (اسداللہ)

بیوی کے چہرے پر تیزاب پھینک دیا

رحیم یار خان رحیم یار خان کے نواحی علاقے میں وجی مائی پر اس کے شوہر موہن نے گھریلو جھگڑے پر 12 دسمبر کو تیزاب پھینک دیا۔ جس سے اس کا چہرہ اور بازو جھلس گئے۔ وجی ماہی کے بھائی اجمل نے بتایا کہ اس کی بہن کی شادی چار سال قبل ہوئی تھی تاہم گھریلو ناچاقی پر دونوں میں جھگڑا ہونے پر شوہر موہن نے تیزاب ڈال دیا۔ اطلاع ہوئی تو وہ اپنی بہن کو ہسپتال لے گئے اور پولیس کو اطلاع دی۔ پولیس نے وجی مائی کے بیان کی روشنی میں مقدمہ درج کرلیا اور شوہر کو گرفتار کرلیا ہے۔ (اسداللہ)

پسند کی شادی پر بیٹی پر تشدد کیا

رحیم یار خان چک 88 پی کے رہائشی محمد اصغر نے اپنی بیٹی ثناء کے خلاف پسند کی شادی کرنے پر رٹ دائر کررکھی تھی۔ 9 دسمبر کو ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت میں پسند کی شادی کرنے والی ثناء جب دوران سماعت عدالت میں پیش ہوئی تو والد محمد اصغر، والدہ حمیدہ بی بی اور دادی حنیفاں بی بی نے ثناء کو تشدد کا نشانہ بنانا شروع کردیا جس پر فاضل جج نے پولیس کو طلب کرتے ہوئے ان کو گرفتار کرنے کے احکامات دیئے جس پر پولیس نے تینوں کو گرفتار کرلیا اور ان کے خلاف دہشت گردی کی دفعات کے تحت مقدمہ درج کرلیا۔ (اسداللہ)

بہن کو موت کے گھاٹ اتار دیا

ٹوبہ ٹیک سنگھ 23 نومبر کو ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نواحی گاؤں 515 گ ب نے رہائشی نوجوان نزاکت علی نے اپنی بہن ثمینہ بی بی کو ناجائز تعلقات کی بنا پر قتل کردیا۔ ملزم نزاکت علی کو اپنے جواں سال بہن کے کردار پر شک تھا اور اس نے مبینہ طور پر قبل ازیں بھی متعدد بار اپنی بہن کو مذکورہ حرکات سے منع کیا تھا۔ گزشتہ روز بھی اس بات پر دونوں کے مابین جھگڑا ہوگیا جس پر طیش میں آکر ملزم نزاکت علی نے فائرنگ کرکے اپنی بہن رفت کو قتل کردیا جب وہ گھر میں سو رہی تھی۔ بعد ازاں ملزم فرار ہوگیا۔ (اعجاز اقبال)

بیوی کا سر مونڈ دیا

بہاولپور بہاولپور کے علاقہ اسلامی کالونی کی رہائشی صائمہ بی بی نے بتایا کہ اس کی شادی طارق مسیح سے ہوئی جن

سے تین بچے ہیں۔ گھریلو ناچاقی کی وجہ سے شوہر کے خلاف دعویٰ کیا ہوا ہے۔ شوہر نے دعویٰ واپس لینے کے لیے دباؤ ڈالا۔ اس کے انکار پر اس پر 19 نومبر کو تشدد کرنے لگا اور اس کا سر مونڈ دیا اور اس کے بچوں کو چھین کر لے گیا۔ پولیس خاتون کی درخواست پر مقدمہ درج کر لیا ہے۔ (اسد اللہ)

محنت کش خاتون کی جان لے لی

نوشہرو فیروز 10 دسمبر کو ٹھارو شاہ کے قریب گاؤں غلام رسول میں باپ اور بیٹے نے مل کر نجمہ کو کمرے میں بند کر کے اس پر تشدد کیا جس سے وہ جاں بحق ہو گئی۔ نجمہ گاؤں کے گھروں میں محنت و مشقت کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتی تھی۔ اس دن بھی اسے اپنی محنت کے پیسے جو ابدار سے مانگنے پر عورت کے گھر کے اندر ہی قتل کر دیا گیا۔ لوگوں کا کہنا تھا کہ جو ابدار تاج محمد مقتولہ عورت نجمہ کا بھائی ہے اور غلام شبیر تاج محمد کا بیٹا ہے۔ مقتولہ عورت کے بیٹے عاشق اور شوہر کا کہنا ہے ملزمان کے خلاف کارروائی کر کے سخت سے سخت سزا دی جائے۔ پولیس نے ملزمان کو گرفتار کر لیا ہے۔ (منظور حسین)

دو لڑکیوں کو اغواء کر کے قتل کر دیا گیا

قلات ضلع قلات سے 10 کلومیٹر دور گاؤں کوہنگ کے مقام سے دو لڑکیوں نازیہ بنت اللہ بخش اور آسیہ بنت محمد یعقوب کو ان کے چچازاد ساتھیوں کے ساتھ جبری طور پر اٹھا کر لے گئے اور تشدد کر کے ہلاک کر دیا۔ ان کی لاشیں قلات سے چالیس کلومیٹر دور گاؤں شخری کے مقام پر ایک پل کے نیچے پھینک دیں۔ انہیں گلے میں رسی ڈال کر ہلاک کر دیا گیا تھا، ان کے جسم پر زخموں کے نشانات بھی موجود تھے۔ لاشیوں کی اطلاع گاؤں تجزی کے ایک شخص غلام مرتضیٰ نے تحصیل کے لیویز تھانہ میں دی تھی جس پر لیویز نے لاشوں کو قبضہ میں لے کر سول ہسپتال کے مردہ خانے پہنچایا۔ نعشوں کی شناخت کے بعد ورثاء نے انہیں سپرد خاک کر دیا۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک کسی کے خلاف مقدمہ درج نہیں کرایا گیا۔

(محمد علی)

سابقہ بیوی کو تشدد کا نشانہ بنایا

ایبٹ آباد تحصیل حویلیاں کے گاؤں گڑھی پھلگراں میں خاوند نے دیگر رشتہ داروں کے ہمراہ اپنی مطلقہ بیوی کو گھر بلا کر تشدد کا نشانہ بنا دیا۔ 30 سالہ گلناز کی تنویر کے ہمراہ 10 برس پہلے شادی ہوئی تھی اور تقریباً چھ ماہ پہلے گھریلو ناچاقی کے باعث طلاق ہو گئی تھی۔ تاہم مضروبہ کے تین بچے خاوند کے پاس رہ گئے تھے اور سب سے چھوٹے بیٹے کی بیماری کا بہانہ بنا کر سابق شوہر تنویر نے گلناز کو گھر بلایا اور دو دیگر افراد کے ہمراہ اسے تشدد کا نشانہ بنانے کے بعد رجوعیہ پولیس کے حوالے کر دیا۔ پولیس اہلکاروں نے رات 12 بجے تک اسے اپنی تحویل میں رکھا اور بعد ازاں اسے بہن کے گھر چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ اگلے روز گلناز بی بی نے ایبٹ آباد میں صحافیوں کو اس مسئلے سے آگاہ کیا۔ تاہم ابھی تک ملاقات کے خلاف کوئی انسدادی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔ (مدنی اعجاز)

بھابھی کو جان سے مار ڈالا

ایبٹ آباد دور دراز مقام لورہ کے نواحی گاؤں رمیال میں بیوہ خاتون کو اس کے دیور نے بندوق کے فائر سے قتل کر دیا۔ پولیس ذرائع نے جائیداد تقسیم کو وجہ تنازعہ قرار دیا ہے اور تھانہ لورہ میں زیر دفعات 302-13AO درج کر کے ملزم نزاکت ولد مقبول الرحمٰن کو گرفتار کر لیا ہے۔ مسماۃ زرین بی بی کا خاوند عبدالشکور کچھ عرصہ پہلے راولپنڈی میں قتل ہو گیا تھا اور وہ اپنے بچوں کے ساتھ رمیال گاؤں میں رہائش پذیر تھی کہ اس کا دیور نزاکت اس کے گھر آیا اور بحث و تکرار کے بعد اس نے مقتولہ کو زدوکوب کیا اور فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ بعد ازاں مقتولہ کے بیٹے نے تھانہ لورہ پہنچ کر قتل کی ایف آئی آر درج کروائی اور مقتولہ کو حویلیاں ہسپتال سے پوسٹمارٹم کروانے کے بعد گاؤں رمیال میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

(مدنی اعجاز)

بیوی کی جان لے لی

ایبٹ آباد ایبٹ آباد شہر سے تقریباً آٹھ کلومیٹر دور بوئی دی گلی گاؤں میں خاوند نے بیوی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اہل خانہ کے مطابق عامر کو دماغی مرض کے دورے پڑتے ہیں اور چند برس سعودی عرب میں رہنے کے بعد وہ اسی وجہ سے واپس آیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ مذکورہ شب عامر کو دماغی مرض کا دورہ پڑا اور وہ پستول لے کر تمام گھر والوں کو قتل کرنے کے درپے ہو گیا۔ اس دوران اس کی بیوی سحرش جو نماز تہجد پڑھنے میں مصروف تھی اس نے جائے نماز پر سے ہی اسے روکنے کی کوشش کی تو ملزم نے طیش میں آ کر اسے دو گولیاں ماریں جس سے وہ موقع پر مر گئی۔ دیگر گھر والے فائر کی آواز سن کر موقع پر پہنچے تو عامر پستول ہاتھ میں لئے حواس باختہ کھڑا تھا۔ مقتولہ کی نعش ایوب ہسپتال پہنچائی گئی جہاں پوسٹمارٹم کے بعد اگلی صبح اسے واپس گاؤں لے جا کر دفنا دیا گیا جبکہ ملزم عامر کو تھانہ میر پور میں پیش کر دیا گیا جہاں اس نے اقبال جرم کر کے آلہ قتل سمیت گرفتاری دیدی ہے جس کے بعد اسے سنٹرل جیل مانسہرہ منتقل کر دیا گیا ہے تھانہ میر پور کی پولیس نے زیر دفعہ 302 مقدمہ درج کر لیا ہے۔

(مدنی اعجاز)

بچے

بچے کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا

بدین گوٹھ محمد الرحیم راجو میں واقع پرائمری سکول کے استاد مختیار چانڈیو نے 11 دسمبر کو تیسری جماعت کے طالب علم آٹھ سالہ سجاد ولد مصری راجو کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ متاثرہ بچے کے چچا نے تھانے میں شکایت درج کرائی ہے۔ اس نے بتایا کہ سکول کا کام مکمل نہ کرنے پر استاد نے بچے کو لاٹھیوں سے تشدد کر کے زخمی کر دیا ہے۔ بچے کو سول ہسپتال بدین میں لایا گیا۔ پولیس نے استاد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔ بعد ازاں استاد نے بچے کو گھر والوں سے معافی مانگ لی جس پر اس کے ورثاء نے استاد کو معاف کر دیا۔

(سلیم جروار)

بچے پر تیزاب ڈالنے والے کو 47 سال قید کی سزا

ٹوبہ ٹیک سنگھ عدالت نے بچے پر تیزاب ڈالنے والے مجرم کو 47 سال قید اور 11 لاکھ روپے کی سزا کا حکم سنایا ہے۔ عدم ادائیگی کی صورت میں مجرم کو دو سال قید اور آٹھ ماہ کی قید کی مزید سزا بھگتنا پڑے گی۔ جبکہ ارش کی رقم ادا کئے بغیر مجرم رہائی نہیں پا سکے گا۔ مجرم نے گزشتہ ماہ میں ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں رہائش پذیر رکشہ ڈرائیور نے اپنے بھتیجے فاروق کے گھر میں داخل ہو کر اس پر تیزاب پھینک دیا تھا جس سے وہ بری طرح جھلس گیا تھا۔ جس پر پولیس نے مقدمہ درج کر کے ملزم کو گرفتار کر لیا۔

(اعجاز اقبال)

12 سالہ بچے پر کتا چھوڑ دیا

ٹوبہ ٹیک سنگھ 25 نومبر کو تحصیل گوجرہ کے محلہ رسول پورہ کے عبدالغفار کا بارہ سال بیٹا فیصل اپنے مویشیوں کے لیے چارہ لے کر آ رہا تھا کہ اس محلہ کے انور اور شفیق نے اپنا پالتو کتا بچے پر چھوڑ دیا جس نے بچے کو بری طرح زخمی کر دیا اور بچے کی حالت غیر ہو گئی۔ متاثرہ بچے کو فوری طور پر ہسپتال منتقل کر دیا گیا جہاں اس کی حالت تشویشناک بتائی جاتی ہے۔ اطلاع ملنے پر تھانہ سٹی پولیس گوجرہ نے ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔

(اعجاز اقبال)

خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہدحق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق 26 نومبر سے 25 دسمبر تک کے دوران ملک بھر میں 142 افراد نے خودکشی کر لی۔خودکشی کرنے والوں میں 46 خواتین شامل تھیں۔اسی عرصہ کے دوران 26 افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنھیں بروقت طبی امداد دے کر بچا لیا گیا۔اقدام خودکشی کرنے والوں میں 17 خواتین شامل ہیں۔اعداد وشمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں 64 افراد نے گھریلو جھگڑوں ومسائل سے تنگ آ کر اور 21 نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہوکر خودکشی کر لی۔خودکشی کے واقعات میں 54 نے زہر کھا/پی کر، 33 نے خود کو گولی مار کر اور 26 نے گلے میں پھندا ڈال کر جان دے دی۔خودکشی اور اقدام خودکشی کے 190 واقعات میں سے صرف 47 واقعات کی ایف آئی آر درج ہوئی۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26نومبر	شکیل	مرد	19برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	منڈی بہاؤالدین	۔	روزنامہ نوائے وقت
26نومبر	افضل	مرد	۔	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	گلزار چوک،فیصل اباد	۔	روزنامہ نئی بات
26نومبر	تسکین	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چانڈیہ،سرگودھا	۔	روزنامہ نئی بات
26نومبر	عرفان علی	مرد	22برس	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خودکو گولی مار کر	کہاورکلاں،بھکر	۔	روزنامہ نیوز
26نومبر	شہباز	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	بہاولپور		روزنامہ ڈان
27نومبر	عائشہ	خاتون	16برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ ٹھٹھہ،گوجرانوالہ	۔	روزنامہ خبریں
27نومبر	ثناء	خاتون	14برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹھ ٹھٹھہ،گوجرانوالہ	۔	روزنامہ خبریں
27نومبر	کلثوم بی بی	خاتون	25برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	چونیاں	۔	روزنامہ دنیا
27نومبر	سردار محمد	مرد	22برس	غیرشادی شدہ	۔	پھندا ڈال کر	پشتون آباد	درج	روزنامہ انتخاب
27نومبر	دانش بلال	مرد	۔	غیرشادی شدہ	۔	خودکو گولی مار کر	گاؤں چکیسر،شانگلہ	درج	روزنامہ ایکسپریس
28نومبر	محمد دین	مرد	60برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رحیم یارخان	درج	روزنامہ جنگ
28نومبر	جنت بی بی	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	خودکو گولی مار کر	گاؤں غریب آباد،تہکال بالا،پشاور	درج	روزنامہ آج
28نومبر	منیر	مرد	30برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	تھانہ شاہ غریب،نارووال	۔	روزنامہ جنگ
28نومبر	ساجد	مرد	۔	غیرشادی شدہ	۔	زہرخورانی	محلّہ شیرانوالہ،ملکوال	۔	روزنامہ جنگ
28نومبر	صائمہ	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	دانیوال گاؤں،وہاڑی	۔	روزنامہ خبریں
30نومبر	لیاقت	مرد	۔	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خودکو گولی مار کر	احمد پور شرقیہ	۔	روزنامہ ایکسپریس
29نومبر	نبیل	مرد	35برس	شادی شدہ	۔	۔	آگرہ تاج کالونی،کراچی	۔	لالہ عبدالحلیم
30نومبر	نظر علی مری	مرد	۔	۔	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	نہر میں کود کر	ٹنڈو نظر علی،خیرپور	۔	روزنامہ کاوش
30نومبر	شاہ زیب	مرد	۔	۔	۔	خودکو گولی مار کر	سوات	درج	فضل ربی
30نومبر	محمد طیب	مرد	18برس	غیرشادی شدہ	۔	پھندا ڈال کر	محلّہ جنگی،قصہ خوانی،پشاور	درج	روزنامہ آج
30نومبر	اورنگزیب	مرد	45برس	شادی شدہ	۔	خودکو گولی مار کر	گاؤں بھانہ ماڑی،پشاور	درج	روزنامہ آج
یکم دسمبر	اقبال	مرد	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوہلو	درج	روزنامہ انتخاب
یکم دسمبر	دانش علی	مرد	20برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	غوثیہ مسجد،لطیف آباد،حیدرآباد	۔	لالہ عبدالحلیم
یکم دسمبر	علی خان	مرد	56برس	شادی شدہ	۔	خودکو گولی مار کر	گاؤں شریف خان رند،نوابشاہ	۔	لالہ عبدالحلیم
یکم دسمبر	جنید عباسی	مرد	23برس	۔	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	والی،بھریاسٹی ضلع	۔	روزنامہ کاوش
2دسمبر	عاشق حسین	مرد	23برس	۔	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مار کر	شاہپور چاکر ضلع سانگھڑ	۔	روزنامہ کاوش
2دسمبر	سلطان بگٹی	مرد	18برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	سانگھڑ	۔	روزنامہ کاوش
2دسمبر	۔	مرد	۔	۔	۔	پھندا ڈال کر	اڈیالہ جیل،راولپنڈی	۔	روزنامہ جنگ
2دسمبر	محمد شہزاد	مرد	۔	غیرشادی شدہ	۔	نہر میں کود کر	میانوالی	۔	روزنامہ جنگ
2دسمبر	مراد	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اوباڑو،رحیم یارخان	۔	روزنامہ جنگ
2دسمبر	محمد اسلم	مرد	49برس	۔	۔	پھندا ڈال کر	اڈیالہ جیل،راولپنڈی	۔	روزنامہ ڈان
3دسمبر	محمد علی	مرد	۔	۔	۔	۔	نوشہرروڈ،باغبانپورہ،گوجرانوالہ	۔	روزنامہ ڈان
3دسمبر	شہزاد احمد	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع جیٹھی،سمبڑیال	۔	روزنامہ نئی بات
3دسمبر	ن	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سالم روڈ،کوٹ مومن	۔	روزنامہ جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
3دسمبر	اجمل	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور	ـ	روزنامہ نوائے وقت
3دسمبر	ـ	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	منڈی بہاؤالدین	ـ	ایکسپریس ٹریبون
3دسمبر	فخر عالم	مرد	ـ	ـ	ـ	خود کو گولی مارکر	پشاور	درج	روزنامہ آج
3دسمبر	ساجد	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	تھانہ تہکال، پشاور	درج	روزنامہ آج
4دسمبر	ی	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	گنجیاں جنوبی، قائد آباد	ـ	روزنامہ نئی بات
4دسمبر	عابدہ	خاتون	27برس	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	سادھوکے	ـ	روزنامہ نئی بات
4دسمبر	کلیم	مرد	32برس	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا ڈال کر	ہنجروال، لاہور	ـ	روزنامہ نوائے وقت
4دسمبر	روبن مسیح	مرد	22برس	ـ	ـ	پھندا ڈال کر	مسلم اباد، غازی آباد، لاہور	ـ	روزنامہ خبریں
4دسمبر	محمد خان	مرد	28برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخوانی	جمال چوک، ہڑپہ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
4دسمبر	پروین بی بی	خاتون	17برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خانپور، رحیم یار خان	درج	روزنامہ جنگ ملتان
4دسمبر	سجاد علی	مرد	20برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	ٹنڈو محمد خان	ـ	لالہ عبدالحلیم
4دسمبر	ٹیکم کولہی	مرد	28برس	شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	گاؤں امتیاز چیمہ، سامارو	ـ	لالہ عبدالحیم
4دسمبر	فواد	مرد	18برس	غیر شادی شدہ	ـ	خود کو گولی مارکر	دین بہار کالونی، فقیر آباد، پشاور	درج	روزنامہ آج
5دسمبر	ـ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	قلعہ کامروالہ	ـ	روزنامہ دنیا
5دسمبر	عذراں بی بی	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیروزوالہ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
5دسمبر	وقار	مرد	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	شاہدرہ، لاہور	ـ	روزنامہ نوائے وقت
5دسمبر	مدیحہ	خاتون	20برس	غیر شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	کوٹلی سائیاں، گکھر منڈی	ـ	روزنامہ نوائے وقت
5دسمبر	محمد جاوید	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	خود کو گولی مارکر	سمندری	ـ	روزنامہ دنیا
5دسمبر	غلام سیٹھو	مرد	30برس	شادی شدہ	ـ	خود کو گولی مارکر	ٹنڈو محمد خان	ـ	لالہ عبدالحلیم
5دسمبر	ڈامون بھیل	مرد	23برس	شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	کنوئیں میں کود کر	تھرپارک	ـ	روزنامہ کاوش
5دسمبر	غلام سہتو	مرد	35برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مارکر	ٹنڈو محمد خان	ـ	روزنامہ کاوش
6دسمبر	طیب	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	قصور	ـ	روزنامہ دنیا
6دسمبر	ماریہ	خاتون	22برس	شادی شدہ	ـ	ـ	پھلروان، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نوائے وقت
6دسمبر	نورین	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کنوئیں میں کود کر	میاں چنوں	ـ	روزنامہ جنگ
6دسمبر	لیاقت علی	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	میاں چنوں	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
7دسمبر	علی رضا	مرد	20برس	ـ	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	کینال کالونی، فاروق آباد	ـ	روزنامہ جنگ
7دسمبر	اکرم	مرد	ـ	ـ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ستوکتلہ، لاہور	ـ	روزنامہ جنگ
7دسمبر	عالیہ	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مارکر	باغ محلہ، بینگورہ، سوات	ـ	فضل ربی
7دسمبر	محمد عامر	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	ہڑپہ	ـ	روزنامہ ایکسپریس
8دسمبر	شاہدہ	خاتون	ـ	ـ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	باغی وبہار، رحیم یار خان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
8دسمبر	بشیر احمد	مرد	35برس	شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	ـ	چوک بہاولپور، رحیم یار خان		روزنامہ جنگ ملتان
8دسمبر	علی بانو	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	پھندا ڈال کر	حب، بلوچستان	درج	روزنامہ انتخاب
8دسمبر	یحییٰ قیوم	مرد	18برس	غیر شادی شدہ	ـ	خود کو گولی مارکر	نذر گڑھی، بھانہ ماڑی، پشاور	درج	روزنامہ آج
8دسمبر	منٹھار ڈاہراج	مرد	18برس	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مارکر	گوٹھ لونگ خان، ٹھاروشاہ	ـ	روزنامہ کاوش
09دسمبر	مقصود مائی	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رحیم یار خان	درج	روزنامہ جنگ ملتان
09دسمبر	رخسانہ	خاتون	22برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رحیم یار خان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
09دسمبر	ناتھو کولہی	مرد	ـ	ـ	ـ	پھندا ڈال کر	بدین	ـ	روزنامہ کاوش
10دسمبر	شمس	مرد	42برس	ـ	ـ	زہرخورانی	سیالکوٹ	ـ	روزنامہ جنگ
10دسمبر	بابر	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو آگ لگا کر	تھانہ صدر، سیالکوٹ	ـ	روزنامہ جنگ
10دسمبر	عاصم	مرد	52برس	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مارکر	اسلام پورہ، لاہور	ـ	روزنامہ جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
10 دسمبر	غلام سکینہ	خاتون	28 برس	شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گوٹھ رانجھو، خیرپور	۔	روزنامہ کاوش
12 دسمبر	اقراء	خاتون	18 برس	غیرشادی شدہ	۔	چھت سے کود کر	تھانہ رحمانیہ، گجرات	۔	روزنامہ ڈان
12 دسمبر	راشد	مرد	32 برس	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا ڈال کر	ہنجروال، لاہور	۔	روزنامہ نیوز
12 دسمبر	ارشد	مرد	۔	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	خود کو آگ لگا کر	لودھراں	۔	روزنامہ خبریں ملتان
12 دسمبر	غلام شبیر	مرد	35 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	موضع کلاچی کوٹ بہادر	۔	روزنامہ خبریں ملتان
12 دسمبر	فوزیہ	خاتون	35 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لیاقت پور	۔	روزنامہ خبریں ملتان
12 دسمبر	شبانہ	خاتون	35 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بستی حسین، اللہ آباد لیاقت پور	۔	روزنامہ خبریں ملتان
12 دسمبر	شعیب	مرد	۔	شادی شدہ	۔	خود کو گولی مار کر	معصوم آباد، جھگڑا، پشاور	درج	روزنامہ آج
13 دسمبر	راحت	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	زہرخورانی	جوہر ٹاؤن، لاہور	۔	روزنامہ نئی بات
13 دسمبر	رانا اجمل	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	فیصل آباد	۔	روزنامہ نئی بات
13 دسمبر	ریاست علی	مرد	22 برس	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گاؤں ڈھڈے، قصور	۔	روزنامہ ایکسپریس
13 دسمبر	سکینہ بی بی	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	میانی	۔	روزنامہ جنگ
13 دسمبر	۔	مرد	14 برس	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	مانہ احمدانی	۔	روزنامہ جنگ
14 دسمبر	غلام ربانی	مرد	27 برس	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	کندھ کوٹ، رحیم یار خان	۔	روزنامہ جنگ ملتان
14 دسمبر	ت	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	مردان	درج	روزنامہ آج
15 دسمبر	خضر حیات	مرد	۔	۔	۔	خود کو گولی مار کر	عبداللہ ٹاؤن، میاں چنوں	۔	روزنامہ جنگ
15 دسمبر	راشد	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گاؤں چاروہ، پسرور	۔	روزنامہ جنگ
15 دسمبر	م	خاتون	18 برس	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	صدیقیہ کالونی، بھوآنہ	۔	روزنامہ جنگ
15 دسمبر	عابد	مرد	22 برس	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	اوکاڑہ	۔	روزنامہ جنگ
15 دسمبر	۔	مرد	۔	شادی شدہ	۔	خود کو گولی مار کر	چشتیاں	۔	روزنامہ جنگ
15 دسمبر	چودھری خالد	مرد	۔	۔	گھریلو جھگڑا	۔	ظاہر شاہ	۔	روزنامہ جنگ
15 دسمبر	شمیم	خاتون	۔	۔	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	کڈوالہ، بہاولپور	۔	روزنامہ خبریں
15 دسمبر	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کنویں میں کود کر	پیرمحل	۔	روزنامہ نوائے وقت
15 دسمبر	شریمتی ڈیلی بھیل	خاتون	۔	۔	گھریلو جھگڑا	کنویں میں کود کر	گوٹھ مانبائی، چھاچھرو ضلع تھرپارکر	۔	روزنامہ کاوش
15 دسمبر	امتیاز مگسی	مرد	26 برس	۔	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گوٹھ یتیم مگسی، جام نواز علی، سکھر	۔	روزنامہ کاوش
16 دسمبر	ارشاد اللہ	مرد	45 برس	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	خود کو گولی مار کر	لدھیانوالہ چیمہ، گوجرانوالہ	۔	روزنامہ جنگ
16 دسمبر	عطاء محمد	مرد	65 برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چوک پرانا تھانہ، عارف والہ	۔	روزنامہ جنگ
16 دسمبر	ارم	خاتون	20 برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 237 رب، فیصل آباد	۔	روزنامہ جنگ
16 دسمبر	سمیرا	خاتون	22 برس	۔	گھریلو جھگڑا	خود کو آگ لگا کر	فیکٹری ایریا، لاہور	۔	روزنامہ ایکسپریس
17 دسمبر	رادھا کوہلی	خاتون	40 برس	شادی شدہ	۔	پھندا ڈال کر	ملکانی شریف	۔	روزنامہ کاوش
18 دسمبر	۔	مرد	۔	۔	۔	نہر میں کود کر	ڈی آئی خان	درج	روزنامہ ایکسپریس
18 دسمبر	نادر	مرد	۔	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	رحیم یار خان	درج	روزنامہ جنگ ملتان
19 دسمبر	۔	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	زہرخورانی	محلہ مانکوٹ، سوات	درج	فضل ربی
19 دسمبر	جاوید	مرد	20 برس	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	نوشہرو فیروز	۔	روزنامہ کاوش
20 دسمبر	نسیم	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	۔	دریا میں کود کر	سوات	۔	فضل ربی
20 دسمبر	یاسر جمالی	مرد	25 برس	غیرشادی شدہ	تنخواہ نہ ملنے پر	پھندا ڈال کر	دادو	۔	روزنامہ کاوش
20 دسمبر	مانان کوہلی	خاتون	20 برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	میرپورخاص	۔	روزنامہ کاوش
20 دسمبر	شہزاد	مرد	20 برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	باغبانپورہ، لاہور	۔	روزنامہ ایکسپریس
21 دسمبر	حافظ محمد عمران	مرد	22 برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 32، سرائے مغل	۔	روزنامہ ایکسپریس
21 دسمبر	کاشف	مرد	22 برس	۔	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ اسلام آباد، فیصل آباد	۔	روزنامہ نئی بات

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
21دسمبر	شہباز مسیح	مرد	17برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے کود کر	لنگوال، سانگلہ ہل	ـ	روزنامہ نئی بات
21دسمبر	روبینہ کوثر	خاتون	25برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	تھانہ نشاط آباد، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نئی بات
21دسمبر	ضیاءالدین	مرد	29برس	شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	ٹرین تلے کود کر	نوشہرہ	درج	روزنامہ دنیا
21دسمبر	کشور	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	نہر میں کود کر	محلہ کوٹ کھڑک سنگھ، پھولنگر	ـ	روزنامہ دنیا
21دسمبر	ف	خاتون	14برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	ہزارہ ٹاؤن، کوئٹہ	درج	روزنامہ انتخاب
21دسمبر	زبیر	مرد	ـ	ـ	ذہنی معذوری	خود کو گولی مار کر	چارسدہ	درج	روزنامہ آج
22دسمبر	غزالہ بی بی	خاتون	25برس	ـ	ذہنی معذوری	ـ	چارسدہ	ـ	روزنامہ راولپنڈی نیوز
22دسمبر	احمد خان	مرد	ـ	ـ	ـ	خود کو گولی مار کر	چوتیر زیارت	ـ	روزنامہ جنگ
22دسمبر	غلام نبی کھوسو	مرد	30برس	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	گوٹھ وہنی بخش لاکھو، کھمبٹ، خیرپور	ـ	روزنامہ کاوش
22دسمبر	محمد اشرف	مرد	28برس	ـ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	میرپورخاص	ـ	روزنامہ کاوش
23دسمبر	حسن بی بی	خاتون	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جمال چوک، پاکپتن	ـ	روزنامہ خبریں
23دسمبر	آفتاب	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جمال چوک، پاکپتن	ـ	روزنامہ خبریں
23دسمبر	عطا محمد	مرد	70برس	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع گوردتہ، ساہیوال	ـ	روزنامہ خبریں
23دسمبر	محمد بلال	مرد	ـ	شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	سرائے عالمگیر	ـ	روزنامہ جنگ
23دسمبر	نشومائی	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سرائے عالمگیر	ـ	روزنامہ جنگ
23دسمبر	عبدالحمید	مرد	24برس	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	علی پارک	ـ	روزنامہ جنگ
23دسمبر	اسد	مرد	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	خود کو گولی مار کر	گاؤں رشکئی، مردان	درج	روزنامہ آج
23دسمبر	فضل الرحمان	مرد	20برس	شادی شدہ	ـ	خود کو گولی مار کر	گاؤں رساپور، مردان	درج	روزنامہ آج
23دسمبر	ع	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	خود کو گولی مار کر	سلیم آباد، چارسدہ	درج	روزنامہ ایکسپریس
23دسمبر	ناہید جمالی	خاتون	16برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	لاڑکانہ	ـ	روزنامہ کاوش
23دسمبر	راحیل شیخ	مرد	18برس	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	ـ	خیرپور	ـ	روزنامہ کاوش
23دسمبر	امام بخش	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سانگھڑ	ـ	روزنامہ کاوش
24دسمبر	بھائی جان	مرد	24برس	ـ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	بیگم کوٹ، لاہور	ـ	روزنامہ جنگ
24دسمبر	صدام حسین	مرد	ـ	ـ	ذہنی معذوری	زہرخورانی	ٹائی محلہ، گوجرہ	ـ	روزنامہ جنگ
24دسمبر	زاہد خان	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گاؤں لگہ ولہ، پشاور	درج	روزنامہ آج
24دسمبر	راجو	مرد	ـ	ـ	ذہنی معذوری	پھندا ڈال کر	چھاچھرو، تھرپارکر	ـ	روزنامہ کاوش
25دسمبر	روبینہ	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	رحیم یار خان	درج	روزنامہ جنگ ملتان
25دسمبر	شہزاد	مرد	17برس	غیرشادی شدہ	ـ	ـ	تخت بھائی، مردان	درج	روزنامہ ایکسپریس

اقدام خودکشی:

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26نومبر	رام چند کوہلی	مرد	38برس	شادی شدہ	بیوی کی موت پر دلبرداشتہ	زہرخورانی	گاؤں دولت خان لغاری، بدین	ـ	کراچی ڈان
26نومبر	روحی	خاتون	28برس	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	ـ	نوائے وقت
26نومبر	ـ	مرد	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ملت روڈ، فیصل آباد	ـ	نوائے وقت
27نومبر	نعیم	مرد	20برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 7، شاہ کوٹ روڈ، ننکانہ	ـ	دنیا
28نومبر	نسیم	مرد	ـ	ـ	ـ	نہر میں کود کر	تھانہ فیروزوالہ	درج	نوائے وقت
29نومبر	پھلیڈنو	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	لعل بخش کالونی، گھوٹکی	ـ	روزنامہ کاوش
30نومبر	فریال ارم	خاتون	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شاہدرہ ٹاؤن، لاہور	ـ	دنیا

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
30نومبر	عرفان	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شفیق آباد، لاہور	-	دنیا
31نومبر	سردار پٹھان	مرد	-	-	-	خودکوگولی مارکر	سانڈان، ضلع ٹمیاری	-	روزنامہ کاوش
31نومبر	آکاش کمار	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	دریامیں کودکر	سکھر	-	روزنامہ کاوش
یکم دسمبر	جمیلہ	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بندروڈ، لاہور	-	نوائے وقت
یکم دسمبر	پرویز	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نصیرآباد، لاہور	-	نوائے وقت
یکم دسمبر	جمیل	مرد	-	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	مصری شاہ، لاہور	-	نوائے وقت
یکم دسمبر	نوید	مرد	-	-	شادی شدہ	-	جڑانوالہ	-	خبریں
4دسمبر	لاکومل	مرد	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکوآگ لگاکر	کندھکوٹ	-	روزنامہ کاوش
4دسمبر	یاسمین	خاتون	-	-	-	-	لاہور	-	جنگ
5دسمبر	محمداصغر	مرد	-	-	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	-	خانپور	-	روزنامہ جنگ ملتان
5دسمبر	طارق محمود	مرد	-	-	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	-	غریب شاہ، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
5دسمبر	نثاراحمد	مرد	-	-	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	-	چک 22پی کے، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
5دسمبر	آسیہ	خاتون	-	-	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	-	بہودی پورماچھیاں، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
7دسمبر	روبینہ	خاتون	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کریم سٹریٹ، کاہنہ، لاہور	-	خبریں
7دسمبر	فیصل	مرد	27برس	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ہربنس پورہ، لاہور	-	خبریں
7دسمبر	-	مرد	-	غیرشادی شدہ	پسندکی شادی نہ ہونے پر	-	مظفرآبادکالونی، ملتان	-	ایکسپریس ٹربیون
7دسمبر	محمدناصر	مرد	23برس	غیرشادی شدہ	پسندکی شادی نہ ہونے پر	خودکوگولی مارکر	علی والا، ملتان	-	روزنامہ جنگ ملتان
8دسمبر	-	مرد	-	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ ہوکر	-	میاں چنوں	درج	روزنامہ جنگ ملتان
9دسمبر	-	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اقبال نگر، فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹربیون
9دسمبر	-	خاتون	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	-	ایکسپریس ٹربیون
9دسمبر	-	مرد	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	سانگلہ ہل	-	ایکسپریس ٹربیون
9دسمبر	کرم خاتون	خاتون	24برس	-	-	زہرخورانی	ظاہرپیر، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
9دسمبر	گڈی مائی	خاتون	22برس	-	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	موضع لنڈا، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
9دسمبر	عابدہ	خاتون	25برس	-	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	موضع تھلواڑی، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
9دسمبر	نادیہ	خاتون	35برس	-	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	120ون، ایل، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
9دسمبر	محمود	مرد	30برس		گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	بستی لالے داچک، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
11دسمبر	دلاور	مرد	22برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چندرکوٹ، ننکانہ	-	دنیا
11دسمبر	فاروق	مرد	-	غیرشادی شدہ	پسندکی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	صدیقیہ کالونی، بھوآنہ	-	جنگ
13دسمبر	عائشہ بروہی	خاتون	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	نہرمیں کودکر	سکھر	-	روزنامہ کاوش
17دسمبر	-	خاتون	-	شادی شدہ	-	-	کراچی، پریس کلب	-	نوائے وقت
17دسمبر	اقبال	مرد	-	-	گھریلوحالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	راوی روڈ، لاہور	-	جنگ
17دسمبر	-	خاتون	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	منڈی بہاؤالدین	-	ایکسپریس ٹربیون
19دسمبر	جبار	مرد	23برس	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	برکی، لاہور	-	نوائے وقت
19دسمبر	فوزیہ بی بی	خاتون	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شادباغ، لاہور	-	نوائے وقت
19دسمبر	-	خاتون	22برس	غیرشادی شدہ	پسندکی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	سی ویو، کراچی	-	ایکسپریس ٹربیون
19دسمبر	-	مرد	23برس	غیرشادی شدہ	پسندکی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	سی ویو، کراچی	-	ایکسپریس ٹربیون
21دسمبر	سلیمان	مرد	-	غیرشادی شدہ	پسندکی شادی نہ ہونے پر	باغبانپورہ، لاہور	-	-	ایکسپریس
22دسمبر	یاسمین	خاتون	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	ننکانہ	-	دنیا
23دسمبر	شاہنواز	مرد	32برس	-	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	ننکانہ	-	دنیا
23دسمبر	ثمن علی	مرد	25برس	گھریلو جھگڑا	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	دادو	-	روزنامہ کاوش
24دسمبر	شاہد	مرد	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	کاہنہ، لاہور	-	جنگ

انتہا پسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے 30-29 ستمبر 2013 کو پشاور جبکہ 8-7 نومبر 2013 کو ضلع گھوٹکی میں ''انتہا پسندی کے سدباب کے لیے انسانی اقدار اور انسانی حقوق کے فروغ'' کے موضوع پر دو روزہ تربیتی ورکشاپس کا انعقاد کیا گیا۔ ان ورکشاپس میں ''انتہا پسندی کی ایک شکل'' اور ''مذہبی ہم آہنگی اور رواداری'' کے موضوعات پر دو دستاویزی فلمیں بھی دکھائی گئیں۔ جن کو شرکاء نے بے حد سراہا۔ مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے مرد و خواتین نے شرکت کی۔

گھوٹکی ورکشاپ کے اغراض و مقاصد

حفیظ بزدار (ایچ آر سی پی)

ورکشاپ کا آغاز شرکاء کی رجسٹریشن سے ہوا۔ ایچ آر سی پی آپ سب کا انتہائی شکر گذار ہے کہ آپ نے اپنا وقت نکال کر اس ورکشاپ میں شرکت کی۔ اس ورکشاپ کا مقصد پاکستان میں درپیش مسائل کا ضلع کی سطح پر تجزیہ کرنا ہے تاکہ ان مسائل کا ممکنہ حل تلاش کیا جائے۔ شرکاء سے تعارف کے بعد پاکستان اور ضلع کے بڑے مسائل کا جائزہ لیا گیا۔ جس میں زیادہ تر لوگ قبائلی اور سیاسی انتہا پسندی سے متاثر ہیں۔

ورکشاپ میں درج ذیل عنوانات پر بحث کی گئی۔

1) حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار۔

2) پاکستان میں جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق۔

3) مختلف مذاہب میں انسانی حقوق کا تصور اور پاکستان میں بین المذاہب اور بین المسالک ہم آہنگی کیسے ممکن ہے؟

4) مذہبی ہم آہنگی، رواداری اور ہمارہ معاشرہ۔

5) کیا انتہا پسندی کی وجوہات میں مذہب کا سیاست میں عمل دخل بھی ایک وجہ ہے اگر ہاں تو اس سے چھٹکارا کیسے ممکن ہے اور ترقی یافتہ ممالک کی سیاست میں مذہب کا کتنا عمل دخل ہے۔

6) خواتین کو کس قسم کی انتہا پسندی کا سامنا ہوتا ہے اور اس کی مزاحمت میں ان کا کیا کردار ہوسکتا ہے۔

1) حقوق کے فروغ حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

سب سے پہلے تو ہم جانیں گے کہ حقوق ہیں کیا؟ یہ بہت اہم بات ہے کہ سب سے پہلے ہمیں اپنے حقوق کا علم ہونا چاہیے کہ آئین کے تحت ہمارے کون سے حقوق ہیں اور ہمیں اس بات کا بھی پتہ ہونا چاہیے کہ ہمارے فرائض کیا ہیں اور اس بات پر غور کرنا بھی اہم ہے کہ ہم اپنے فرائض کس حد تک انجام دے رہے ہیں ہوسکتا ہے ہمارے فرائض کسی اور کے حقوق ہوں۔ انسانی حقوق کی تحریک اور انسانی بقاء کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ جب انسان نے دوسرے کی زندگی کا حق تسلیم کیا تھا یہ انسانی حقوق کی تحریک کی طرف پہلا قدم تھا۔ 10 دسمبر 1948 کو انسانی حقوق کا چارٹر سامنے آیا جس میں تمام انسانوں کے حقوق کو

انسانی حقوق کی تحریک اور انسانی بقاء کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ جب انسان نے دوسرے کی زندگی کا حق تسلیم کیا تھا یہ انسانی حقوق کی تحریک کی طرف پہلا قدم تھا۔ **10 دسمبر 1948** کو انسانی حقوق کا چارٹر سامنے آیا جس میں تمام انسانوں کے حقوق کو برابری ملی۔ انسانی حقوق کے عالمی منشور کو سامنے رکھ کر پاکستان کا آئین بنایا گیا تھا۔ کہ اس منشور کے مطابق عمل در آمد کیا جائے اور لوگوں کو ان کے حقوق فراہم کئے جائیں۔

برابری ملی۔ انسانی حقوق کے عالمی منشور کو سامنے رکھ کر پاکستان کا آئین بنایا گیا تھا۔ کہ اس منشور کے مطابق عمل در آمد کیا جائے اور لوگوں کو ان کے حقوق فراہم کئے جائیں۔ ترقی یافتہ ممالک کی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ان معاشروں کی حالت بھی چند صدیاں پہلے ہمارے معاشرے سے کچھ زیادہ مختلف نہیں تھی مگر وقت کے ساتھ ساتھ مختلف تنظیموں نے اپنے اپنے حقوق کی بقاء کے لیے کوششیں کیں اور ایک مضبوط اور متحرک سوسائٹی کا وجود عمل میں آیا جس نے حقوق کی تحریک کو نہ صرف مستحکم کیا بلکہ رواں دواں بھی رکھا۔ کسی بھی معاشرے میں حقوق کے فروغ اور حقوق کے حصول کے لیے سول سوسائٹی کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔

2) پاکستان میں جمہوریت اور انسانی حقوق، انسانی حقوق اور معاشی ترقی کے مابین تعلق

عبدلمجید کھوسو

مختلف مفکرین نے مختلف انداز میں جمہوریت کا مفہوم بیان کیا ہے لارڈ براٹس کے الفاظ میں جمہوریت ایک ایسا طرز حکومت ہے جس میں حکمرانی کے اختیارات کسی ایک فرد یا کسی مخصوص طبقہ یا طبقات کے پاس نہیں ہوتے بلکہ یہ اختیارات مجموعی طور پر قوم کے تمام افراد کی ملکیت ہوتے ہیں۔ یعنی جمہوریت وہ طرز حکومت ہے جو کسی فرد یا طبقہ کی ملکیت نہیں بلکہ اس کے اختیارات کے اصل مالک ملک کے تمام عوام ہیں اور عوام کے نمائندوں کے ذریعہ ہی حکومت کا سارا نظام چلتا ہے اور نمائندوں کے پیش نظر کسی ایک فرد یا طبقہ کی بجائے پورے عوام کا مفاد ہوتا ہے۔

جمہوریت کی فکری بنیادیں

1) سانسانی مساوات کا تصور

جمہوریت کا بنیادی اصول انسانی مساوات کا تصور ہے، انسان ہونے کی حیثیت سے تمام افراد برابر ہیں، اسلیے ان سب کے حقوق بھی یکساں ہیں اس بارے میں کسی فرد یا طبقہ کے ساتھ امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جا سکتا۔

2) عوامی حاکمیت

حاکمیت کے مالک عوام ہوتے ہیں اس لیے معاملات حکومت میں ان کی مرضی فائق اور برتر ہونی چاہیئے۔ کسی فرد یا جماعت کو عوام پر اپنی مرضی مسلط کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔

3) عوامی مفادات

ریاست کا قیام عوام کے مفاد کے ساتھ عمل میں آیا ہے وہی طرز حکومت مناسب اور موزوں ہوسکتا ہے جو عوام کے مفاد کا ضامن ہو۔ جمہوری نظام ہی صحیح معنوں میں تمام شہریوں کے مفاد کا محافظ ہوسکتا ہے، کیونکہ اس کی بنیاد عوام کی مرضی پر قائم ہوتی ہے۔

جمہوریت ایک ایسا نظام ہے جس میں مذہبی اقتصادی اور سیاسی آزادی کی ضمانت دی جاتی ہے اور ہر انسان کے بنیادی حقوق کا احترام کیا جاتا ہے اس لئے تو جمہوریت اور انسانی حقوق لازم وملزوم ہیں۔ اگر کسی ریاست میں مکمل طور پر جمہوریت کا فروغ ہو تو وہاں آباد تمام انسانوں کو ان کے

حقوق میسر ہونگے اور جب معاشرے میں انسانی حقوق کا فروغ ہوگا تو وہاں معاشی انقلاب برپا ہوگا اور معاشی ترقی کی رفتار تیز ہوگی اور ہر انسان کو اپنا حق ملے تو معاشرہ پرامن رہے گا عالمی سرمایہ کار جمہوری ممالک میں زیادہ سرمایہ کاری کرینگے تو ملک میں خوشحالی آئے گی۔

3) مختلف مذاہب میں انسانی حقوق کا تصور اور پاکستان میں بین المذاہب اور بین المسالک ہم آہنگی کیسے ممکن ہے؟

رمیش کمار

ہر مذہب میں انسانی حقوق اور بھائی چارے کا درس دیا گیا ہے انسانی حقوق کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ تمام انسان ایک دوسرے سے بھائی چارے کے ساتھ رہیں۔ یہی انسانی حقوق کے عالمی اعلامیہ کا پہلا نکتہ بھی ہے۔ یہ اعلان بائبل کی اس تعلیم کے عین مطابق ہے کہ اپنے ہمسایہ سے ایسے محبت کرو جیسے خود سے کرتے ہو۔ اسی طرح ہندومت میں بھی انسان کے لیے روحانی تقدس اور اقدار موجود ہیں۔ ہندو معاشرے میں کسی انسان کے مرتبہ اور وقار کا تعین اس بات سے ہوتا تھا کہ وہ کس خاندان میں پیدا ہوا، اس کے پاس کتنی دولت ہے اور اس کی طاقت یا اقتدار کتنا ہے۔ بدھ مت نے ان روایات کو رد کر دیا اور یہ تعلیم دی کہ انسان کے مرتبہ اور عظمت کا تعین اس کے اخلاق سے ہوتا ہے۔ پندرویں صدی کے وسط میں سکھ مذہب کے بانی بابا گورو نانک کی تعلیمات بھی یہی درس دیتی ہیں۔ ان کا ایمان تھا کہ ساری کائنات پر آسمان کی روشنی غالب ہے اور ساری تخلیق خدا ہی کی ہے۔ جو زندگی عطا کرتا ہے۔ گورو نانک کے نزدیک ذات پات کی تقسیم اور سماجی امتیازات اس کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتے تھے۔ اسلام میں بھی ہر انسان کو برابری کا حکم ملا ہے۔ قرآن پاک میں طبقہ، ذات یا مذہب سے قطع نظر سماجی انصاف، زندگی کا احترام اور تمام انسانوں کی عزت جیسے تصورات کی تبلیغ کی گئی ہے۔ ہر مذہب میں انسان کی عزت اور قدر و احترام کا حکم ملا ہے۔ کہیں بھی اونچ نیچ کا ذکر نہیں ملتا۔

4) مذہبی ہم آہنگی، رواداری اور ہمارہ معاشرہ

حفیظ بزدار (ایچ آر سی پی)

پاکستان میں انتہاپسندی کو ہوا دینے میں کسی حد تک مذہبی عقائد اور موروثی سوچ کا عمل دخل ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہمارے معاشرے سے رواداری ختم ہوتی جا رہی ہے، اور ہم عدم برداشت کا شکار ہیں ہر مذہب میں برابری اور احترام کا سبق دیا گیا ہے، اور ایک دوسرے کو کافر کہنے کا اختیار کسی مذہب میں نہیں دیا گیا ہے، قرآن میں واضح لکھا ہے کہ ایک شخص کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے، مذہبی انتہاپسندی کے پھیلاؤ میں سیاست کا بھی عمل دخل ہے۔ سیاستدان اپنے مقاصد پورے کرنے کے لئے مذہب کا استعمال کرتے ہیں۔ مذہب انسانوں کے ہوتے ہیں ریاست کا کوئی مذہب

دوران ورکشاپ ایچ آر سی پی کی ٹیم نے Observe کیا کہ ضلع گھوٹکی میں سماجی اور مذہبی انتہاپسندی پائی جاتی ہے۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی بڑی وجوہات ہیں جن میں اغواء برائے تاوان، جرگہ سسٹم، کمسن لڑکیوں کی شادی، غنڈہ گردی اور وڈیرہ شاہی، لڑکیوں کی تعلیم کا مسئلہ یا پھر لڑکیوں کے اسکولز کا مسلسل بند رہنا شامل ہیں۔

نہیں ہوتا۔ جب کہ پاکستان بننے کے بعد جناح صاحب نے 11 اگست 1947 کو اپنی تقریر میں کہا تھا کہ اب پاکستان میں سب آزاد ہیں سب اپنی اپنی عبادت گاہوں میں آزادی سے عبادت کر سکتے ہیں اور مذہبی رسومات کی ادائیگی کی آزادی حاصل ہے۔ مگر آج ہم جناح صاحب کی کہی ہوئی اس بات کو بھول گئے ہیں۔ ہماری سیاسی جماعتیں جو اپنی سیاست چمکانے کے لیے مذہب کی آڑ لیتی ہیں اور معاشرے کی ترقی میں مذہبی رواداری اور مذہبی ہم آہنگی بنیادی کردار ادا کرتی ہیں، مذہبی جنونیت کے واقعات نے ہماری عالمی سطح پر ہماری ساکھ کو بری طرح متاثر کی ہے۔

5) کیا انتہاپسندی کی وجوہات میں مذہب کا سیاست میں عمل دخل بھی ایک وجہ ہے اگر ہاں تو اس سے چھٹکارا کیسے ممکن ہے اور ترقی یافتہ ممالک کی سیاست میں مذہب کا کتنا عمل دخل ہے

سید زاہد حسین شاہ

دنیا میں مذاہب کو حکمرانوں اور بڑی سلطنتوں نے اپنے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا۔ پاکستان کی تحریک کو جب مذہب کے نام پر چلایا گیا اس تحریک کے پیچھے سیاسی اور معاشی مقاصد تھے مگر ان مقاصد کے حصول کے لیے مذہب کو استعمال کیا گیا اور ایک عام مسلمان کو یہ تاثر دیا گیا کہ غیر منقسم ہندوستان میں مسلمان اپنے مذہب اور عقیدے کا تحفظ نہیں کر سکیں گے اور نہ اپنے مذہبی فرائض کو آزادی سے سر انجام دے سکیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب پاکستان بنا تو عام مسلمانوں میں یہ خیال تھا کہ یہ صرف مسلمانوں کے لیے ہے اور یہاں دوسرے مذاہب کے لوگوں کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہیں سے مذہبی تعصب اور نفرت کی ابتداء ہوئی۔ اس کے علاوہ جیسے جیسے ہماری لیڈرشپ لوگوں کے مسائل حل کرنے میں ناکام ہوتی چلی گئی، اُسی طرح مذہب اور نظریہ پاکستان کو استعمال کرنا شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے تعلیمی اداروں کے لیے جو نصاب بنایا گیا اس میں خصوصیت سے ذہنوں میں یہ بیٹھایا گیا کہ صرف ہم سچائی پر ہیں اور باقی تمام عقیدے باطل اور فاسق ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ یورپ میں بھی مذہبی تنگ نظری اور جنونیت کا دور دورہ تھا۔ معاشرہ میں سماجی و ثقافتی اور معاشی طور پر اس وقت تبدیلیاں آنا شروع ہوئیں کہ جب سرمایہ داری نے آہستہ آہستہ پرانے جاگیردارانہ اداروں اور اقدار و روایات کو ختم کرنا شروع کیا تھا۔ یورپ کی تاریخ میں مذہبی رواداری کو قائم کرنے، اور مذہبی شناخت کو ختم کرنے میں قومی ریاست کے قیام اور جمہوری اداروں کے فروغ کو بڑا دخل ہے۔

6) خواتین کو کس قسم کی انتہاپسندی کا سامنا ہوتا ہے اور اس کی مزاحمت میں ان کا کیا کردار ہوسکتا ہے

غلام نبی سومرو

ہمارے ہاں عورت کو بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے اپنے مقاصد پورے کرنے کے لیے عورت کو ضرورت کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ بنیاد پرستی کی وجہ سے خواتین بہت متاثر ہو رہی ہیں۔ ہمیشہ عورت ہی نشانہ بنتی ہے۔ عورت کو نہ تو سماجی حقوق مل رہے ہیں، نہ جائیداد میں حصہ ملتا ہے، بعض اوقات قرآن کے ساتھ شادی کرائی جاتی ہے، نہ تعلیم کا حق نہ اپنی مرضی سے زندگی گزارنے کا حق۔ پوری زندگی اپنے باپ دادا کی رسموں میں پستی رہتی ہیں۔ سندھ کے علاقوں میں عورت کو پڑھانے کا رواج نہیں ہے، ان کا کام ہے گھر کا خیال رکھنا اور بچے پالنا۔ سندھ میں تعلیم کی کمی انتہاپسندی کو پروان چڑھا رہی ہے جس سے نجات پانے کے لیے ضروری ہے کہ اپنی بہنوں، بیٹیوں کو تعلیم دلائی جائے کیونکہ اس مرض میں مبتلا قوم کو وہی صحیح راہ پر لاسکتی ہیں۔ ہمارے یہاں کافی ایسی مثالی خواتین موجود ہیں جنہوں نے اس بنیاد پرستی کے خلاف آواز اٹھائی۔

دوران ورکشاپ ایچ آر سی پی کی ٹیم نے Observe کیا کہ ضلع گھوٹکی میں سماجی اور مذہبی انتہاپسندی پائی جاتی ہے۔ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی بڑی وجوہات ہیں جن میں اغواء برائے تاوان، جرگہ سسٹم، کمسن لڑکیوں کی شادی، غنڈہ گردی اور وڈیرہ شاہی، لڑکیوں کی تعلیم کا مسئلہ یا پھر لڑکیوں کے اسکولز کا مسلسل بند رہنا شامل ہیں۔

جہدحق پڑھنے والوں کے خطوط

ماہی گیروں کے مسائل حل کیئے جائیں

پسنی بلوچستان کے ساحلی علاقوں میں آبادلوگوں کی اکثریت کاتعلق ماہی گیری کے پیشہ سے ہے۔غریب ماہی گیر محنت ومشقت کرکے اپنے اہل خانہ کودووقت کی روٹی کھلاتے ہیں۔گزشتہ دنوں ''انسانی حقوق کمیشن'' کی حیثیت سے جب مقامی غریب ماہی گیروں سے ایک خصوصی ملاقات کی تو اس موقع پران کا کہنا تھا کہ وہ آج کل کھلے سمندر جانے سے گریزاں ہیں کیونکہ سندھ اور دیگر صوبوں سے تعلق رکھنے والے بڑے بڑے کارکوز لانچ سمندر میں داخل ہوکر غیر قانونی ٹرالنگ کے دوران ان کے قیمتی جال کو نہ صرف نقصان پہنچاتے ہیں بلکہ اسی دوران مقامی غریب ماہی گیروں کی زندگیاں بھی خطرے میں پڑ جاتی ہیں۔ان کے مطابق بڑے لانچ ان کی چھوٹی کشتیوں کونقصان پہنچاتے ہیں۔ماہی گیروں کے مطابق دوسروں صوبوں سے آنے والے لانچ غیر قانونی شکار کے دوران مچھلیوں کی نسل کشی کرکے مقامی ماہی گیروں کی روزی روٹی کوخطرے میں ڈالتے ہیں۔واضح رہے کہ سمندر میں غیر قانونی ٹرالنگ نہ صرف منع ہے بلکہ فشریز قانون میں ایک جرم ہے۔

(غلام یاسین)

محنت کش پنشن سے محروم

حیدرآباد بڑھاپے کی مراعات کا قومی ادارہ ای او بی آئی حیدرآباد ریجن کی جانب سے مختلف نجی صنعتی اداروں سے ریٹائرڈ ڈیڑھ سو سے زائد محنت کشوں کا استحقاق کئی برس گزر جانے کے باوجود منظور نہیں کیا گیا۔جس کی وجہ سے غریب محنت کش پنشن حاصل کرنے سے محروم ہیں۔پنشن ایکشن کمیٹی حیدرآباد کے صدر محمد شفیع کے مطابق کئی ضعیف العمر خواتین اور محنت کش ایسے ہیں جنہوں نے 1999 میں پنشن کلیم فارم جمع کرائے لیکن تاحال انہیں منظور نہیں کیا گیا اور اگر مسترد بھی کیا گیا ہے تو وجوہات نہیں بتائی جارہی ہیں۔انہوں نے کہا غریب محنت کشوں کو پنشن کارڈ جاری کرنے کے لیے ڈیل پر بھی مجبور کیا جاتا ہے کہ اگر آپ اپنے پچھلے بقایا جات ہمیں دے دیں تو ہم آپ کا کام کردیں گے۔ (عبدالحلیم شیخ)

مغوی وکیل کی بازیابی کا مطالبہ

کیچ 29 نومبر 2013 کو کیچ بار ایسوسی ایشن اور ایچ آر سی پی تربت ٹاسک فورس نے حیدر کے بی ایڈووکیٹ کی بازیابی اور رہائی کے لیے تربت پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا اور حیدر کے بی ایڈووکیٹ کی بازیابی اور رہائی کا پرزور مطالبہ کیا۔مظاہرین کا کہنا تھا کہ حیدر کے بی نے اگر کوئی جرم سرزد کیا تھا تو اسے عدالت میں پیش کیا جائے۔ 29 نومبر کو حیدر کے بی ایڈووکیٹ کی بازیابی اور رہائی کے سلسلے میں لاہور سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن کی جانب سے ایک ریلی بھی نکالی گئی جس نے جلسہ کی شکل اختیار کر کے ان کی بازیابی کا مطالبہ کیا۔اس کے علاوہ حیدر کے بی ایڈووکیٹ کی بازیابی اور رہائی کے سلسلے میں کاروان انگلش لینگویج سینٹر کوشقلات تربت کے زیراہتمام کوشقلات تربت میں ایک ریلی نکالی گئی جس میں ایچ آر سی پی تربت ٹاسک فوس کے کارکنان نے بھی شرکت کی۔ریلی نے بعد میں جلسے کی شکل اختیار کرلی۔مقررین نے خطاب میں حیدر کے بی کی بازیابی اور رہائی کا مطالبہ کیا۔ (غنی پرواز)

طویل لوڈشیڈنگ پر قابو پایا جائے

نوشکی ڈسٹرکٹ نوشکی میں 18 گھنٹوں کی طویل لوڈشیڈنگ کے باعث جہاں معمولات زندگی بری طرح متاثر ہورہے ہیں۔ بیروزگاری کی شرح میں بھی اضافہ ہورہا ہے۔ دفاتر تعلیمی اداروں اور مالیاتی اداروں میں عملہ اور صارفین کومشکلات اور وقت کے ضیاع کا بھی سامنا کرنا پڑرہا ہے۔دوسری جانب 18 گھنٹوں کی طویل لوڈشیڈنگ کے باعث زرعی شعبہ تباہ سے دوچار ہے۔زرعی پیداوار میں کمی کے باعث زمینداروں کے معاشی مشکلات میں بتدریج اضافہ ہورہا ہے۔بلوچستان کے عوام 70 فیصد آبادی کا انحصار زراعات سے وابستہ ہے۔طویل لوڈشیڈنگ سے عوام کے احساس محرومی میں مزید اضافہ ہوا ہے۔

(محمد سعید)

بجلی کی فراہمی کا مطالبہ

چمن محلہ حاجی فتح محمد چمنی میں حکومت عوام کو بجلی کی فراہمی ممکن نہیں بنارہی۔علاقے میں درجنوں گھرانے آباد ہیں۔اور چمن سے تین کلومیٹر دور ہے۔اہل علاقہ کا مطالبہ ہے کہ انہیں بجلی کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ (محمد صدیق)

خالی اسامیاں پُر کی جائیں

نوشکی ڈسٹرکٹ نوشکی کے مختلف تعلیمی اداروں میں 104 اسامیاں خالی ہیں۔اس کے علاوہ جے ای ٹی جے وی معلم آتھران اور عربک ٹیچروں کی ایک سو سے زائد اسامیوں پر دسمبر 2011 میں انٹرویو اور ٹیسٹ ہوئے۔لیکن محکمہ تعلیم کے ارباب اختیار نے 22 ماہ کے طویل عرصہ بعد بھی خالی اسامیوں پر نیوں تقرریاں پیش کی ہیں۔نوشکی ڈسٹرکٹ میں 53 برائے پرائمری سنگل ٹیچر اور 11 گرلز سنگل ٹیچر سکولز چل رہے ہیں۔نوشکی کے تعلیمی اداروں میں بنیادی سہولیات کا فقدان ہے۔95 فیصد تعلیمی اداروں میں سہولیات کا فقدان ہے۔نوے فیصد ہائی سکولوں میں ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کی ریگولر تقرریاں عمل میں نہیں لائی جاسکی ہیں۔جس کی وجہ سے تعلیمی اداروں میں نظم وضبط کا فقدان اور ہزاروں طلباء اور طالبات کے وقت کا ضیاع ہورہا ہے۔تمام اداروں میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی اور تمام خالی اسامیوں پر اساتذہ کی تقرریاں عمل میں لانے کے لیے اقدامات کئے جاسکیں۔

(محمد سعید)

سینٹری ورکرز کے مسائل پر توجہ دی جائے

باغ سینٹری ورکرز کی خیمہ بستی کی حالت نہایت مخدوش ہے۔انسانی حقوق کی تنظیموں نے بارہا حکومت کو اس حساس معاملے پر توجہ مبذول کروانے کی کوشش کی۔اس بستی کے مکین مشکل ترین جگہ پر ڈیرہ لگائے بیٹھے ہیں۔ایک طرف پانی کا خطرناک نالہ ہے تو دوسری طرف ایک بڑا پہاڑ ہے۔تھوڑی سی بارش ہوجائے تو پانی خیمہ کے اندر چلا جاتا ہے۔کھانے پینے کی چیزیں خراب ہوجاتی ہیں۔سینٹری ورکرز نے متحد بار مظاہرے کئے۔2005 کے زلزلہ کے بعد باغ کے شہریوں کے لیے سعودی گورنمنٹ کی طرف سے مکانات آئے وزراء حکومت نے وعدے کئے کہ سینٹری ورکرز کو بھی مکانات دیئے جائیں گے اس کے علاوہ ان افراد کو الگ کالونی بنا کردی جائے گی۔اس وقت 150 سو سے زائد خاندان ہوچکے ہیں ان کے ایک قبرستان ہے جہاں گندگی کے ڈھیر ہیں جبکہ ان میں کوئی بھی غیر مسلم نہیں ہے۔1947ء سے یہ خاندان خدمات سرانجام دے رہا ہے مگر آج تک ان کو برابر کا شہری تسلیم نہیں کیا گیا۔یہ بیچارے اپنے بچوں سمیت ہر رات زندگی کی آخری شب سمجھ کر گزارتے ہیں۔سینٹری ورکرز نے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ ان کے مسائل پر توجہ دی جائے۔

(منیر احمد خان)

شاہراہ کی خستہ حالت

چمن گزشتہ بارہ سال سے زیر تعمیر کوئٹہ چمن شاہراہ ابھی تک خستہ حالت میں ہے۔تعمیری کام مکمل بند ہے۔لوگ شاہراہ کی خستہ حالت کی وجہ سے ریلوے گاڑی کے ذریعے سے سفر کرتے ہیں لیکن بیماروں کے لیے سخت مشکلات کا سامنا ہے۔حکومت سے اپیل ہے کہ چمن کوئٹہ شاہراہ کی تعمیر جلد از جلد مکمل کی جائے۔

(محمد صدیق)

10 دسمبر 2013: انسانی حقوق کے عالمی دن کے موقع پر ایچ آر سی پی کے کارکنوں نے ملک بھر میں پُرامن احتجاجی مظاہروں کا اہتمام کیا

7 دسمبر 2013، لاہور: ایچ آر سی پی نے اپنے سیکرٹریٹ میں ''مصنفین/فنکاروں کا قومی کنونشن'' کا انعقاد کیا

9 دسمبر 2013، لاہور: ایچ آر سی پی نے اپنے مرکزی دفتر میں ''اذیت رسانی کے خلاف کنونشن کا نفاذ: مواقع اور رکاوٹیں'' کے نام سے ایک تقریب کا اہتمام کیا۔

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
''ایوان جمہور'' 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور
فون: 35838341-35864994 فیکس: 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ: www.hrcp-web.org
پرنٹر: مکتبہ جدیدپریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15